اذکروا موتاکم بالخیر

دفتر اول

مآثر الکرام

مشتمل بر دو فصل

فصل اول مشتمل بر حالات ہشتاد مشاہیر صوفیائے کرام فصل دوم متضمن احوال ہفتاد و سہ علمائے عظام از ابتدای فتح ہندوستان تا صدی دوازدہم ہجری کہ بدیار ہند علم اشتہار افتخار افراشتند و در ہمان خاک آسودند

مصنفہ

حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی قدس سرہ

بسعی و اہتمام احقر الانام عبد اللہ خان از کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن شایع گردید

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی مطبوع شد

سنہ ۱۹۱۰ع مطابق سنہ ۱۳۲۸ھ

قیمت فی مجلد عا۔ علاوہ محصول

گلشنِ ہند

مشہور شعراے اُردو کا ایک تذکرہ

جس کو

مرزا علی متخلص بہ لطف

نے، بعہد مارکوئس اوف ویلزلی گورنر جنرل ہند اُردو کے مشہور سرپرست مسٹر جان گلگرسٹ کی فرمایش سے علی ابراہیم خان کے فارسی تذکرہ گلزار ابراہیم سے مع اضافون کے اردو زبان مین جو آج سے ایک سو پانچ برس پیشتر کی سادہ اُردو نثر کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔

سنہ ۱۸۰۱ع

مین تصنیف کیا، اور

سنہ ۱۹۰۶ع

مین

شمس العلما مولوی شبلی کی تصحیح و تحشیہ اور مولوی عبدالحق صاحب بی اے کے ایک عالمانہ مقدمہ کے ساتھ، اُردو زبان کی خدمت کے لیے عبداللہ خان نے حیدرآباد دکن سے شایع کیا

اور

جس مین (۶۷) شاعرون کے نہایت تفصیلی حالات و نمونہ کلام ہے اور جو ۲۲۴ صفحون مین ختم ہوئی ہے۔

قیمت فی جلد عہ روپیہ علاوہ محصول ڈاک

المشتہر

عبداللہ خان، کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن

ڈیڈیکشن

یہ کتاب جو علماء و مشائخ بلگرام کے حالات مین ہے۔ مین ایک ایسے عالی ہمت فیاض طبع جامع علوم مشرقی و مغربی پاک نفس نیک نہاد شخص کے نام ڈیڈیکیٹ کرتا ہون جو نہ صرف فخر بلگرام ہے بلکہ فخر قوم و ملک ہے وہ کون۔

آنریبل نواب عماد الملک عماد الدولہ موتمن جنگ **علی یار خان** بہادر مولوی سید **حسین** بلگرامی سی۔ آئی۔ ای ممبر انڈیا کونسل لندن کیا بلحاظ وسعت علم و فضل و شرافت و نجابت اور اعلیٰ و پاکیزہ اخلاق اور کیا بلحاظ عزت وقعت قومی ہمدردی اور ملکی خیر خواہی مسلمانان ہند مین اس وقت اپنی نظیر نہین رکھتے۔

نواب صاحب ممدوح نے قومی اور ملکی بہبودی کے ہر ایک کام مین جس کشادہ پیشانی اور فراخ حوصلگی سے اعانت فرمائی ہے اور خصوصاً اس زمانہ مین مسلمانانِ ہند پر جو احسانات فرمائے ہین وہ محتاج بیان نہین ہین لہذا ہم نہایت دلی جوش و مسرت کیساتھ اس کتاب کو جو علم تاریخ کا ایک نایاب خزانہ ہے۔ اور جو اُن ہی کے ایک نامور ہم وطن حسّان الہند میر **غلام علی آزاد** بلگرامی نے انہین کے برگزیدہ اسلاف و اجداد کے تذکرے مین لکھی ہے۔ اُن احسان کے شکریہ مین جو انہون نے اہل علم اور عموماً اہل اسلام پر فرمائے ہین نواب صاحب ممدوح کے نام نامی کے ساتھہ نسبت دینے کی عزت حاصل کرتے ہین گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

خاکسار عبد اللہ خان پبلیشر کتاب ہذا

کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن ۷ جمادی الاخری سنہ ۱۳۲۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست تراجم مآثر الکرام

دفتر اول

نمبر شمار	اسماء	صفحہ	نمبر شمار	اسماء	صفحہ
۱	مقدمہ - - -	۵	۱۲	میر عبد الواحد - -	۲۵
۲	دیباچہ مصنف - - -	۱	۱۳	شیخ صفی الدین - -	۳۳
	فصل اول در ذکر فقرا		۱۴	شیخ حسین ساکن سکندرہ -	۳۶
	مشتمل بر تراجم ہشتاد بزرگ		۱۵	شیخ عبد القادر بداونی -	۳۹
۱	خواجہ عماد الدین بلگرامی -	۹	۱۶	سید صبغۃ اللہ بروچی -	۴۰
۲	سید محمد صغری بلگرامی -	۱۱	۱۷	شاہ کلیم اللہ چشتی دہلوی -	۴۲
۳	حافظ محمود بلگرامی - -	۱۳	۱۸	ملا موہن بہاری - - -	۴۳
۴	میر عبد اللہ بلگرامی -	۱۴	۱۹	میر عبد الجلیل بن میر عبد الواحد	ایضاً
۵	غازی کمال بلگرامی - -	ایضاً	۲۰	میر سید فیروز - - -	۴۵
۶	قاضی عبد المنتجب بلگرامی -	۱۵	۲۱	میر سید یحییٰ - - -	۴۶
۷	شیخ عبد الرحیم بلگرامی -	۱۷	۲۲	میر سید طیب - -	۴۷
۸	سید اجمل بلگرامی - -	۱۸	۲۳	میر عبد الواحد اصغر -	۵۱
۹	سید محمود اکبر -	ایضاً	۲۴	میر سید نعمت اللہ - -	۵۲
۱۰	سید بڈھ بلگرامی - -	۲۲	۲۵	شاہ طیب - - -	۵۳
۱۱	سید طاہر بلگرامی - -	۲۴	۲۶	سید دین محمد - -	۵۴

نمبر شمار	اسماء	صفحہ	نمبر شمار	اسماء	صفحہ
۲۷	سید محمود اصغر - -	۵۵	۴۹	سید العارفین میر سید لطیف اللہ بلگرامی	۱۰۸
۲۸	میر سید حسین دہلی وال بلگرامی	۵۶	۵۰	میر عظمت اللہ - -	۱۱۳
۲۹	سید ابراہیم المعروف بہ سید میان	۶۴	۵۱	میر نوازش علی - -	۱۱۶
۳۰	شیخ اڈہن شیخ الاسلام بلگرام	"	۵۲	میر سید نور الحق - -	۱۱۷
۳۱	مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی	۶۹	۵۳	سید نور اللہ - - -	۱۱۸
۳۲	شاہ رکن الدین المعروف بہ شاہ آتا ولی	۷۴	۵۴	سید محمدی - - -	۱۲۰
۳۳	سید تاج الدین حجرہ نشین -	"	۵۵	سید برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات	۱۲۱
۳۴	سید قاسم اسرار - -	۷۶	۵۶	سید آل محمد - - -	۱۲۳
۳۵	سید عمر بلگرامی - - -	۷۷	۵۷	سید نجات اللہ المعروف بہ شاہ میان	۱۲۴
۳۶	سید شریف - - -	۷۸	۵۸	سید عین الدین - -	۱۲۷
۳۷	سید کرم اللہ - - -	۷۹	۵۹	سید محب اللہ بلگرامی - -	۱۲۸
۳۸	سید عبد النبی - - -	۸۰	۶۰	میر سید لطیف اللہ خرد میر	۱۳۰
۳۹	میر سید محمد الترمذی الکالپوی	۸۱	۶۱	شیخ محمد سلیم - - -	۱۳۱
۴۰	میر سید احمد بن میر سید محمد کالپوی	۸۵	۶۲	شیخ محمد حافظ - - -	۱۳۲
۴۱	شیخ عبد الحفیظ قرشوی بلگرامی	۹۳	۶۳	شاہ رحمت اللہ - -	۱۳۴
۴۲	سید درگاہی بلگرامی - -	۹۴	۶۴	سید محمد بلگرامی - -	۱۳۹
۴۳	میر سید مبارک محدث بلگرامی - -	"	۶۵	سید غلام مصطفیٰ - -	۱۴۱
۴۴	خواجہ عبید اللہ المشہور بہ خواجہ کلان	۱۰۰	۶۶	سید فرید الدین - -	۱۴۳
۴۵	خواجہ عبد اللہ المعروف بہ خواجہ خرد	"	۶۷	سید قادری بلگرامی - -	۱۴۴
۴۶	میر سید عبد الفتاح العسکری احمد آبادی	۱۰۱	۶۸	میر طفیل محمد بلگرامی - -	۱۴۹
۴۷	سید مربی - - -	۱۰۲	۶۹	شیخ فخر الدین احمد مانکپوری -	۱۵۹
۴۸	سید سعد اللہ - - -	۱۰[illegible]	۷۰	میر سید اجمل بلگرامی - -	"

نمبر شمار	اسماء	صفحہ	نمبر شمار	اسماء	صفحہ
٧١	شاہ عبد الرزاق	١٦٠	١٠	شیخ سعد الدین خیرآبادی	١٩٠
٧٢	راقم الحروف فقیر آزاد	١٦١	١١	مولانا عبد اللہ تلنبی	١٩١
٧٣	شیخ محمد حیاۃ السندی المدنی	١٦٤	١٢	مولانا الہداد جونپوری	١٩٢
٧٤	شیخ عبد اللطیف	١٦٦	١٣	شیخ علی متقی برہانپوری	″
٧٥	مولانا میر خرد عزیزان بلخی	١٧٠	١٤	شیخ محمد بن طاہر الفتنی	١٩٤
٧٦	مولانا پاینده اخسیکتی	″	١٥	شیخ وجیہ الدین گجراتی	١٩٦
٧٧	شیخ درویش عزیزان	١٧١	١٦	شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری	١٩٧
٧٨	باباشاہ سعید پلنگ پوش	″	١٧	شیخ ابوالفیض فیضی	١٩٨
٧٩	باباشاہ مسافر	١٧٤	١٨	شیخ عبد الحق دہلوی	٢٠٠
٨٠	بی بی خرد	١٧٥	١٩	شیخ نور الحق دہلوی	٢٠١
	فصل دوم در ذکر فضلاء		٢٠	ملا محمود جونپوری	٢٠٢
	مشتمل بر تراجم ہفتاد و سہ افاضل	١٧٦	٢١	شیخ عبد الرشید شمس الحق جونپوری	٢٠٣
	تمہید	١٨٠	٢٢	ملا عبد الحکیم سیالکوٹی	٢٠٤
١	مولانا احسن صغانی	١٨٠	٢٣	ملا عصمت اللہ سہارنپوری	٢٠٥
٢	شیخ حمید الدین دہلوی	١٨٢	٢٤	میر محمد زاہد الہروی	٢٠٦
٣	مولانا شمس الدین یحییٰ	″	٢٥	ملا قطب الدین شہید	٢٠٩
٤	قاضی عبد المقتدر	١٨٣	٢٦	مولوی قطب الدین شمس آبادی	٢١٠
٥	مولانا معین الدین عمرانی دہلوی	١٨٤	٢٧	قاضی محب اللہ بہاری	٢١١
٦	مولانا خواجگی دہلوی	١٨٥	٢٨	حافظ امان اللہ بنارسی	٢١٢
٧	مولانا احمد تھانیسری	١٨٦	٢٩	شیخ غلام نقشبند لکھنوی	٢١٣
٨	قاضی شہاب الدین ملک العلما	١٨٨	٣٠	شیخ احمد المعروف بملا جیون	٢١٦
٩	شیخ علی بن احمد مہائمی	١٨٩	٣١	سید سعد اللہ سلونی	٢١٧

نمبر شمار	اسماء	صفحه
۳۲	مولانا نورالدین احمد آبادی	۲۱۹
۳۳	ملا نظام الدین سہالوی	۲۲۰
۳۴	سید رفیع الدین بلگرامی	۲۲۴
۳۵	سید حسین	۲۲۶
۳۶	سید حسین	״
۳۷	قاضی الہداد	۲۲۷
۳۸	قاضی عنایت اللہ	۲۲۸
۳۹	شیخ کمال بن شیخ مکرم	״
۴۰	شیخ عبدالکریم بلگرامی	۲۳۰
۴۱	مولوی شیخ عبدالغفور	״
۴۲	شیخ عنایت اللہ	۲۳۱
۴۳	میر سید اسمعیل بلگرامی	۲۳۳
۴۴	ملا عبدالسلام دیوہی	۲۳۵
۴۵	ملا عبدالسلام لاہوری	۲۳۶
۴۶	امیر فتح اللہ شیرازی	״
۴۷	ملک بہاء الدین	۲۳۸
۴۸	سید ضیاء اللہ بلگرامی	۲۳۹
۴۹	سید عنایت اللہ	۲۴۲
۵۰	میر سید خیر اللہ بلگرامی	۲۴۳
۵۱	سید فیض محمد بلگرامی	۲۴۵
۵۲	سید محمد باقر بلگرامی	۲۴۷
۵۳	سید عبداللہ	۲۴۸
۵۴	قاضی علیم اللہ کچھندوی	۲۴۹
۵۵	میر عبدالہادی	۲۵۱
۵۶	شیخ جمال الدین فرشوری	۲۵۲
۵۷	میر احمد بلگرامی	۲۵۳
۵۸	میر عبدالجلیل بلگرامی	۲۵۷
۵۹	میر محمد جان بلگرامی	۲۷۷
۶۰	سید کرم اللہ بلگرامی	۲۸۴
۶۱	مخدوم لعل شہباز الحسینی المرندی	۲۸۵
۶۲	روح الامین خان	۲۸۷
۶۳	سید عبدالواحد بلگرامی	۲۸۹
۶۴	سید محمد اشرف المعروف بہ سید درگاہی	۲۹۰
۶۵	میر سید محمد بلگرامی	۲۹۳
۶۶	میر محمد یوسف بلگرامی	۲۹۶
۶۷	سید سعدالدین بلگرامی	۲۹۸
۶۸	شیخ عثمان احمد بلگرامی	۲۹۹
۶۹	سید غلام نبی بلگرامی	״
۷۰	مولوی قطب الدین گوپاموی	۳۰۰
۷۱	حاجی صفت اللہ خیرآبادی	۳۰۱
۷۲	شیخ کمال الدین محمد سہالوی	۳۰۲
۷۳	راقم این سواد بندہ آزاد	۳۰۳
۷۴	خاتمة الکتاب	۳۱۱

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

مآثر الکرام

حسّان الہند[ف۱] مولانا غلام علی آزاد بلگرامی اُن علمائے ہند مین سے ہین جن کا نام اس ملک مین ہمیشہ یاد رہے گا۔ وہ صرف ملا ہی نہ تھے بلکہ ادیب و شاعر مورخ و محقق بھی تھے اور اُن کی تالیفات و تصنیفات خود اس امر کی شاہد ہین۔ اسمین کچھہ شک نہین کہ ہندوستان کے عہد اسلامی مین ایسی ایسی تاریخین لکھی گئی ہین کہ جنکی نظیر فارسی زبان مین نہین ملتی۔ لیکن مغلیہ سلطنت کے انحطاط کیساتھ صحیح فن تاریخ نویسی مین انحطاط شروع ہوگیا تھا۔ البتہ مولانا غلام علی آزاد نے اس فن کی لاج رکھہ لی اور آخر وقت مین بھی ذوق صحیح کی داد دی۔ اِن کی تصانیف مین سے زیادہ تر فن تاریخ کی اس شاخ کے متعلق ہین جسے فن اسمائے الرجال کہتے ہین۔ اور آزاد نے اس بات پر فخر[ف۲] ظاہر کیا ہے کہ ہندوستان مین پہلے وہی ہین جنہون نے اس فن پر قلم اٹھایا ہے

ف۱ حسّان الہند میر غلام علی آزاد بن سید نوح بلگرامی یکشنبہ سنہ ۱۱۱۶ ہجری مین (۲۵) ماہ صفر مین قصبہ بلگرام مین پیدا ہوئے اور سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین بمقام روضہ جو نواح اورنگ آباد دکن مین ایک مشہور مقام ہے۔ چوراسی سال کی عمر مین وفات پائی۔

ف۲ و پیش از من احدی آستین سعی باین درجہ نشکستہ و کمر خدمت بزرگان صنف و ملت باین جد و جہد نہ بستہ (دیکھو دیباچہ کتاب)

اگرچہ ان سے پہلے صاحب تاریخ نظامی۔ ملا عبدالقادر بدایونی اور علامہ ابوالفضل اپنی اپنی تاریخون مین اپنے اپنے عہد کے امرا و علما و کملا کے حالات لکھہ چکے ہین۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ مولانا آزاد نے اس مین خاص اہتمام کیا ہے۔ اور اس فن کی طرف خاص توجہہ کی ہے۔ اُن لوگون نے اپنے عہد کے مشاہیر کے حالات اپنی تاریخون کے ضمیمہ کے طور پر لکھے تھے۔ آزاد نے اسے الگ فن قرار دیکر مختلف رسالے لکھے ہین۔[1]

مآثر الکرام جو اب پہلی بار مولوی عبداللہ خان کی سعی سے طبع ہوئی ہے اسی فن کے متعلق ہے یہ کتاب عموماً ہندوستان اور خصوصاً فقرا و علماے بلگرام کے حالات مین ہے آزاد نے اس کتاب کی تالیف سے نہ صرف اپنے وطن کا حق ادا کیا بلکہ فن رجال مین ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے بلگرام ایک مردم خیز بستی ہے اور اس معدن علم و فضل سے ایسے ایسے بے بہا لعل نکلے ہین جن کے نام اس سرزمین مین ہمیشہ روشن رہینگے۔ اور خوشی کی بات ہے کہ یہ فضیلت اسے اس وقت

---

[1] سرو آزاد۔ شعرا کا تذکرہ۔ ید بیضا۔ شعرا کا تذکرہ۔ خزانہ عامرہ۔ ان شعرا کے حالات مین جنکو دربار شاہی سے صلے ملے ہین۔ روضۃ الاولیا۔ صوفیہ کے حالات مین بحۃ المرجان۔ علما کے تذکرے مین۔ مآثر الکرام۔ علما صوفیہ کے حالات مین نیز نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان کی بے نظیر تالیف مآثر الکرام کی تکمیل و تہذیب مین جو سعی آزاد نے کی وہ بھی بہت قابل قدر ہے دیکھو دیباچہ مآثر الامرا۔ اور نیز آزاد کے اُن خطوط سے جو مولوی سید احمد صاحب زید بلگرامی مرحوم کے پاس تھے یہ امر ظاہر ہے۔

تک حاصل ہے یون بہی قصبات اور شہرون کی حالت مین بہت تفاوت ہے
آب وہوا کی خوبی اور صفائی اخلاق کی سادگی وبے ریائی تکلفات اور تصنع
سے بری۔ مسابقہ اور منافشہ کی کشمکش سے محفوظ سلک کی پختگی یہ اور
بعض اور وجوہ ایسے ہین کہ جنکے سبب اہل قصبات کے جسم ودماغ اہل
شہر کی نسبت زیادہ صحیح ہوتے ہین۔ اگرچہ شہر کی ترتیبات ان مین سے اکثر کو
اوسی منارے مین کہینچ لے جاتے ہین جہان چند نسلون کے بعد ان مین انحطاط
شروع ہوجاتا ہے اگر علما وفضلا ودیگر مشاہیر کی فہرست پر نظر ڈالی جاے تو
معلوم ہوگا کہ اہل قصبات کا ملک پر بہت بڑا احسان ہے کاش مولانا آزاد کی
طرح دوسرے اہل قصبات بہی اس بات کا خیال رکھتے اور اپنے اپنے قصبہ کے
علما وفضلا وصوفیا ودیگر مشاہیر کے حالات قلم بند کر ڈالتے تو ہندوستان کی
تاریخ کو اس سے بہت بڑی مدد ملتی۔ ہندوستان مین بکثرت[۵۱] ایسے قصبات ہین
کہ اگر وہان کے حالات یا تاریخ لکہی جاے تو ایسی مفید معلومات اس سے حاصل
ہوسکتے ہین جس کا بڑی بڑی بسوط تاریخون مین پتہ نہین اس کتاب کے لکہنے
مین مولانا نے خاص محنت کی ہے اور صرف کتب تاریخ متداولہ ہی تک تلاش و
جستجو کو محدود نہین رکہا بلکہ ،، اہالی وموالی شہر ،، سے بہی حالات دریافت کئے
اور نیز ،، سجلات شرعیہ ،، سے جو بزرگون کی یادگار سے باقی تہے استفادہ کیا۔

۵۱ مثلاً پانی پت۔ بدایون۔ خیر آباد۔ امیٹی سوہان۔ سرہند۔ سہالی وغیرہ وغیرہ۔

یہ کتاب اول بلگرام میں لکھنے شروع کی تھی لیکن درمیان میں یعنی سنہ ۱۱۵۱ھ
مین حج کے قصد سے مکہ چلے گئے زیارت حرمین شریفین سے واپس ہوکر دکن
مین قیام کیا اور وہین ناتمل مسودہ منگواکر اختتام کو پہنچایا۔ تاریخ اختتام کتاب
،، خزانہ مسک ،، سے نکلتی ہے۔
۱۱۶۶
افسوس ہے کہ مولانا آزاد نے اس کتاب مین کسی قدر اختصار کو مد نظر رکھا ہے
اگر وہ اس زمانے کی صحبتون اور معاشرت اور طریقہ تعلیم و تعلم پر ذرا اور وسیع نظر
ڈالتے تو یہ کتاب بہت زیادہ دلچسپ مفید ہو جاتی۔ لیکن تاہم جو کچھ انھون نے
کیا ہے وہ بہت قابل قدر اور نیز قابل تقلید ہے۔ زمانۂ حال و گذشتہ کے حالات
اور خصوصاً ان لوگون کے تذکرے جو اس کارزار حیات مین جہان قدم قدم پر
ٹھوکر لگنے کا اندیشہ ہے اپنی ہمت اور ریاضت سعی اور مشقت سے پایۂ کمال کو
پہنچے ہین انسان کے اخلاق پر عجیب و غریب اثر ڈالتے ہین۔ جب ہم یہ دیکھتے ہین
کہ طلبہ تحصیل علم کے شوق مین بے زاد و راہ شہر بشہر پھرتے ہین۔ کھانے کی پرواہ ہی
نہ کپڑے کی فکر مگر تحصیل علم کی دُھن مین ہفتخوان طے کرکے عین سرچشمہ پر پہنچتے اور سیراب
ہوکر واپس آتے ہین اور اس کے بعد جو کچھ حاصل کیا ہے اس سے دوسرون کو
فیض پہنچاتے ہین اور یہی نہین بلکہ اسے ثواب کا کام خیال کرتے ہین اور اس سے
بھی بڑھکر یہ کہ اگر وہ کسی شاہی خدمت وغیرہ پر مامور ہو گئے ہین تو بھی فرصت کے
وقت سلسلہ درس و تدریس جاری ہے اور اس کے ساتھ ہی تالیف و تصنیف بھی ہوتی

رہتی ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہین اور آجکل کی حالت پر نظر ڈالتے ہین جبکہ علم کا چرچا گھر گھر ہے تو ہمین ایک عجیب فرق نظر آتا ہے۔ محنت اور ریاضت اب بھی غالباً اتنی ہی کرنی پڑتی ہے لیکن تحصیل علم کی وہ چیٹک اور وہ دہن جو پہلے لوگون مین تھی آج کل اوس کے مقابلہ مین کم ہے۔ اسکی زیادہ تر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلے حصول علم مین آزادی تھی اور آج کل یونیورسٹی کی پابندیون نے ایسا جکڑ دیا ہے کہ اگر کچھہ شوق ہوتا بھی ہے تو دب دبا جاتا ہے۔ دوسری ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ آج کل علم زیادہ حصول ملازمت سرکاری کے لئے حاصل کیا جاتا ہے علم کو علم کی خاطر شاذونادر ہی کوئی پڑھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حالانکہ آجکل طلبہ کی کثرت ہے مگر حقیقی علم یا علم کا حقیقی شوق کم ہے اور اگر ہے بھی تو اسکے چندان قدر نہین۔ کون ہے جس کے دل مین قاضی عضدالحی کے ذکر کے پڑھنے سے جو اسی کتاب مین ہے جوش اور ولولہ پیدا نہوگا۔ لکھا ہے کہ سلطان محمد بن تغلق شاہ نے مولانا معین الدین عمرانی دہلوی کو ولایت فارس مین قاضی عضد یحیٰی کے پاس بھیجا اور یہ عرض کرائی کہ آپ ہندوستان تشریف لے چلین۔ اور متن مواقف کو سلطان محمد کے نام سے معنون فرمائین۔ سلطان ابواسحاق والی شیراز کو جو یہ معلوم ہوا تو دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ یہ سلطنت حاضر ہے اسے لے لیجئے اور جو خدمت آپ فرمائین اسکے بجالانے کو مین حاضر ہون مگر للہ آپ یہان سے نہ جائیے۔ ایسی قدردانی کی نظیر مشکل سے ملے گی اور شاید یہ شخصی سلطنت ہی مین ممکن بھی ہے۔

غالباً شخصی سلطنت کے نام سے ناظرین کے کان کھڑے ہونگے - لیکن اصل یہ ہے
کہ حکومت کی کوئی صورت بُری نہین بشرطیکہ صحیح اصول کو پامال نہ کیا جائے - لیکن
اگر صحیح اصول پر نظر نہین تو حکومت کی ہر صورت خواہ قیاسی طور سے کیسی ہی اعلیٰ
کیون نہ ہو مذموم ہے -

حصول علم کے شوق مین ایک اور بات بھی مضمر ہے جو سب سے زیادہ قابل قدر ہے
انسان کو انسان بنانے والی یعنی اسکے کیریکٹر کو سنوارنے والی جو شئے ہے وہ شوق
وسعی اور ریاضت و محنت ہے خصوصاً جب کہ مدعا حصول اغراض نفسانی نہ ہو -
ان لوگون کے کیریکٹر مین ایک خاص بات پیدا ہو جاتی ہے - اور یہ صرف انہین
لوگون مین پائی جاتی ہے جنکے دلون مین کسی اعلیٰ مقصد کے حاصل کرنے کی لو لگی ہوتی
ہے اور جو اس دُھن مین دن کو دن سمجھتے ہین اور نہ رات کو رات مصیبت کو مصیبت
خیال کرتے ہین نہ راحت کو راحت مگر راہ طلب مین برابر قدم بڑہائے ہوئے چلے
جاتے ہین - اور گو آخر مین گو ہر مقصد ہاتھ آئے یا نہ آئے مگر ایک ایسی چیز ہاتھ لگ
جاتی ہے جو اس سے زیادہ نایاب اور اوس سے کہین بیش بہا ہے - یعنی انسانیت
یا دوسرے الفاظ مین یون کہئے کہ صفائی باطن - کون ہے کہ جسکے دل پر شاہ رحمت اللہ
بلگرامی قدس سرہ کے تذکرے کے پڑہنے سے جو اس کتاب مین درج ہے ایک خاص
اثر یا ایک خاص کیفیت طاری نہو گی ان کے دوسرے حالات کے ضمن مین مولانا
آزاد یہ بھی کہتے ہین کہ ان کے ایک عزیز کی زبانی منقول ہے کہ مین اور شاہ رحمت اللہ صاحب

قدس سرہٗ قصبہ سانڈی سے بلگرام جارہے تھے۔ دیکھتے کیا ہین کہ سانڈی کے باغستان مین کسی نے چور کو مار کر درخت سے لٹکا دیا ہے۔ یہ دیکھتے ہی شاہ صاحب نے فرمایا ذرا ٹھیرو اور آگے بڑھ کر چور کے پاؤن چوم لئے۔ مین نے پوچھا حضرت یہ کیا؟ فرمایا کہ اس چور نے اپنے شیوہ کو پایۂ کمال تک پہنچا دیا۔ خدا تعالیٰ ہر شخص کو اپنی اپنی راہ مین اسی طرح ثابت قدم رکھے۔

ایسے بزرگون کے تذکرے جنہون نے اپنے تن دہن من کو تحصیل علم۔ تزکیہ نفس یا رضا جوئی باری تعالیٰ مین وقف کر دیا تھا۔ اس زمانہ کے لئے جبکہ ہر طرف سے مادّیت کا شور دینا دنیا کی پکار اور پیٹ کی دہائی سنائی دیتی ہے بہت کار آمد اور مفید ثابت ہون گے۔ پند و نصائح اور اخلاقی کتب اس قدر مفید نہین ہوتین جس قدر ان لوگون کے تذکرے جو خود پاکیزہ اخلاق کے نمونے تھے۔ وہ صرف باتین ہین اور یہ کام وہ صرف مردہ الفاظ ہین اور یہ زندہ اعمال لہذا اس کے اُسکے اثر مین بہت بڑا فرق ہے۔

مولانا آزاد نے اپنے وطن کے علاوہ اپنے صوبہ کی بھی بہت کچھ تعریف کی ہے اور ان کی تعریف بجا ہے۔ درحقیقت جیسا کہ انہون نے لکھا ہے پورب قدیم الایام سے معدن علم و علما رہا ہے۔ علم و فضل کے چرچے اب تک وہان جاری ہین۔ ترویج علم کے لیے سلاطین و حکام کی طرف سے وظایف و زمین و مدد معاش مقرر تھی اور اس غرض کے لیے مساجد و مدارس اور خانقاہین بنوائی جاتی تھین۔

طلبہ دور دور سے آتے تھے اور صاحب توفیق اونکی خاطر تواضع اور خدمت کو سعادت عظمیٰ سمجھتے تھے۔ آزاد نے کہا ہے کہ شاہجہان کا یہ قول تھا کہ "پورب شیراز مملکت ماست"، لیکن سلطنت مغلیہ کے زوال کے ساتھ ہی مدارس اور خانقاہون پر اوس پڑگئی۔ درس و تدریس کا بازار سرد پڑ گیا۔ اور وہ جوش دہیمے ہو گئے ہندوستان مین پہلے عام طور پر تعلیم کا یہی طریقہ تھا۔ جسکے نشان اب بہی کہین کہین نظر آتے ہین۔ اب نیا دور شروع ہوا ہے اور زمانہ نے دوسرا رنگ بدلا ہے۔ اور مشرق کی ہر چیز مین مغرب کا جلوہ نظر آرہا ہے۔

لیکن جہان ہمین اُس زمانہ کے علمی ذوق و شوق کو دیکھکر مسرت ہوتی ہے وہان ایک بات کا افسوس بھی ہوتا ہے۔ اوس زمانہ کے نصاب تعلیم پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو حلقہ کہ کچھہ عرصہ پہلے علما نے کھینچ دیا تھا اس سے باہر قدم رکھنا انہین قسم تھا۔ فقہ و حدیث و تفسیر۔ منطق و فلسفہ و علم کلام پر سارا زور تھا سارے طبعی اور ذہانت اسی پر ختم تہی۔ یہان تک کہ کتابین بہی زمانہ دراز سے ایک ہی چلی آتی تھین۔ اور انہین پر حاشیہ پر حاشیہ اور شرح پر شرح اضافہ ہوتی جاتی تہی۔ علوم طبیعات وغیرہ کا تو کیا ذکر ہے تاریخ و جغرافیہ بہی جسمین مسلمانون نے خاص امتیاز حاصل کیا تہا خارج از بحث تھا غرض صدہا سال سے ہمارے ہان کی تعلیم حالت جمود مین تھی۔ سالہا سال کی بربادی اور تباہی کے بعد اب کہین جا کے ہمارے علما کی آنکھین کھلی ہین اور آنکھین کیا کھلی ہین

دعا دینی چاہیئے اُس باہمت اور عالی دماغ شخص کو جس نے اس زمانے مین مسلمانون کے سر سے بہت سی بلاؤن کو ٹالا اور مسلمانون کو انکی نازک اور پُر خطر حالت سے آگاہ و خبردار کیا - یہ اُس کا طفیل نہین تو اور کیا ہے اور اسی کا صحبت یافتہ اور اسی کے دارالعلوم کے تربیت یافتہ ایک بزرگ عالم نے قدیم سلسلہ تعلیم مین انقلاب پیدا کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے - چنانچہ اس کے لیے سامان مہیا ہوتے جاتے ہین - خدا اس کی ہمت مین برکت اور اس کے مقصد مین کامیابی عطا فرمائے اس کام مین کامیابی یقینی ہے - کیونکہ یوروپین السنہ و علوم سے جو نفرت مسلمانون کے دل مین تھی وہ مرحوم ریفارمر بڑی جانکاہی سے رفع کر گیا ہے اور وہ طوفان بے تمیزی جو اس وقت برپا ہو گیا تھا اب فرو ہو گیا ہے اور راستہ خس و خاشاک اور جھاڑ جھنکاڑ سے صاف ہے اور لوگ اس تغیر کے لیے آمادہ ہین - عام لوگ تو اسے دینی کام خیال کر کے اسکی امداد باعث ثواب سمجھتے ہین اور انگریزی تعلیم یافتہ یا دوسرے لوگ جو زمانہ کی ضروریات سے واقف ہو چلے ہین اسکی اہمیت کو مانکر اِسکے ساتھ ہین - کیا تعجب ہے کہ اس تحریک کا یہ نتیجہ ہو کہ علوم مشرقیہ و مغربیہ کو سمو کر ایک نیا کورس تیار کیا جائے جو ہمارے ضروریات اور حالت کے زیادہ مناسب اور زیادہ کارآمد ہو البتہ اس قدر افسوس ہے کہ ہمارے علمائے واجب التعظیم محرک کے ہاتھ بٹانے مین بہت کم مدد دی ہے - بلکہ جنھین اندرونی حالات سے واقفیت ہے وہ جانتے ہین کہ بہ نسبت علما کے غریب دنیا دارون سے زیادہ امداد ملی ہے - اور انھین کے

سہارے پر اب تک سارا کام چل رہا ہے۔

ایک بات تاریخی حیثیت سے اس تذکرہ مین خاص طور پر قابل لحاظ ہے۔ وہ یہ کہ اون علما و فضلاے بلگرام مین سے جن کا اس مین ذکر ہے ایک بہی اہل تشیع مین سے نہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ نے وہان بعد کے زمانہ مین رواج پایا۔ اور اگر اُن علما مین سے بعض کی اولاد اب بہی وہان باقی ہے اور وہ مذہب شیعہ پر ہے یا ان کے نسب نامون مین اون علما کے نام نکلین تو ہمارا یہ خیال اور بہی قوی ہوجائے گا۔ یہ امر واقعی ہے کہ اودہ کی سلطنت نے خاص کر آس پاس کے اضلاع و قصبات پر اور بعض اوقات دور دراز کے مقامات پر بہی مذہبی لحاظ سے خاص اثر ڈالا ہے۔ چنانچہ جونپور و دیگر مضافات لکہنؤ وغیرہ کے حالات پر نظر ڈالنے سے یہ امر بایہ تیقن کو پہنچ جاتا ہے۔ جب مذہب کی پشتی پر حکومت ہوتی ہے تو حالت اندیشہ ناک ہوجاتی ہے۔ میرا اس سے ہرگز یہ مطلب نہین کہ سلطنت اودہ نے مذہب کے معاملہ مین کبہی جبر و تعدی سے کام لیا۔ بلکہ بات یہ ہے کہ جاہ طلبی اکثر لوگون کی نیت کو جو اعتقاد کے کچے ہوتے ہین ڈانوان ڈول کر دیتی ہے ایسا ہر جگہہ ہوا ہے اور یہی اودہ کے اکثر مقامات مین ہوا۔ اور قصبۂ بلگرام بہی اس اثر سے نہ بچا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آزاد کے زمانہ مین اہل تشیع وہان نہ تہے اور اگر تہے تو خال خال۔ لیکن بعد کے زمانہ مین حکومت کے اثر سے اس کا قدم وہان پہنچا ہے۔

آزاد نے حسب عادت میر سید محمد الترمذی کے تذکرہ مین شیخ محب اللہ الہ آبادی

کی کتاب تسویہ کا اُچٹتا ہوا ساذکر کر دیا ہے۔ لیکن اس کتاب کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے اور اس لیے ہم اُسے یہاں کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہتے ہین۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہو گا کہ بادشاہ اورنگ زیب انار اللہ برہانہ کو جزئیات پر بھی ایسی ہی نظر تھی جیسی کلیات پر۔ دوسرے یہ معلوم ہو گا کہ بعض باخدا لوگ ایسے بھی موجود تھے کہ وہ اورنگ زیب جیسے سخت گیر اور پر جلال شہنشاہ کی بھی پرواہ نہین کرتے تھے۔ تیسرے اس سے دینیات کے ایک معرکۃ الآرا مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

رسالہ تسویہ شیخ محب اللہ الہ آبادی کی تصنیف سے ہے جو ایک درویش اور صوفی تھے۔ اس مین علاوہ اور امور کے جبریل و وحی کی حقیقت کا اظہار ان الفاظ مین کیا گیا ہے۔

جبریل محمد در ذاتِ محمد بود صلی اللہ علیہ وسلم وہمچنین جبریل باہر پیغمبرے در ذاتِ وے بود۔ وآن قوتِ باطنی ایشان بود کہ در غلبہ آن قوت وحی بر ایشان نازل می گردید ولہذا جبریل باہر پیغمبرے بزبان وے سخن گفتہ،،

جب یہ رسالہ (جو عربی زبان مین ہے) شاہ اورنگ زیب کی نظر پڑا تو انکار عظیم کیا۔ شیخ اس زمانے مین رحلت کر گئے تھے۔ لیکن اون کے مریدون مین سے دو شخص پایہ تخت مین موجود تھے۔ ایک میر سید محمد جو ملازم شاہی اور امراے دربار مین سے تھے۔ دوسرے شیخ محمدی جو لباس درویشی وزہد مین تھے۔ اول بادشاہ نے میر سید محمد سے تسویہ کی اس عبارت کی شرح دریافت کی سید نے شیخ کی مریدی سے

انکار کر دیا۔ لبعدازان شیخ محمدی کے پاس پیغام بہیجا۔ کہ اگر تمہین شیخ کی مریدی کا اقرار ہے تو احکام شرع شریف سے اس رسالہ کے مقدمات کو مطابق کر کے بتاؤ اور اگر مطابق نہین کر سکتے تو اوسکی مریدی سے استغفار کرو اور کتاب کو آگ مین ڈالدو۔ شیخ محمدی نے جواب دیا کہ نہ مجہے ان کی مریدی سے انکار ہے نہ استغفار کی ضرورت۔ لیکن جس مقام سے کہ شیخ نے گفتگو کی ہے مجہے وہان تک رسائی حاصل نہین ہے۔ جس وقت مین اس رتبہ کو پہنچ جاؤنگا تو آپکی درخواست کے بموجب اس کی شرح لکہہ بہیجونگا۔ اور اگر بادشاہ نے اس رسالہ کا جلانا ٹہان لیا ہے تو اس فقیر متوکل کے گہر سے کہین زیادہ شاہی مطبخ مین آگ موجود ہے حکم دیا جاسے کہ یہ رسالہ اور اس کی جس قدر نقلین دستیاب ہون آگ مین جہونک دی جائین۔ بادشاہ اس جواب کو سنکر ساکت رہ گئے [۵۱]۔

اِسکے پڑہنے کے بعد ہمین خیال ہوتا ہے کہ اگر سید احمد خان مرحوم نے ملائکہ وغیرہ کی نسبت اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا تو کون سی ایسی خطا کی۔ ایک ابلہ فریب عالم نما مولوی اپنی تفسیر قرآن مین جس مین اس نے عوام اور جہال کے خوش کرنے کا بہت کچہہ سامان جمع کر دیا ہے۔ لکہتا ہے کہ سر سید نے یہ خیالات برہمو سماج سے لئے اور اپنی نیک نیتی سے ضمناً اس عامیانہ خیال کو بہی تحریر مین لایا ہے کہ سر سید نے

[۵۱] مراۃ الخیال (تذکرہ محمد بیگ) نسخہ قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن صفحہ ۶۶ ا نیز ملاحظہ ہو مآثر الامرا جلد سوم صفحہ ۶۰۶ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائیٹی بنگال کلکتہ۔

انگریزون کو اطمینان دلایا کہ مین مسلمانون کو نہ صرف مطیع سرکار بنا تا ہون بلکہ اون کے مذہب کی بیخ و بنیاد بہی کہو کہلی کئے دیتا ہون۔ افسوس اس نام کے مولوی کو اتنا بہی معلوم نہ تھا کہ سلف صالحین مین سے بعض نامور بزرگ اور شیوخ ان مسائل پر اسی قسم کے خیالات صاف وصریح الفاظ مین بیان کر چکے ہین چنانچہ مولانا بحر العلوم فرماتے ہین۔

جبرئیل کہ مشہور رسل علیہم السلام است و وحی از جانب حق می رساند آن حقیقت جبرئیلیہ است کہ قوتے از قواے رسل بود متصور شدہ در عالم مثال بہ صورتے کہ مکنون بود در رسل مشہود می شود و مرسل می گردد و پیغام حق می رساند پس رسل مستفیض از خود اند نہ از دیگرے[۵۱]

اسی طرح مولانا روم اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے اس کتاب کی فصل ثانی کے دیباچہ مین جس مین علم پر بحث ہے آزاد نے ایک مہمل اور غلط قصہ مسلمانون کے ہاتھ سے ایران کے کتب خانون کے جلانے کا بھی لکھدیا ہے۔ لکھتے ہین کہ جب سعد بن وقاص نے ملک فارس کو فتح کیا اور وہان فلسفہ کی بے شمار کتابین ہاتھ لگین تو انہون نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ انہین کیا کیا جاے۔ انہون نے جواب دیا کہ اگر ان مین ہدایت ہے تو خدا نے ہمین بھی اس سے بڑھکر ہدایت دی ہے اور اگر ضلالت ہے تو خدا ہمارے لیے

---

[۵۱] سوانح مولانا روم مولفہ شمس العلما مولوی شبلی نعمانی صفحہ ۱۲۶۔

کافی ہے۔ انہین پانی یا آگ مین ڈالدو۔

اول تو اسمین ایک صریح تاریخی غلطی یہ ہے کہ سعد بن وقاص نے ملک ایران کو فتح نہین کیا۔ اور یہی غلطی مشہور مورخ ابن خلدون نے کی ہے [۵۱]۔ غالباً مولانا آزاد کا ماخذ بھی ابن خلدون ہے۔ کیونکہ بعینہ یہی الفاظ اسمین ہین۔ دوسرے مسلمانون نے جب ایران کو فتح کیا تو وہان اس قدر کتب خانے کہان تھے علم کا چرچا ایران سے بہت زمانہ پہلے سے اُٹھ چکا تھا۔ یہانتک کہ جب سکندر نے ایران فتح کیا تو اوسوقت بھی کتب خانون کا نام و نشان نہ تھا البتہ یہ قصہ اسکندریہ کے متعلق متعدد تاریخون مین بیان کیا گیا ہے اور ابن خلدون نے اور بعد مین آزاد نے غلطی سے اسی قصہ کو ایران سے منسوب کیا ہے۔ لیکن شمس العلما مولانا شبلی اسکی تردید نہایت تحقیق و تنقید کے ساتھ کر چکے ہین۔ اور اب اسکے متعلق کچھ لکھنا بے سود ہے۔ تاہم ایک دو باتین اسکے متعلق کہنا ضروری معلوم ہوتی ہین۔ مولانا نے بڑے شد و مد اور تحقیق سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ اس قصہ کا ماخذ ابو الفرج ہے۔ سب سے اول اسی نے اپنی تاریخ مین لکھا اور اس سے دوسرون نے نقل کیا [۵۲]۔ لیکن ایک بات کھٹکتی ہے وہ یہ کہ ابو الفرج [۵۳] سے قبل عبد اللطیف بغدادی اپنے رسالہ افادۃ والاعتبار مین ضمناً اس واقعہ کی طرف اشارہ کر چکا ہے۔ مولانا نے نہایت سختی سے جھنجھلا کر اسکی تردید کی ہے۔

---

۵۱ دیکھو مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ مصر صفحہ ۴۰۰ ۔ ۵۲ رسائل شبلی (کتب خانہ اسکندریہ) صفحہ ۱۳۱ - ۱۳۲ -

۵۳ یوحنا ابو الفرج سنہ پیدایش ۶۲۳ھ ہجری وفات ۶۸۷ھ ہجری۔ موا فق الدین عبد اللطیف بن یوسف بغدادی سنہ پیدایش ۵۵۵ھ ہجری سنہ وفات ۱۲ محرم ۶۲۹ھ ہجری۔

اور ثابت کیا ہے کہ عبداللطیف بغدادی نے اس کا ذکر مورخانہ حیثیت سے نہین کیا بلکہ ضمناً اور تذکرۃ کیا ہے۔ اور جن یوروپین مورخون کا یہ بیان کیا ہے کہ سب سے اول عبداللطیف نے اس کو اپنی کتاب مین لکھا ہے اونکا بڑی حقارت سے ذکر کیا ہے اور انپر فریب دہی اور تدلیس کا الزام لگایا ہے۔ مین یہ مانتا ہون کہ عبداللطیف نے مورخانہ حیثیت سے اسکا ذکر نہین کیا۔ اور یہ بھی تسلیم کرتا ہون کہ ،، یذکر ،، کے تحت مین اسکو کہا ہے۔ اس کا بھی اعتراف ہے کہ اسکے ساتھ جس قدر واقعات بیان ہوئے ہین وہ سب بازاری گپین[۵۱] ہین۔ لیکن اسکا کیا علاج کہ یہ واقعہ عبداللطیف کی کتاب مین ابوالفرج سے قبل مذکور ہے اور کم سے کم ،، یذکر ،، کے لفظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ عبداللطیف کے زمانہ مین لوگونکی زبان زد ضرور تھا۔ اور بلاشبہہ ابوالفرج سے قبل مشہور تھا البتہ اسمین شک نہین کہ جس شان سے اور نمک مرچ لگا کر اس نے بیان کیا ہی اس سے پہلے کسی نے بیان نہین کیا۔ اور اس سے بعد کے مورخین نے بے سوچ سمجھے نقل کر کے سب جگہہ پھیلا دیا ہے لیکن اس کا پتہ لگانا ابھی باقی ہے کہ یہ واقعہ مشہور کیسے ہوا اور ابوالفرج سے پہلے اس کا چرچا کیسے تھا۔ غالباً باہمی عناد اور تعصب اس قصہ کی ایجاد کا باعث ہوا ہے۔ مفتوح قوم۔ فاتح قوم پر اکثر ایسے الزام بعد مین قایم کر دیا کرتی ہے ان مین سے ایک یہ بھی ہے جسکی کوئی تاریخی شہادت نہین ہے

علاوہ اسکے مولانا شبلی نے اسی رسالہ مین یہ دعوی کیا ہے کہ سوائے عبداللطیف ابوالفرج مقریزی۔ اور حاجی خلفہ کے کسی اور کتاب مین اس قصہ کا ذکر نہین۔ اور اسی کے ساتھ متعدد

---

۵۱ رسایل شبلی (کتب خانہ اسکندریہ) صفحہ ۱۳۸ - ۱۳۹ -

کتابین جو مصر و اسکندریہ کے حالات مین لکھی گئی ہین نام بنام گنوائی ہین کہ انمین سے کسی مین اس کا حوالہ نہین حالانکہ یہ صحیح نہین ہے۔ انہین کتابون مین سے ایک تاریخ الحکما القفطی[۵۱] ہے جسمین یہ قصہ منقول ہے۔ غالباً یہ کتاب حال ہی مین چھپی ہے۔ اور اس لیے مولانا کی نظر سے نہین گزری تھی۔ اسکے علاوہ دوسری کتاب مفتاح السعادة[۵۲] ہے جو ایک ترکی عالم و فاضل طاش کبریٰ زادہ (پیدایش سنہ ۹۰۱ ہجری وفات سنہ ۹۶۸ ہجری) کی تصنیف سے ہے افسوس کہ یہ بیش بہا کتاب اب تک طبع نہین ہوئی۔ لیکن ان کتابونمین اس قصہ کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ کیون ان دونون صاحبون نے بغیر کسی تحقیق کے ابو الفرج سے لفظ بلفظ نقل کرلیا ہو یا ممکن ہو کہ طاش کبریٰ زادہ نے قفطی سے نقل کیا ہو۔ عبارت سب کی ایک ہے۔

خاک بلگرام مین ایک اور ایسا جید فاضل ہو گذرا ہے جسے فخر علماے ہند کہنا بجا ہوگا علماے ہند کے حالات مین کوئی کتاب اس وقت تک کامل نہین ہو سکتی جب تک کہ اسمین علامہ سید مرتضی صاحب تاج العروس کا تذکرہ نہ ہو۔ یہ آزاد بلگرامی کے ہمعصر تھے ہمارے دل نے ہرگز یہ گوارا نہ کیا کہ یہ کتاب جو علماے ہند اور خصوصاً علماے بلگرام کا تذکرہ ہے اس فاضل سعید کے حالات سے خالی رہے۔ لہذا یہ تذکرہ آخر کتاب مین اضافہ کردیا گیا ہے۔ جس سے اس شخص کے تبحر اور کمالات علمی کا حال معلوم ہوگا۔

عبد الحق

حیدرآباد دکن

---

[۵۱] تاریخ الحکما لجمال الدین ابو الحسن علی بن یوسف القفطی مطبوعہ لیپ سک سنہ ۱۳۲۰ ہجری صفحہ ۳۵۵-۳۵۶

[۵۲] قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ صفحہ ۸۳ -

یا فتاح

بسم الله الرحمن الرحیم

نسائم المحامد سارية الى الحمى السرمدی وازهار التصلية والتسليم باسمة على العريش الاحمدی وقوافل التحية واصلة الى مواطن آله النجباء وسحائب الرضوان منهمرة على مساكن صحبه الرحماء بر ضمائر ارباب بصائر هویدا است که جهان آفرین جل شانه وعظم برهانه هیئت عالم را باسلوبی بدیع وترتیبی انیق آفریده وهیاکلی را که محتاج تحیز ند به امکنهٔ مناسب تعلق بخشیده وطبایع جمیع اشیا را عاشق حیز اصلی ساخت، وحب الوطن در دل سائر علویات وسفلیات انداخت، آسمانها هر چند چرخ می زنند جا گرداندن امر محال، وسیارها هر چند بسر می غلطند، بیرون از دائرهٔ خود رفتن چه مجال- آتشی که محصور خار است چون راه نجات می یابد بال پرواز بسمت علوی می زند، ونفسی که در ضبط غواص است، چون به قعر دریا فرو می رود کمند شوق بر بام هوا می افگند، آبی که از چشمه سر او قطره زنان جانب محیط شتابد، وخاکی که در دست هوا افتد آخر عنان به مرکز سفلی تابد، مرغ قفس دریاد آشیان گرم بیتابی، وماهی صید در خاک

ساحل کشتهٔ بی آبی- انسان کہ مجموعۂ عوالم متفرقہ است محبت او جامع محبت افتادہ-
و بالوفا تش از ہمہ بیشتر است لاجرم الفت او از وجوہ فراوان دست دادہ،
روایت کردہ اند کہ ابان رضی اللہ عنہ از مکۂ معظمہ بہ مدینہ منورہ شتافت و شرف ملازمت
سید البطحا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریافت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود یا ابان
کیف ترکت مکۃ قال ترکت الاذخر قد اعذق والثمام قد خاص قد زفت عینا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اے ابان چگونہ گذاشتی مکہ را؟ گفت گذاشتم در حالیکہ شاخ
و برگ برآوردہ و ثمام را در حالیکہ بکمال نشو و نما رسیدہ- پس روان شد آب چشم رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم-
و عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت می کند قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لمکۃ ما اطیبک من بلدۃ واحبک الیّ لولا ان قومک اخرجونی ما سکنت غیرک خطاب کرد حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مکہ را و فرمود چہ خوبی اے شہر دوست تری سوی من اگر قوم تو برنمی آوردند مرا
ساکن نمی شدم غیر ترا-
و بخاری روایت میکند قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم حبّب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد حبا
خداوندا دوست گردان سوی ما مدینہ را مثل دوستی ما مکہ را یا زیادہ ازان-
و بلال رضی اللہ عنہ چون از مکہ ہجرت کردہ بہ مدینہ رسید، تپ محرق عارض گردید،
دران حالت ہر گاہ دماغ ہوشی میرساند این دو بیت بآواز بلند می خواند ؎

الا لیت شعری ہل ابیتن لیلۃ		بواد وحولی اذخر وجلیل

وهل یرون یوماً میاه مجنة	وهل یبدون لی شامة وطفیل

جلیل بفتح جیم گیاہیست خوشبو مرادف تمام و مجنہ بفتح میم و جیم و تشدید نون موضعی از بطحا و شامہ و طفیل دو کوہی است بہ مکہ و این بیت شعری عبارتی است مستعمل در مقام تمنی یعنی آیا خواہم گذرانید شبی در وادی مکہ و گرد من باشد اذخر و جلیل و آیا وارد می شوم روزی آبہای مجنہ را و آیا نمایان خواہد شد مرا شامہ و طفیل۔ حاصل ہر دو بیت اشتیاق مکہ مقدسہ و یاد اماکن و نباتات آنجاست و از ینجا برخی از مالوفات انسانی ہویدا می شود۔

بنا برین علی ہذا من آوارۂ دشت گمنامی **آزاد بلگرامی** راحب الوطن سلسلہ جنبان شد کہ تذکرۂ در ذکر صاحب کمالان بلگرام صانہ اللہ عن طوارق الایام بپردازم، و پرتوی کہ از چراغان این انجمن در آئینۂ علم فقیری تجلی نمودہ، ساحت افروز قرطاس سازم۔ شاید کہ تذکرۂ وطن جسمانی رفتہ رفتہ بہ تذکرۂ وطن روحانی کشد و این کس را از تنگنای مکان و بہ وسعت کدۂ لامکان برد لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب ما کان حدیثاً یفتری للہ الحمد والمنة کہ بعد از سعی بلیغ و جہد وافر پریزاد تمنا را بہ افسون قلم تسخیر کردم، و تصوری کہ وحشیانہ پیرامن خاطر می گردید، بہ گرد ید، بہ کلدام تصویر و تحریر درآوردم، و برای دریافت ازمنۂ قدما، تدبیر عجیبی بخاطر فرا رسید، و جادۂ مستقیمی بہ دلالت رای صائب طے گردید یعنی با اہالی و موالی شہر برخوردم، و سجلات شرعیہ کہ از اسلاف وا ماندہ، حاصل کردم، و دستخط بعضے از مشایخ و علما جلوہ نمود، و ازمنۂ این طایفہ از روی تواریخ سجلات چہرہ کشود۔ چنانچہ در طی کتاب جابجا بہ اشعار آن پرداختہ ام۔ و عہد نامۂ ہر کدام را بہ مصرا ذعان حزین ساختہ، و پیش از من احدی آشتین

سعی باین درجہ نہ شکستہ، و کمر خدمتِ بزرگان سلف و خلف بہ این جدّ و جہد نہ بستہ،
خونہا خوردم تا گلِ بہ حقیقتے در دامنِ ورق ریختم، و زرہا در بوتہ گداختم تا ہیکلِ تفصیلی در گلوی قلم
آویختم۔ جز من از یاران کیست کہ این قدر ہمت در احیاءِ اسم و رسمِ وطن صرف کردہ، و این ہمہ
اشجار ویر سال و نورس را یک لخت بہ آب بقا پروردہ امیدوارم کہ حُسنِ قبولِ بزرگان نیاز مند
را بہ خطاب "وکان سعیکم مشکورا"، نوازد، و حق شناسی عزیزان خادم با اخلاص را بہ نوید
ھل جزاء الاحسان الا الاحسان مسرور سازد۔
قضارا وقتیکہ مصورِ اندیشہ تصویر این کتاب، نقش می بست۔ و صیادِ تامل در کمین
غزالانِ مطالب می نشست، سفر حرمین محترمین شرفہما اللہ تعالیٰ اتفاق افتاد۔ دوست سرگرم
کار را از سرعتِ قدم حالتِ تعطل روداد۔ قائد ازل عز شانہ مشتِ خاکِ مرا بہ اماکن قدسیہ
رسانید۔ و بعد افاضئہ این دولتِ سرمدی بہ گلگشتِ ممالک دکن مامور گردانید۔ درین ایام
مسودہ را از وطن طلبیدم، و در میزانِ تعدیل بہ قدر توانائی سنجیدم، و اشخاصی کہ بذکر اینہا باید
پرداخت، و رایاتِ مآثر ایشان توان افراخت، پنج طائفہ اند۔ مشائخ و فضلاء شعراء عربی
و شعراء فارسی و شعراء ہندی۔ این صحیفہ مخصوص مشائخ و فضلا ہست۔ و مرآت عکوس این
ہر دو طائفہ والا۔ و برای شعراء السنہ ثلاثہ رنگ سواد علیحدہ ریختیم، و از بعض وجوہ فصلین را
با فصول شعرا نیامیختیم، و نام این نسخہ **مآثر الکرام تاریخ بلگرام** است۔ و مطالب این
کتاب مستطاب، در دو فصل تمام **فصل اول** در ذکر فقرا قدس اللہ اسرارہم **فصل ثانی**
در ذکر فضلا نور اللہ مضاجعہم۔ توقع از ساقیان بادۂ الطاف، و سرخوشان نشأۂ انصاف، آنکہ

اگر کسے بسیر این میکدہ گشتہ خاکسار را بہ جرعۂ دعاے یاد آرند ٥

وللارض من کاس الکرام نصیب

واگر لغزشی بنظر در آید بہ مقتضاے نشأۂ بشریت دانستہ معاف دارند ٥

والعذر عند کرام الناس مقبول

فصل اول

در ذکر فقرا قدس اللہ اسرارہم

بر طبائع کواکب شعاع ہویدا است کہ وجود اولیاے امت در ہر اقلیم سبب فتح بلاد و جلوہ افروزی شعار اسلام است۔ و فتح ہندوستان در عہد ولید بن عبد الملک از دست محمد قاسم ثقفی صورت بست۔ و از اواسطہ سنہ ۹۲ اثنین و تسعین ہجری تا آغاز سنہ ۹۵ خمس و تسعین ہجری رایات محمدی از حدود ولایت سند تا اقصاے قنوج فراش نمود۔ و سرکشان ملک را مطیع و منقاد ساخت۔ ازان عہد تا عہد مائۂ خامسہ گماشتگان خلفاء مروانیہ و عباسیہ از محیط سند تا حدود دیبالپور بہ حکومت می پرداختند و ممالک مشرقی را بدستور رایان ہند قابض بودند و چون سلطان محمود غازی انار اللہ برہانہ بر تخت غزنین بر آمد در اواخر مائۂ رابعہ جہاد ہند پیش نہاد ہمت ساخت۔ بارہا با فوج ظفر موج در آمدہ آتش کارزار بر افروخت۔ و رایان بلند اقتدار را مغلوب و منکوب ساخت و غنایمی کہ در وسعت آباد خیال نہ گنجد بدست آورد۔ و ملک سندہ را در سنہ ۴۱۷ سبعۃ عشر و اربعمائہ از دست حکام القادر باللہ بن المقتدر باللہ عباسی

انتزاع نمود۔ اما سلطان محمود در کشور ہند قدم اقامت نیفشرد اولاد او تا لاہور دست تصرف
داشتند تا آنکہ نوبت وارائے غزنین بہ سلاطین غوریہ رسید و سلطان معز الدین سام مشہور
بہ سلطان شہاب الدین غوری ہمت بہ تسخیر ہند گماشت و بر سر لاہور آمدہ خسرو ملک را کہ
آخر ملوک غزنویہ ست در ۵۸۲ھ اثنین وثمانین وخمسمائۃ بدست آورد و اکثر ممالک ہند را
بضرب شمشیر ضبط کرد و در ۵۸۹ھ تسع وثمانین وخمسمائۃ دہلی را دار الملک ساخت از ان
تاریخ تا زمان حال ممالک ہند در قبضۂ فرمانروایان ملتِ اسلام است و رایان ہنود مطیع
و باجگذار می باشند و پیداست کہ از ابتدائے طلوع آفتاب جہانتاب اسلام درین آفاق
ہیچ عصر خالی از وجود اولیاء امت و اصفیاء ملت نباشد احوال این طائفہ از مبادی
مائۂ سابعہ مضبوط است۔ و آثار اکابر ما تقدم بوجوہ شتّٰی در نقاب خفا ماند، وحکم هل اتى على الانسان
حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا بہم رسانند مگر حال بعضے در لباس قال بر سبیل ندرت یافت میشود مثل
ابو حفص ربیع بن صبیح السعدی البصری کہ از اتباع تابعین وثقات محدثین است صدوق
بود و عابد و مجاہد و اول کسی کہ در اسلام بہ تصنیف پرداخت، شنید۔ حدیث را از حسن بصری
وعطا روایت کردہ اند از و سفیان ثوری و وکیع و ابن مہدی صاحب مغنی گوید مات بارض
السند سنۃ ستین ومائۃ ۱۶۰ھ وصاحب کشف المحجوب علی بن عثمان الہجویری المتوفی
فی خمس وستین واربعمائۃ ۴۶۵ھ و شیخ فخر الدین زنجانی پیر ارشاد شیخ سعد الدین حموی کہ ہر دو
بزرگوار در لاہور آسودہ اند و شاہ یوسف گردیزی کہ در ۵۵۰ھ خمسین وخمسمائۃ از گردیز کابل
بہ ملتان آمدہ طرح اقامت ریخت وغیرہم و اول کسی از اولیاء اللہ کہ در اقلیم ہند سلسلۂ ولایت

برپا کرد و انوار شریعت و طریقت نشر ساخت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری است قدس سرہٗ
ولاشک بزرگان چشت عنبر سرشت را حقی است قدیم بر رقبۂ ولایت ہند چہ سلطان محمود
غازی غزنوی دستِ توسل بہ دامانِ حضرات چشتیہ زد و بہ استمداد ہمم قدسیہ کمر بہ غزاء
ہند بربست و در غزاے سومنات خواجہ محمد چشتی قدس سرہٗ بذات مبارک خود با سلطان
متوجہ ہند گردید و این سرزمین را بہ قدوم میمنت لزوم شرف اندوز جاوید ساخت شرح
این واقعہ آنکہ چون سلطان محمود عازم غزاے سومنات شد خواجہ را در واقعہ نمودند کہ بہ
اعانت سلطان سفر ہند اختیار باید کرد۔ خواجہ در سن ہفتاد سالگی با درویشی چند قدم
در راہ جہاد گذاشت و در میدانِ حرب بہ نفس نفیس مباشر قتال کفرہ فجرہ شد۔ و بیشۂ
صعبی پناہ گرفتہ جنگ انداختند و آثار غلبہ بظہور رسانیدند و قریب بود کہ چشم زخمی بہ لشکر
اسلام رسد حضرت خواجہ را مریدی بود در چشت کاکو نام آسیابان خواجہ آواز داد
"کاکو دریاب" فی الحال کاکو را دیدند کہ اضطراب می کرد و قتال می نمود۔ تا نسیم فتح بر
پرچم رایات دین متین وزید و شکست بر گروہ باطل پژوہ افتاد۔ ہمان روز کاکو را در چشت
مشاہدہ کردند کہ لکلکہ آسیا را برداشتہ بہ در و دیوار می زد چون از کاکو استفسار کردند ہمین
کیفیت را باز نمود۔

و ظفر یافتن سلطان شہاب الدین غوری بر پتورا والی دہلی بیمن انفاس خواجہ معین الدین
چشتی قدس سرہٗ صورت گرفت تفصیل این اجمال آنکہ چون حضرت خواجہ از جانب غزنین
بہ اجمیر تشریف ارزانی فرمود و درین مقام بار اقامت کشاد وقتی مسلمانی را از طرف پتورا

اذیتی رسید خواجہ پیغام شفاعت کرد۔ پتھورا ے ناسعادتمند توفیق قبول نیافت وگفت
این مرد در ینجا آمدہ است و سخنہا از غیب می گوید۔ خواجہ برآشفت و بر زبان مبارک آورد
دو پتھورا را زندہ گرفتیم و دادیم "ہمدران ایام سلطان شہاب الدین غوری از غزنین در رسید
پتھورا بہ غرور موفور در مقابل صف آرائی کرد و طعن و ضرب شدید در میان آمد سلطان ظفر
یافت و پتھورا را زندہ گرفتہ بہ قتل رسانید۔ ازان وقت اساس اسلام درین دیار استحکام
گرفت و بنیاد کفر روز بروز رو بہ انہدام آورد ولہذا حضرت خواجہ را اقدس سرہٗ مجدد مائہ سابعہ
گویند۔

و اول کسی از اکابر طریقت کہ بہ مقدم گرامی بلگرام را شایستۂ اکرام ساخت خواجہ عماد الدین
و سید محمد صغری ہر دو مرید خواجہ قطب الدین دہلوی و جناب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری
قدس اللہ اسرارہم۔

الحال عنان سخن می گردانم و زلف مقصود بر عارض ورق می افشانم علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل
بلگرامی قدس سرہٗ السامی در مثنوی امواج الخیال در مدح فقرای دار السلام بلگرام می طرازد ؎

از فرقۂ طالبان مولی	رنگینی بزم و صف اولی
وحدت نگہان کثرت آثار	از بادۂ نفی غیر سرشار
اطوار وجود دیدہ یکرنگ	حیرت ز نگاہ کردہ ہم سنگ
مینا شکنان بزم ہستی	مدہوش شراب حق پرستی
دل کردہ ز ہر یار خود فرش	الرحمن استوی علی العرش

طے ساختہ وادی شریعت	حبا کردہ بہ منزلِ حقیقت
واکردہ نظر بہ حسن جاوید	از دیدہ سرمہ سائے توحید
سرگرم طوافِ کعبۂ دل	قربانی نفس کردہ بسمل
تا یافتہ گنج کنت کنزا	وادہ دل و دین زکوۃ از کی

(۱) خواجہ عماد الدین بلگرامی قدس سرہٗ

از مریدان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہٗ و از قدماء اولیاء بلگرام و صاحب ولایت این مقام است امام عالیشان صاحب مقامات علیہ و حالات سنیہ مدۃ العمر بہ تقضاء نشاء تنزیہ دامن از جلوہ ظہور بر چید و خود را در نقاب "اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری" پنہان ساخت۔ سید شریف بن سید عمر الحسینی الواسطی البلگرامی در کتاب مراۃ المبتدین می نویسد کہ:۔

"خواجہ عماد الدین بلگرامی قطب وقت و صاحب ولایت بود۔ ہیچ کس را مرید و خلیفہ نہ گرفت و خود را پنہان می داشت و از متقدمین است۔ چون ما بین بلگرام و قنوج دریائے گنگ است بہ لباس طالب علمی از بلگرام بہ قنوج وقت سحر کہ کسے خبردار نہ شود بر روئے آب می رفت و سبق می خواند و شام می آمد و ہیچ کدام ازان اطلاعی نہ داشت۔ در وقت جان دادن وصیت فرمود در فلان بلندی کہ جائے دیوان و پریان است مارا مدفون سازند تا آسیب دیوان و پریان از شہر بلگرام برطرف شود" انتہی۔

و او را با خضر علیہ السلام ملاقات دست داد و در آخر ایام زندگانی خارق عادتی از و سرزد

وسرش فاش گردید و سلطان شمس الدین التمش بر حقیقت اطلاع یافت و در مقام اعتقاد و انقیاد در آمد۔ و بعد از ان خواجه به کمتر فرصت دوم شوال سنه ۶۳۲ اثنین و ثلثین و ستمائه از عالم جسمانی به عالم روحانی پیوست۔ مزار فائض الانوار زیارت گاه صغار و کبار است مخفی نماند که طول البلد بلگرام یکصد و شانزده درجه و پانزده دقیقه است و عرض البلد بیست و شش درجه و پنجاه و پنج دقیقه سمت القبله پنجاه و پنج دقیقه از مغرب بجانب شمال مسافت میان مکه و بلدسی و پنج درجه و پنجاه و سه دقیقه و مسافت میان مکه و بلده باعتبار فراسخ هفتصد و هشتاد و نه فرسخ۔ میر سید محمد متخلص به شاعر خلف الصدق علامه مرحوم میر عبد الجلیل گوید ؎

سیر باید کرد یاران نوبهار بلگرام	برزمرد ناز دارد سبزه زار بلگرام
هر نفس عطر گلستان یمن بو می کنند	خوش دماغان از نسیم مشکبار بلگرام
عطف از فردوس می سازد عنان دیده را	چشم بینائی که می گردد دوچار بلگرام
اهل معنی کسب انوار سعادت می کنند	از سواد اعظم دولت مدار بلگرام
شش جهت تنگ است بر جولان رخش همتش	بر فراز عرش نازد شهسوار بلگرام
خواجه کامل عماد الدین قطب الاولیا	حلقهٔ باب حریم او حصار بلگرام
از ورود موکب ابن خسرو عالیجناب	سرمهٔ چشم ملک باشد غبار بلگرام
آستان اشرف او بوسه گاه آسمان	بارگاه اقدس او افتخار بلگرام
یاد هندوستان کجا از خاطر طوطی رود	میکند شاعر بجا وصف دیار بلگرام

درین مقام اختتام به این شعر آبدار ابراهیم غزی شاعر مشهور عرب مناسب افتاده

سقی ثراک عماد الدین کل ضحی		صوب الغمام ملث القطر منهم

(۲) سید محمد صغری بلگرامی قدس سرہ

جد اعلای مجموع سادات حسینی واسطی بلگرام است نسبش برین نہج - سید محمد صغری بن سید علی بن سید حسین بن سید ابو الفرح ثانی بن سید ابو الفراس بن سید ابو الفرج واسطی قدس سرہ بن سید داؤد بن سید حسین بن سید یحیی بن سید زید بن سید علی بن سید حسن بن سید علی العراقی بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن عیسی ابو تیم الاشبال بن زید شہید بن الامام زین العابدین بن الامام حسین الشہید السبط بن الامام الہمام اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب زوج فاطمۃ الزہرا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -

سید محمد صغری مرید خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ و مرج البحرین فضائل صوری و معنوی و در اعلای کلمۂ دین و احیای سنت و اہانت بدعت قدمی راسخ داشت و با سلطان شمس الدین ایلتمش بسر می برد - و حال با کمال خود را در لباس نوکری از نظر خلق مستور می داشت و به امر الٰہی در ۶۱۴ھ اربعہ عشر و ستمائہ با فوجی از غازیان اسلام بر سر بلگرام آمد و با راجہ آنجا سری نام کہ کافر متعصب بود و بہ وفور خزائن و کثرت اعوان و سپاہ بہ بیضہ غرور در سر داشت معرکۂ قتال آراستہ راجہ را با اقارب و اعیان سپاہ بہ قتل رسانید و آن عرصہ را با آب شمشیر از لوث مشرکان شست و شو دادہ نزہتکدۂ شعار اسلام ساخت - تاریخ این فتح از لفظ "خداداد"

۶۱۴ھ

یافته اند - ولبعد از فتح خود باشیوخ فرشوری وترکمانان دران مقام طرح اقامت ریخت - وفرمان عشر از سلطان شمس الدین حاصل کرد - وازان عهد تازمان سلطان ابراهیم بن سلطان سکندر لودی محصول ده یکے در پرگنه بلگرام معمول بود - واز عهد بابر بادشاه سررشتهٔ قدیم برهم خورد وفرمان محمود شاه بن محمد شاه بن سلطان فیروز فرمانروائے دهلی بابت عشر بلگرام راقم الحروف بچشم خود مشاهده کرد - این عبارت ازان فرمان است که :-

"چنانچه در عهد سلاطین ماضیه عشر عینِ غله داده اند هم بران جمله بدهند" ودر آخر

فرمان تاریخ تحریر چنین درج است :-

"فی السابع والعشرین من ربیع الاخر ۸۰۵ھ خمس وثمانمائه"

لقب سید محمد صغری دراصل صاحب الدعوة الصغری است درکثرت استعمال جزو آخر برالسنه باقی ماند از قبیل شیخ نجم الدین کبری در نفحات الانس می آرد که "وے را کبری ازان لقب کردند که دراوائل جوانی به تحصیل مشغول بود باهرکه مناظره کردی غالب آمدی فلقبوه بهذا لسبب الطآمة الکبری ثم غلب علیه ذلک اللقب فحذفوا الطآمة فلقبوه بالکبری"-

واو در ۶۲۷ھ سبع وعشرین وستمائه بحکم سلطان شمس الدین قلعچه حاکم نشین بلگرام بر تلّ بلندی که در وسط شهر واقع شده بنا نهاد - ولبعد از مرور دهور عمارت قلعچه رو به شکست آورد وسنگ کتابهٔ آن که بنام سلطان شمس الدین است ازانجا نقل کرده در دیوار مسجد مشهور سید میان واقع محله سیدواره تعبیه کرده اند - عبارت کتابه این است :-

"حامی البلاد راعی العباد ذی الامان لاهل الایمان وارث ملک سلیمان صاحب

الخاتم فی ملل العالم ظل اللہ فی الخافقین ابو المظفر ایلتمش السلطان ناصر

امیر المومنین ادام اللہ تمکینہ فی مشہور سنہ ۶۲۷ سبع وعشرین وستمائہ ''

سید محمد صغری بعد ازان کہ بلگرام را فتح کرد و درین محل قدم اقامت افشردی ویکسال ایام زندگانی بسر آورد۔ و در تاریخ چہاردہم شعبان المعظم سنہ ۶۴۵ خمس واربعین وستمائہ بعالم قدس خرامید۔ مرقدش در بلگرام جانب شمالی شہر در باغیکہ الحال تعلق بہ اولاد سید مبارک کلان دستار دارد واز قدیم بر آن قبر لوحی بود از سنگ کہ بران آیۃ الکرسی وتاریخ وفات آن جناب نقش کردہ بودند بنا بر تقادم ایام سنگ ریختہ شد۔ و در اوائل سنہ ۱۱۵۱ احدی وخمسین ومائہ والف سید محسن بن سید محمد سعید بہ تجدید مزار فائض الانوار توفیق یافت۔ وقبر مطہر را با چبوترہ از خشت وگچ درست ساخت۔ واین سید محمد محسن پسر زادہ سید خیر اللہ است کہ ذکرش در فصل فضلا می آید۔ ودختر زادہ سید احمد بن سید بدہ کہ درین فصل در ضمن ترجمہ سید مربی قدس سرہٗ مذکور می گردد۔ سید محمد محسن از رفقاء با اعتبار نواب برہان الملک سعادت خان نیشاپوری ناظم صوبۂ اودہ بود۔ و در سنہ ۱۱۵۱ احدی وخمسین ومائہ والف چون نادر شاہ از ایران بہ دیار ہند رسید و با بادشاہ این ولایت محاربہ درمیان آمد مشار الیہ در معرکہ قتال مردانہ شربت شہادت چشید۔

(۳) حافظ محمود قرآن خوان بلگرامی قدس سرہٗ

از بزرگان قدیم وقافلہ سالاران صراط المستقیم بودہ و در سواد شمالی در زمین موضع قتلغ پور آسودہ است شیخ عبد الصمد خواہر زادہ شیخ فیضی وشیخ ابو الفضل در کتاب اخبار الاصفیا می نویسد

"حافظ محمود قرآن خوان ممتاز وقت وسر آمد عصر بود۔ گویند از ان روز که او به روحانیان پیوسته هر شب جمعه نکته نیوشان خداشناس از مرقد منور او آواز قرآن خواندن می شنوند ومن به زبان آن حق گویان که خود به گوش هوش شنوده اند نوشته ام آرام گاه بلگرام" انتهیٰ

(۴) پیر عبداللہ بلگرامی قدس سرہٗ

از بزرگان ماتقادم ومقتبسان انوار قدم است مرقد منورش در سواد جنوبی شهر طرف میدان بیل واقع شده هر سال نهم ماه محرم آخر روز مردم در شهر به زیارت اشرف می روند وفیوض و برکات از خاک پاک برمی گیرند۔ احوال مقدس در کتابی بنظر این محقر نرسیده ناگزیر بر نام نامی اکتفا رفته۔ ومصنفین سلف هم از بزرگی که احوال نیافته اند نام فقط اثبات نموده اند۔ عارف جامی قدس سرہ السامی در نفحات الانس احوال خواجه عارف ریوکروی وخواجه محمود الخیر فغنوی که از اکابر سلسله علیه نقشبندیه اند اصلا ذکر نه کرده وبر اسمین شریفین اکتفا نموده ؎

مرا از زلف او موئی پسند است		فضولی می کنم بوئی پسند است	

(۵) غازی کمال بلگرامی قدس سرہٗ

از جمله اصحاب حال وارباب کمال بوده است اصلش از قصبه بانگرمو من توابع لکھنؤ که از بلگرام بر مسافت نه کروه است۔ صاحب مرآة المبتدین می نویسد که:-

"غازی کمال بانگرموے بس صالح وبه اخلاق ظاهری وباطنی آراسته به جهت طلب علم فرزندان

"را در بانگرمو گذاشتہ خود در بلگرام آمد۔ روزے کافران بر مردم مسلمانان بلگرام حملہ کردند وجمیع مسلمانان براے جنگ برآمدند غازی کمال نیز دران بود شمشیری از دستِ کافر برگردنش رسید کہ سرش از تن جدا گشت۔ بیک دست نیزہ و بدستِ دیگر سر خود را گرفتہ متوجہ شہر گردید۔ ضعفاے کہ بہ جہت تماشاے جنگ برآمدہ بودند یکے ازان میان گفت "اینک این مرد سر را در دست گرفتہ می آید" درہمانجا نیزہ را بر زمین محکم کرد وخود از اسپ فرود آمد وجان بہ جانان داد۔ واز جوشش درختے عظیم بہ وجود آمد۔ و مزارش ہمانجا شد کہ بر پشتِ عیدگاہ واقع است یزادو یتبرک بہ"

(۶) قاضی عبد المنتجب بلگرامی قدس سرہٗ

از قبیلہ شیوخ فرشوری است کہ از نجباء بلگرام واعیان این مقام اند نسب ایشان بہ قاسم بن محمد بن صدیق اکبر رضی اللہ عنہم منتہی می شود۔ سید محمد صغری جد سادات واسطی وجد اعلاے شیوخ فرشوری بہ اتفاق از جانب خراسان بہ دیار ہند آمدند وبعد ازان کہ بلگرام مفتوح گشت درین محل توطن اختیار کردند۔ مناصبِ شرعیہ بلگرام مثل قضا وافتا وعدالت وتولیت از قدیم الایام بہ شیوخ فرشوری تعلق دارد۔ وزمینداری تعلق بہ سادات۔ صاحب مراۃ المبتدین می آرد:۔

"قاضی عبد المنتجب مقتداے وقت بودہ وحاکم شرع شہر خود روزی درس می گفت شیخ قاسم در مدرسہ او آمدہ بہ نشست وبہ جانبش گرم گرم نگاہ کرد وفرمود سبحان اللہ چراغ روغن وفتیلہ دارد

"کسے نیست کہ حرکت دہد تا روشنی زیادہ شود این سخن کہ بہ گوش اور سید کتابہا ے خود را

درچاہ انداخت۔ ومسند قضا را ترک دادہ عقب شیخ قاسم افتاد۔ وبہ درجہ کمال رسید" انتھی

مرقدِ قاضی عبدالمنتجب بالاے تل جاے معروف است۔ حریمی ومسجدی دارد بر پشت

مسجدِ جامع وقبورِ دیگر ہم از اقرباو فرزندانِ قاضی عبدالمنتجب دران حریم واقع شدہ۔

مخفی نماند کہ چون قاضی عبدالمنتجب علیہ الرحمۃ مسندِ قضا را ترک داد قاضی یوسف عثمانی

بہ امر قضا پرداخت واز ان وقت این منصب در شیوخ عثمانیہ انتقال کرد۔ قبر قاضی یوسف

متصل درگاہ پیر عبداللہ است۔

اما شیخ قاسم پیر قاضی عبدالمنتجب قدس اللہ اسرارہما از اولیاء وقت

بود صاحب مراۃ المبتدین گوید:۔

"شیخ قاسم قدس سرہٗ مردی بزرگ بود واز عشق چاشنی تمام داشت" ملفوظات او بسیار

نازک وبلند واقع شدہ کہ سالک را البتہ مطالعہ آن می باید وعمل برآن باید کرد۔ وحجرہ اش

در قصبۂ باول است۔ کہ از بلگرام بر مسافت دہ کروہ واقع شدہ ومزارش در قنوج۔

روزی شیخ قاسم در حجرۂ خود نشستہ بود گرد بادی کلان ظاہر گشت خادم را فرمود برو دعاے

ما برسان وبگو حصہ ما دادہ بروید۔ چون گرد باد بیشتر رفت دو ظرفِ رنگین سربستہ از ان

غبار پدید آمد۔ پیش شیخ آورد شیخ بکشاد طعامی شیرین نفیس برآمد۔ باہمہ یاران بخوردو

بعد از چند روزے گرد بادے بآن طرف گذشت ہمان خادم بے اذن مخدوم رفتہ گفت

حصۂ ما را بدہید۔ آزان گرد باد مجروح وخراب برآمد۔ چون بہ شیخ رسید فرمود اے بے عقل

"آن روز از طوطی پسر می رفتند امروز از جنگ ہزیمت خوردہ می رفتند"، انتہی کلام مراۃ المبتدین۔

(۷) شیخ عبدالرحیم بلگرامی قدس سرہٗ

نبیرۂ قاضی عبدالمنتجب است واز خلفائے شیخ صفی الدین سائی پوری و شیخ الہدیہ خیرآبادی قدس اللہ اسرارہم۔ صاحب مراۃ المبتدین نقل می کند کہ:-

"بعد از ارتحال قاضی عبدالمنتجب فرزندانش ہمہ مرید وخلیفہ شیخ سعد وشیخ صفی شدند۔ چون وقت شیخ عبدالرحیم دررسید۔ شیخ صفی فرمود خلافتی در ما ماندہ است بشیخ عبدالرحیم بدہیم۔ او عرض کرد کہ مادرِ من زندہ است از و اجازت بیارم، وقتیکہ نزد مادر رسید مادر او زجر کرد کہ چنین دولتے رو دادہ بود قدر آن ندانستی۔ زود بروشاہ دریابی۔ تا آن وقت پیر از عالم رفتہ بود۔ وقت جان دادن زیر لب فرمود، اگر عبدالرحیم بیاید بگوئید کہ نصیبِ تو نزد شیخ الہدیہ است۔ بدین سبب شیخ عبدالرحیم نزد شیخ الہدیہ رفت و آنجا تربیت یافت پس بزرگ مقتدائے وقت بودہ۔ بعد از وپسرش شیخ سعداللہ وبرادرزادہ اش شیخ بھیکن ہم مقتدائے وقت شدند"،

محرر رسالہ دستخط شیخ سعداللہ بر یکی از قبالات شرعیہ مشاہدہ کرد تاریخ تحریر قبالہ سنہ ۱۰۲۵ھ خمس وعشرین والف۔

(۸) سید اجمل بلگرامی قدس سرہٗ

از سادات قبیلہ ٹیج بہیہ ساکن محلہ میدان پورہ است نسبش بہ سید محمد صغری می
رسد۔ بریں نہج سید اجمل بن سید حسین بن سید فضل اللہ بن سید علاء الدین بن سید ابراہیم
بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہٗ۔
سید اجمل اجمل زمان واکمل دوران بود۔ عالم عامل ودرویش کامل بزرگی وکمالات
او متفق علیہ است وبر افواہ والسنہ متواتر۔ بعد از تکمیل فنون علم بزیارت حرمین شریفین
زادہما اللہ تعظیماً وتکریماً شتافت۔ وہفت نوبت مناسک حج بجا آورد ودر مدینۃ الرسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقامت گزید۔ وتزوج وتاہل اختیار کرد واولادی بہجر سانید
والحال نسل اذہم در مدینہ منورہ موجود است وہم در بلگرام۔ زمانہ او سنہ ۹۷۵ خمس وسبعین
وتسعمائہ از بعضے سجلات قدیمہ معلوم می شود رحمۃ اللہ علیہ۔

(۹) سید محمود اکبر قدس سرہٗ

از اکابر سادات بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ واز احفاد سید محمد صغری است نسبش
بریں طریق سید محمود اکبر بن سید خداداد عرف سید دادن بن شاہ لطف اللہ بن سید سالار بن
سید حسین بن سید نصیر بن سید حسین بن سید عمر بن سید محمد صغری قدس سرہٗ۔
سید محمود مقتدائے اعیان عصر بود ودر علم وعمل وتصفیہ ظاہر وباطن عدیل ونظیر نہ داشت
در ریعان شباب بہ قصد طلب علم از وطن مالوف رحلت اختیار کرد ودر حلقہ درس بعضی

علماء دار الخلافه دہلی اکتسابِ علوم نمود۔ و بعد از تکمیل تحصیل عازم حجاز فیض طراز شد وبه اداے مناسک حج و عمره و زیارتِ مدینه سکینه علی قاطنها الصلوة والتحیة ذخیرهٔ سعادت اندوخت۔ بعد چندی عنان مراجعت هند معطوف داشت و از راهِ احمد آباد به مندو رسید و شرفِ خدمت شیخ بهاؤالدین بن ابراهیم انقاری الشطاری دریافت و مرید گردید۔ مجموع سه روز در خدمتِ شیخ اقامت داشت به حضرت شیخ درین سه روز او را در خلوت نشانده روزِ سیوم فرمود کارت تمام شد و به خرقهٔ خلافت و اجازت ممتاز ساخته بجانب وطنِ اصلی مرخص نمود۔

حضرت سید به بلگرام تشریف آورده به درسِ علم و نشر افاده اشتغال داشت۔ و به تکلیف بعضی امراء معتقدین چندی در قنوج و اطرافِ آن اقامت ورزید آخر به بلگرام عود نموده انزوا کلی اختیار کرد۔ و ابواب اختلاط خلق مسدود ساخت۔ و عمری دراز یافت۔ در بعضے سجلات قدیمه گواهی بخط شریف مشاهده افتاد۔ تاریخ تحریر سجل سنه ۹۲۵ خمس و عشرین و تسعمائه والحال آن کاغذ بخانهٔ قاضی محمد کافی بن قاضی عبدالرسول فرشوری موجود است۔

حضرت سید شب چهارشنبه پنجم رجب المرجب سنه ۹۳۲ اثنین و ثلثین و تسعمائه داعی حق را لبیک اجابت گفت۔ و در همین سال هفتم رجب به تفاوت دو روز از ارتحال آن جناب بابر بادشاه بر سلطان ابراهیم لودی ظفر یافت و سلطنتِ هندوستان را متصرف گردید

آورده اند که حاکمِ شهر در موسم انبه مردم خود را در باغ حضرت سید فرستاد۔ باغبان هر چند عجز و الحاح کرد که این باغ از فلان سید است حکام سابق در انجا سر رشته رعایت و

ادب نگاہداشتہ اند۔ مردم حاکم بہ خاطر نیاوردہ قصد شوخی و دست اندازی کردند۔ بحکم قادر مطلق سنگ بارانی از آسمان پیدا شد و مضمون ترمیہم بحجارۃ من سجیل بتازگی عبرت افزا گردید۔ تعدی پیشگان دست و پا گم کردہ کعصفٍ ماکول باکمال خستگی راہ گریز پیش گرفتند و نزد حاکم رفتہ سرگزشت خود را نمودند حاکم از ظہور این کرامت ثمرۂ اعتقاد بہ دامن دل برچید و شرف حضور دریافتہ عذر خواہیہا بتقدیم رسانید۔ وچون این خارق سرزد دعا کرد الٰہی از زندگانی دنیا سیر آمدہ ام مرا از و از غوغاے خلق یکسو کن۔ حق سبحانہ اجابت کرد و عنقریب از وحشتگاہ امکان بخلوت کدۂ قدس انس بخشید قبر حضرت سید ورہمان باغ است کہ جانب گوشہ مشرق و شمال محلہ سیدوارہ واقع شدہ۔ بخط شریف او در وصیت بعضے فرزندان نوشتہ یافتم:۔

"یا بنی علیک بتعمیر القلوب وتنفیس الکروب فان اللہ سبحانہ عند المنکسرۃ قلوبہم وعلیک بحفظ النسبۃ مع المحافظۃ علی الکتاب والسنۃ واعبد ربک کانک تراہ و لاتقصد فی الاولیٰ والاخرۃ الا ایاہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔"

اے فرزند لازم است بر تو آباد کردن دلہا و در ساختن غمہا پس بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نزد دل شکستگان می باشد و عنایت خاص بہ حال ایشان دارد۔ و لازم است بر تو حفظ نسبت معنوی یا محافظت ظاہر شریعت۔ و عبادت کن پروردگار خود را بہ حیثیتی کہ گویا در حضرت او تعالیٰ حاضری و او را بہ چشم سر می بینی۔ و مخواہ در دو جہان مگر ذات حق را تعالیٰ شانہٗ۔

و آن جناب در علم اسماء و تکسیر بے نظیر بود و جانور رانمی آزرد۔ و این مذہب بر حال است

چه ابدال حیوانات را نه کشند تا به حدی که موذیات را نه رنجانند۔ عارف جامی قدس سرہٗ السامی در نفحات الانس می فرماید که "امیر چه سفال فروش کژدم از دکان برداشتی و به بارہ بر دی و آنجا بگذاشتی" و شیخ الاسلام گفت که "پدر من هیچ جانور را نه کشتی۔ این مذہب ابدال است و ایشان از ابدال بودند۔

مردی را وقت خوش گشت فرشتۂ خود را دید۔ وے را گفت چه باید کرد تا کسے شمارا به بیند گفت هیچ جانور را نباید آزرد۔ آن مرد هیچ جانور را نمی آزرد فرشته را می دید۔ روزے مورچه وے را بگزید چیزے بروے زد مورچه بیفتاد۔ پس از ان هرگز فرشته را ندید" انتہی کلام النفحات۔

و در ملفوظ خواجه عثمان هرونی مسطور است که "هر که دو ماده گاؤ ذبح کند یک خون کرده باشد و هر که چهار ماده گاؤ ذبح کند دو خون کرده باشد۔ و هر که ده گوسفند ذبح کند یک خون کرده باشد" انتہی۔ شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہٗ انکار کرده است که این ملفوظ خواجه عثمان نیست۔ اما بر تقدیر تسلیم می توان گفت که این قول بر مذہب ابدال واقع شدہ و در کتاب مشکوۃ شریف در باب الامارہ و القضا از ابن عباس روایت میکنند که "من اتبع الصید غفل" و شیخ عبدالحق دہلوی در بیان این حدیث می فرماید:

" یعنی کسیکه همیشه در پے صید رود و شکار کند از جہت لہو و طرب۔ غافل می گردد از طاعات

" و لزوم جماعات و از جہت التزام بادیه و دور افتادن از مقام رقت و رافت و این تنبیه است

" کسی را که عادت کرده بدان و منہمک است دران بے نیت تحصیل قوت حلال۔ و الا

"بعضے صحابہ صید کردہ اند و بے شک و شبہہ مباح و حلال است۔ ولیکن شاعری گفت است ؎

بہ شرع گرچہ حلال از مروت نیست		ہلاکِ صید کہ او نیز چون تو جانور است

وگفتہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نفس نفیسِ خود صید کردہ و کسے را منع ہم ازان نہ کردہ"۔ انتہی کلام الشیخ۔

ودر حدیث آمدہ "اتقوا ھذہ المجازر فان لھا ضراوۃ کضراوۃ الخمر" مجزر جائے ذبح حیوانات را گویند مجاز ر جمع و ضراوۃ بضاد معجمہ معنی حادث۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می فرماید کہ بہ پرہیزید مذبح حیوانات را پس بدرستی این را عادتی است مثل عادت خمر کہ بعد از خو شدل ترک متعذر می شود۔ ومراد آن است کہ مشاہدہ ذبح حیوانات قساوت قلب می آرد۔ ورحمت را از دل می برد۔ کذا فی نہایۃ ابن الاثیر۔

ودر دبستان تصنیف میرزا ذوالفقار متخلص بہ مؤبد مسطور است کہ:-

"شخصے را کہ از جانور آزردن اجتناب داشت سوال کردہ اند کہ سبب این معنی چیست؟ جواب داد۔ خدا طلبان را اہلِ دل خوانند و دل را کعبۂ حقیقی گویند پس انچہ بر محرم کعبہ آب و گل حرام است بر محرم کعبہ حقیقی بطریق اولی روا نیست ؎

شنیدہ ام کہ بہ قصاب گوسفندی گفت سزای ہر خس و خاری کہ خوردہ ام این ست		دران زمان کہ سرش را بہ تیغ تیز برید کسیکہ پہلوی چرب ہم خورد چہ خواہد دید"

(۱۰) سید بڈھہ بلگرامی قدس سرہ

نسبِ او بہ دو واسطہ بانسب سید محمود اکبر مذکورہ قدس سرہ متحد است برین نہج سید بڈھہ

بن سید کمال الدین بن سید قاسم بن سید حسین بن سید نصیر الی آخرہ۔

سید بڈھہ قدس سرہ از اکابر دین وہداۃ راہ یقین است قدم در مقام عزلت افشرد وبسیاری از سالکان طریقت را بہ منزل مقصود رسانید پسرش سید ماہر وجد میر عبدالواحد اکبر است قدس سرہ وا و در رکاب پدر بزرگوار بہ قصبۂ باڑی رفت۔ وپسر دیگرش سید فتح محمد جدّ سید نظام الدین بدہنا یک مشہور است وا و در بلگرام ماند۔

شیخ محمد متخلص بہ غوثی بن حسن المندوی المتوفی سنہ ۱۰۲۷ سبع وعشرین والف رحمۃ اللہ تعالی مولف کتاب گلزار ابرار در ترجمۂ شیخ عبدالرحمن صوفی سرہندی نام سید بڈھہ ضمناً مذکور ساختہ دریںجا کلام گلزار ابرار بعینہ نقل می کنم۔

"شیخ عبدالرحمن صوفی سرہندی از گروہ ترین است۔ عاشق نفس، مبتلا سرشت، سوختہ دل، حسن پرست، فراخ مشرب، ہمدرد جوی، بلند ہمت ستودہ خوی، گوشہ نشین گذشتگی پرور، نیاز گذار آزرو دشمن، قناعت دوست، کشف خدا بود۔ ارادت بخدمت سید بڈھہ بلگرامی داشت۔ چون از زاد بوم خود بہ دار السلطنۃ آگرہ در آمد بہ خانقاہ مخدومی ضیاء اللہ بو غوث الاولیا شیخ محمد غوث گوالیاری قدس اللہ اسرارہم کلبہ برگزید۔ وبہ چند فصل ضیاسے صحبت گلشن زندگانی بہار آگین ساخت۔ بناگاہ فریفتہ عائشہ نام زیبا رخ چہرۂ رعنا، منظری گردید شگفت تر آنکہ او نیز دل بر درویش، و درویشی بہ گرو داد۔ القصہ بہ دستوری وخوشنودی ہر دو سوے رسم عقد بجا آمد۔ فراوان سال ہمراز بودند۔ سید احمد قادری کہ یکے از ہمرازان او ست بیوستہ برگزارد کہ شیخ بدو مراقبہ شب بہ صبح آوردی واز زین الناس حب الشہوات مستثنی بودی زیرا کہ

"ہیچگاہ نظر او برنگ آمیزی بساط روزگار از جا نرفتی۔ و دل بر سیماے ھنگامہ و ہر فریب نخوردی بلکہ بہ زبون ترین خورش و پوشش وداع گرسنگی و ولاساے برہنگی بکشادہ پیشانی فرمودی در سال نہصد و نود و پنج اخشیجی پیکر بخاک سپرد و بہ اصلی موطن بازگشت" انتہی

(۱۱) سید محمد طاہر بلگرامی

المعروف بہ سید طاہا ابن سید قطب الدین بن سید ماہرو بن سید بڈھہ مسطور قدس اللہ اسرارہم سید عالی نسب والا حسب در کمال طہارت طینت و مقدس گوہر است پاس شریعت بدرجۂ اتم داشت۔ بعد از کسب علوم رسمی بخدمت شیخ صفی الدین سائی پوری مرید شد۔ و مدارج سلوک طے کردہ بہ پایۂ رفیع ولایت برآمد و در ۹۵۰ھ خمسین وتسعمائہ رو بہ دار البقا آوردہ۔ و در ہمین سال سید نوح بن سید محمود اکبر کہ ذکر شریفش گزشت درگذشت۔ آیہ کریمہ فلبث فیهم الف سنة الا خمسین عاما مبین این سال ست اگرچہ این تاریخ انتقال ہر دو بزرگوار میتواند شد۔ اما چون در بارۂ نوح علیہ السلام نازل گشتہ براے سید نوح لطفے دیگر دارد۔ میر عبد الواحد در کتاب سنابل در سنبلہ اولی می آرد کہ:-

"در عہد بابر بادشاہ چند مغل بملاقات پیر دستگیر مخدوم شیخ صفی قدس سرہٗ آمدہ بودند سخن در صحت سیادت افتاد آنہا منکر شدند کہ در ہندوستان ہیچ سیدی نیست ہر چند مخدوم ایشان را معقول میساخت اصلا قبول نمی کردند۔ گفتند در ولایت ما سادات اند صحیح الاصل متقی۔ متدین زاہد۔ عابد۔ علامت سیادت ایشان آنست

"کہ اگر موی ایشان را در آتش سوزان بہند نسوزد ۔ مخدوم فرمودند در ہندوستان نیز این چنین
" سادات ہستند ۔ آنہا پنداشتند کہ شیخ سخن بہ گزاف میگوید گفتند یکے را حاضر باید کرد ۔ حضرت
" مخدوم عم فقیر را کہ طاہر نام بود و سید طاہا گفتندی طلبیدند ۔ چون سراپاے وجود ایشان
" مثل نام ایشان طاہر بود ۔ یک جد ایشان بریدہ در آتش سوزان تا دیری گذاشتہ ذرۂ سوختہ
" نشد ۔ چون از آتش کشیدند ہمچنان خنک بود و گرم ہم نشدہ منکران شرمندہ و پشیمان شدہ
" گاہے پاے مخدوم میگرفتند و گاہے در پاے عم من افتادند و معذرت بسیار کردند رحمۃ اللہ علیہ"

(۱۲) میر عبدالواحد

بن سید ابراہیم بن سید قطب الدین بن سید ماہرو بن سید شاہ ڈڈھہ مذکور قدس اللہ اسرارہم قطب فلک ولایت و مرکز دائرۂ ہدایت بود ۔ صاحب آیات ظاہرہ و کرامات باہرہ از اجداد ایشان سید ماہرو بعلاقہ حکومت از بلگرام بہ قصبہ سرہ رفت و در آنجا رحل اقامت افگند و سرہ مع نسبت و چہار موضع از پادشاہ وقت در انعام او مقرر شدہ بعد زمانی با زمینداران آنجا مخالفت روے داد و مقاتلہ در میان آمد ۔ سید با بعضے اولاد شربت شہادت چشید ۔ مرقد او در قصبہ سرہ است و ماہرو کہیڑہ متصل سرہ مشہور و آثار قلعچہ بنا کردۂ سید در آنجا باقی است و بقیہ اولاد با دیگر متعلقان از قصبہ سرہ در مکان گوو گہاٹ آمدہ سکونت گرفتند ۔ و آنجا ہم پاے اقامت افشردن نتوانستند ناچار از آنجا برآمدہ در قصبہ سانڈی کہ از بلگرام بر چہار کروہ است بار اقامت کشادند یکے از احفاد سید ماہرو

بہ تحصیل علم پرداخت و بعد فراغ تحصیل سنہ منصب قضا و قصبہ باڑی از بادشاہ وقت
حاصل کرد۔ سید باہر وسہ پسر عقب گذاشت از آن جملہ اولاد و پسر بتقریب منصب قضا
در قصبہ باڑی رفتہ لنگر اقامت انداختند۔ و در عہد اکبر بادشاہ قصبہ باڑی در انعام ایشان شد
میر عبدالواحد قدس سرہٗ از اولاد پسر سیوم است کہ در قصبہ سانڈی ماند و کد خدائی
صبیۂ ایشان با سید محمود اصغر جد اعلای ما اتفاق افتاد و بنا بر الفتی کہ با فرزند خود داشت
فرمود "فلان مرا بہ بلگرام طلبید" و در موطن آبائے کرام تشریف آوردہ اوّل در محلہ سید انپورہ
قریب خانۂ سید محمود ساکن شد۔ بعد چندی بر کنار آبگیر سلہدہ رفتہ قدم اقامت افشرد
حق تعالیٰ در ذریت او خیر و برکت پدید آورد۔ و از اولاد او دران محل بکثرت فرصت محلہ عظمی
معمور شد۔ و در اوائل بیعت بخدمت مخدوم شیخ صفی الدین سائی پوری بجا آورد
و مورد التفات خاص گردید۔ و او ہژدہ سالہ بود کہ شیخ صفی ازین عالم رحلت فرمود۔ بعد
از واقعہ شیخ بخدمت شیخ حسین سکندرہ پیوست و تربیت ہائے فراوان یافت چنانچہ
خود در سنابل می گوید:۔

"این فقیر مرید مخدوم شیخ صفی است و خلافت مخدوم شیخ حسین دارد۔ مخدوم شیخ حسین را با پدر این
" فقیر الفتی و محبتی تام بود و میان یک دیگر اختصاص کلی داشتند۔ و پدر فقیر نیز خلیفہ مخدوم شیخ
" صفی بود بدین سبب این فقیر رجوع بہ مخدوم شیخ حسین کرد و مخدوم شیخ حسین نیز عنایتہا و نوازشہائے
" فراوان ارزانی داشتند کہ بار زادہ ماست و جامۂ خلافت نیز پوشانیدند اگرچہ فقیر را لیاقت
" این جامہ نبود۔ اما شکرانہ درگاہ باری تعالیٰ می گذرانم کہ پیوند بیعت با ایشان دارم

"	عهد من با لب شیرین دہنان لبست خدا		ما ہمہ بندہ و این قوم خداوند انند "	انتہی

شیخ عبدالقادر بداونی در منتخب التواریخ می نویسد :-

" شیخ عبدالواحد بلگرامی بسیار صاحب فضائل وکمالات وریاضت وعبادات است و اخلاق
" ستیہ وصفات رضیہ دارد ومشرب او عالی است - پیشتر ازین بچند سال نقش وصوت بہ ہندی
" می بست و می گفت وحال می ورزید - درین ایام خود را از ہمہ گذرانیدہ وشرحی بر نزہتہ الارواح
" نوشتہ محققانہ وہمچنین در اصطلاحات صوفیہ خیلی رسائل نوشتہ ازان جملہ سنابل نام
" وغیر آن تصانیف لائقہ نیز دارد اگرچہ مرید بجاے دیگر است اما بہرۂ تمام از صحبت شیخ حسین
" سکندرہ یافتہ وہر سالی از بلگرام بجہت عرس شیخ می آمد اکنون کہ ضعف بصر بیدا کردہ نمی تواند
" رفت و در قنوج توطن میداشت - در سال ۹۷۷ نہصد وہفتاد وہفت کہ فقیر از لکھنو بہ بلگرام
" رسیدم شبے بہ عیادت آمد - وآن ملاقات اول بار بود کہ حکم مرہم داشت وگفت این ہمہ
" گلہاے عشق است - ومخدومی شیخ عبداللہ بداونی نیز اتفاقاً چون رجال الغیب از بداون
" ہمانجا تشریف آوردند ویقین شد کہ اگر شب قدر دریافتہ باشم آن شب خواہد بود - میر
" طبع نظم بلند دارد "

تا اینجا عبارت شیخ عبدالقادر صاحب منتخب التواریخ است - واو میر عبدالواحد را شیخ عبدالواحد نوشت بہ اعتبار مشیخت وبزرگی - چنانچہ شیخ عبدالقادر جیلانی گویند آخر خود می نویسد کہ میر طبع نظم بلند دارد - وکلام شیخ کہ آن ملاقات اول بار بود - دلالت میکند کہ ملاقات او با میر عبدالواحد مکرر واقع شد وشیخ عبدالقادر در آغاز حال از

رفقاے حسین خان بود وحسین خان یکے از نوکران درگاہ اکبری است چندی در لکھنو جاگیر داشت
وشیخ عبد القادر در لکھنو ہمراہ بود و ملاقات خود با میر عبد الواحد در سال نہصد وہفتاد
وہفت نوشتہ ودر ضمن سنوات در وقایع سال مذکور می نگارد کہ درین سال پرگنہ لکھنو
از حسین خان تغیر شد وخان مذکور بہ تقریبی از رہ ولایت اودہ در حدود کوہ سوالک
در آمد و با کفار کوہستان جنگ کرد اکثر رفقاء او شہید و مجروح شدند و فقیر درین سفر
برخصت حسین خان از لکھنو بہ بداؤن آمدم انتہی کلامہ ملخصاً۔

کسیکہ از لکھنو قصد بداؤن کند بلگرام در عرض راہ می افتد۔ ظاہرا درہمین سفر
در بلگرام با میر عبد الواحد ملاقات دست داد۔ وعبارت او کہ شبیے بہ عبادت آمد میخواہد
کہ بیمار باشد ونیز عبارت او کہ حکم مرہم داشت وگفت این ہمہ گلہاے عشق است میخواہد کہ زخمی باشد
اما کلام او در احوال حسین خان ناظر است برین کہ با حسین خان بکوہستان نہ رفت واز لکھنو برخصت حسین خان
متوجہ بداؤن شد درین صورت از زخمیان جنگ کوہستان نمی تواند شد ودر وقائع
سنہ ۹۷۹ تسع وسبعین وتسعمائۃ بیان می کند کہ فقیر از کانت گولہ بتقریب زیارت مزار
فائض الانوار بدیع الحق والدین شاہ مدار قدس سرہ بہ مکن پور رسید۔ وبدام عشق گرفتار
گشت۔ عزت الہی چندی) از قوم معشوق را مسلط ساخت ونہ زخم شمشیر پیاپے بر سر ودست
ودوش خوردہ ہمہ پوست مال رفت مگر زخم سر کہ استخوان را شکستہ بمغز رسید وتہی مغزی
بار آوردہ ورگ بنصر اندکے بریدہ شد وآن جہان را سیر کردہ آمد وبخیر گذشت دجراحی حاذق
در قصبہ بانگر مؤید اشد ودر عرض یک ہفتہ زخمہا فراہم آمد انتہی کلامہ ملخصاً عبارت سابق

یعنی حسکم مرہم داشت وگفت این ہمہ گلہائے عشق است با این واقعہ مناسبت تمام دارد - اما اختلاف سال ابا میکند و شیخ عبداللہ کہ از بداون آمدہ در شب بملاقات میر عبدالواحد شریک صحبت شد در نسخہ بجائے شیخ عبداللہ شیخ عبدالقادر بنظر در آمد غلط کاتب است صحیح شیخ عبداللہ است۔

ومیر علاء الدولہ بن میر یحییٰ سیفی قزوینی در نفایس المآثر آوردہ کہ :-

" میر عبدالواحد از اکابر سادات قنوج است - وخالی از نشاء فقر و درویشی نیست وسلیقہ
" شعر خوب دارد "

وشیخ محمد غوثی مندوی در کتاب گلزار ابرار نوشتہ کہ :-

" سید عبدالواحد بن سید ابراہیم قنوجی خداوند مجاہدہ ومشاہدہ صاحب صحت حال وفصاحت
" مقال - بر نزہۃ الارواح شرحی لائق متین بر نگاشتہ فراوان توجیہ وتاویل بکار بردہ جمیع مقاصد
" عبارات را متوجہ سمت حقیقت گردانیدہ است " انتہی۔

پوشیدہ نماند کہ حضرت سید در قنوج کہ خدا شدہ چندی در آن شہر اقامت داشت بنابران درین ہر دو کتاب او را از قنوج نوشتہ اند - واقامت او در قنوج از کلام شیخ عبدالقادر بداونی ہم مستفاد میشود - واز جملہ تصانیف میر عبدالواحد حقائق ہندی وشرح قصہ چہار برادر وحل شبہات وشرح مصطلحات دیوان خواجہ حافظ شیرازی است واشہر تصانیف او کتاب سنابل است در سلوک وعقائد ووقتے در شہر رمضان المبارک سنہ ۱۱۳۵ خمس وثلثین ومایۃ والف مولف اوراق در دار الخلافہ شاہجہان آباد خدمت شاہ

کلیم اللہ چشتی قدس سرہٗ را زیارت کرد۔ ذکر میر عبد الواحد قدس سرہ درمیان آمد شیخ مناقب و مآثر میر تا دیر بیان کرد۔ و فرمود شبے در مدینہ منورہ پہلو بر بستر خواب گذاشتم و در واقعہ مے بینم کہ من و سید صبغۃ اللہ بروجی معاً در مجلس اقدس رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باریاب شدیم جمعی از صحابۂ کرام و اولیاء امت حاضر اند در اینہا شخصے است کہ حضرت با او لب تبسم شیرین کردہ حرفہا می زنند و التفات تمام دارند چون مجلس آخر شد از سید صبغۃ اللہ استفسار کردم کہ این شخص کیست کہ حضرت با او التفات باین مرتبہ دارند گفت میر عبد الواحد بلگرامی و باعث مزید احترام او این است کہ سنابل تصنیف او در جناب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مقبول افتاد حضرت میر در سنابل می گوید کہ :-

" روزی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جملہ اموال خود را در راہ رضای خداوند تعالی تصدق

" کرد۔ حضرت رسول علیہ الصلوۃ والسلام از و پرسید ما خلفت لعیالک فقال اللہ و رسولہ

" جبرئیل امین در رسید گفت یا رسول اللہ فرمان می شود بپرس از ابوبکر من تنہا بسند نبودم

" کہ با نام من نام رسول را ہم ذکر کردی۔ سبحان اللہ و بحمدہ کثیرا این کدام منزلت و این چہ

" رتبت و قربت است کہ حق سبحانہ بر گرفتن نام رسول غیرت می برد۔ دانشہا و بینشہا اینجا

" پئے گم کنند۔ بخاطر رکیک این ضعیف می رسد کہ سر عتاب آنست کہ اے ابوبکر پایۂ

" معرفت تو بجائے رسیدہ است کہ رسول را از ما جدا می بینی زیرا کہ او در ما محو است

" و ما در و ثابت پس چرا جدا ذکر کردی کہ گفتہ اند از عرش تا فرش محمد را غلام چون حق متجلی شد

"محمد کدام - ونیز بخاطر میرسد که ابوبکر رضی اللہ عنہ جواب بر قدر مقام عیال و اہل بیت خود
"گفتہ است نہ بر وفق مقام خود چہ رسول علیہ السلام از و ماخلفت لعیالك پرسیدہ بود
"واگر ماخلفت لنفسك پرسیدی جواب از مقام معرفت خود دادی یعنی اللہ وحدہٗ گفتی"

ونیز در سنابل می گوید:-

"یکے از یاران مولف شیخ نظام نام داشت دختر مغلی را تعلیم می کرد - دختر در غایت جمال بود
"جوانی را نظر بر جمال او افتاد شیفتہ شد و حال نامرادی و دردمندی خود بشیخ نظام باز نمود شیخ
"نظام گفت تو ہر روز ہمراہ من بیا - من او را تعلیم میکنم تو آنجا بنشین و می نگر برین ما جرا مدتے
"گذشت - روزی آن جوان دردمند با شیخ نظام آہستہ گفت این دختر را بگوئید قدحے
"آب بمن دہد - شیخ نظام دختر را گفت قدح آب خوردن بیار دختر قدح پر آب آورد - گفت بدست
"این جوان بدہ دختر قدح پیش جوان برد جوان قدح از دست او گرفت و جان بجان آفرین سپرد"
"واز نوادر تصانیف او شرح کافیہ ابن حاجب است بطور حقایق تا مبحث غیر منصرف درین مقام
"بندی از اوائل آن نسخہ بطریق اختصار ایراد میرود - "الکلمۃ لفظ ای ملفوظہ "علی
"التناد و ملحوظہ لقلوبنا و محفوظہ بواطننا یعنی کلمۂ توحید در مرتبۂ اقرار بر زبانہاے ما ملفوظ است و در مرتبۂ تصدیق
"دلہاے ما را ملحوظ و در مرتبۂ حوال باطنہاے ما را محفوظ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اکتفا بذکر مرتبۂ اقرار کرد و دو معطوف
"محذوف فرو گذاشت بحکم آنکہ حکم کردن بر اسلام و سبب جریان تکالیف احکام منوط و
"مربوط بمرتبۂ اقرار است و قرینۂ حذف مفہوم از عبارت مصنف است کہ می گوید "وضع لمعنی
"مفرد نہادہ شدہ است یعنی لازم گردانیدہ شدہ است قبول آن کلمۂ توحید بر رقاب و

دو ولوا صی بجہت تحصیل معنی کہ فرد مجرد است از کفر و نفاق و معاصی پس لفظ مفرد قرینہ حذف
دو است زیرا کہ افراد سہ مرتبہ دارد افراد از کفر و افراد از نفاق و افراد از معاصی فالافراد من الکفر
دو فی رتبۃ الاقرار و الافراد من النفاق فی رتبۃ التصدیق و الافراد من المعاصی فی رتبۃ الاحوال
دو لان من لقی ربہ تعالی موحدا یبدل اللہ سیاتہ حسنات وہی رسم و آن کلمہ توحید سہ
دو نوع است یکے اسم چہ اقرار و تصدیق فقط اسم توحید و صورت اوست دفعل دوم
دو فعل توحید و عمل دوست آن دریافت احوال است و حرف و سیوم حرف توحید است
دو و این توحید عظمی است کہ از استعداد انسانی برطرف است و از علامات آن ہر دو توحید
دو مذکور بے نشان و بے کیف کہ علامۃ الحرف خلوہ عن علامات الاسم و الفعل ۔"

مخفی نماند کہ دو شرح دیگر بعبارت عربی و فارسی تا مبحث غیر منصرف بطور حقایق در
نظر فقیر رسیدہ نام شارح عربی میر ابو البقا است ظاہرا معاصر میر باشد و نام شارح فارسی ملا
موہن بہاری کہ از میر متاخر است و چون صیت بزرگی میر عبد الواحد سامعہ افروز اکبر بادشاہ
گردید معتمدی را نزد میر فرستاد و از کمال تمنا درخواست ملاقات نمود۔ میر قصد اردوی معلی
کرد و چون بدرگاہ سلطانی رسید بادشاہ اعزاز و اکرام تمام بتقدیم رسانید و پانصد بیگہہ زمین
از بلگرام بطریق سیور غال[۵۱] نیاز کرد۔

شبے دزدی بخانہ حضرت میر درآمد نابینا گشت۔ فریاد برآورد و حضرت میر او را
توبہ داد و دعا کرد تا حق سبحانہ و تعالی حاسۂ بصر او را باز گردانید۔

۵۱ این لفظ ترکی ست بمعنی انعام و مدد معاش غیاث اللغات۔

ویکے از کفار جنبیان بر دست حضرت میر بدولت اسلام شرف اندوز شدہ ہمیشہ حاضر
مے بود و خدمت بجائے آورد۔ عمر گرامی از صد سال منتہا وز بود۔ وصال ایشان در شب جمعہ
سیوم ماہ رمضان ۱۰۱۷ سبعۃ عشر والف اتفاق افتادہ۔ عزیزی در تاریخ گوید ؎

چو رفت واحدِ صوری و معنوی گفتم	ہزار و ہفدہ و شب جمعہ ماہ صوم سیوم

مصراع ثانی تاریخ صوری و معنوی است اما بہت عدد بحساب جمل زائد میشود آن را بتعمیہ
لطیف خارج کرد یعنی واحد صوری کہ نوزدہ است و واحد معنوی کہ یک است مجموع بست
عدد برآمد مرقد منور در بلگرام زیارت گاہ خاص و عام است۔

میر عبد الواحد را چہار پسر والا گہر بوجود آمد۔ درین مقام نخستین احوال شیخ صفی الدین
سائی پوری و شیخ حسین سکندرہ و شیخ عبد القادر بداونی و سید صبغۃ اللہ بروجی و شاہ
کلیم اللہ چشتی دہلوی و ملا موہن بہاری قدس اللہ اسرارہم کہ اسامی این اکابر در ضمن
ترجمۂ میر عبد الواحد مذکور شدہ ثبت می کنم و بعد ازان تراجم فرزندان میر و اصحاب
سجادہ تحریر می سازم۔

(۱۳) شیخ صفی الدین بن عبد الصمد

بن شیخ علم الدین سائی پوری قدس سرہٗ از کمل اولیا و اکابر خلفائے شیخ سعد الدین
خیر آبادی است مرجع اقاصی و ادانی بود و در کشف حقائق و تربیت طالبان شانی عالی
داشت و بر طریقۂ پیر حصور و مجرد زیست۔ در سن دوازدہ سالگی از سائی پور بخیر آباد آمدہ در خانقاہ

شیخ سعد الدین جا گرفت و بتحصیل علم مشغول گشت روزی نظر شیخ سعد الدین بر
شیخ صفی افتاد پیش طلبید و احوال استفسار نمود ۔ چون نام پدرش شیخ علم الدین گوش کرد
شفقت بسیار فرمود از جهت سبق معرفتی که با شیخ علم الدین داشت واز کمال عنایت
به نفس نفیس خود متکفل تربیت شد ۔ شیخ صفی مدتها نزد حضرت شیخ تلمذ کرد و لسعادت
ارادت مشرف گشت و خدمتها بجا آورد ۔

شبے شیخ او را در غیر موسم ترب فرمود درین وقت ترب از جائے پیدا خواهد شد
شیخ صفی عذری نکرد که نیم شب است و هوائے ترب نیست ۔ عرض کرد که میروم
و تفحص میکنم در مقام خیر آباد کوچه بکوچه می گشت و از محله به محله می دوید مردمان در ہائے
خانه بسته بخواب رفته در آن وقت خبر ترب از که استفسار نماید در حیرت فرو ماند
و جائے نشسته می گریست ۔ مردے در خانه خود بیدار شد گفت دردمندی گریه
میکند خبرے باید گرفت ۔ صاحب خانه بیرون شتافت و پرسید کیستی و چرا گریه میکنی؟
گفت مرا ترب درکار است ۔ آن مرد گفت هوائے ترب نیست دو کس دیگر حاضر
شدند ۔ زنی گفت من در صحن خانه فلان کس دیده ام که ترب رسته است همه باتفاق
آنجا رفتند ۔ و مردم آن خانه را بیدار کردند و ترب درخواست نمودند ۔ صاحب خانه
دو ترب برآورده به آبی پاک شست و شیخ صفی را حواله نمود ۔ شیخ صفی هر دو ترب را
پیش شیخ آورد شیخ خوش وقت گردید و دعا فرمود که از تو هر کارے دشوار و مهمی صعب
که کسے را رود هر آسان خواهد شد انشاء الله تعالیٰ ۔ شیخ او را در اربعین نشاندند در سیوم

فتح یاب شد و علویات و سفلیات ہمہ مکشوف گشت و بہ جامۂ خلافت مخلع گردید و از جمیع خلفائے شیخ قدم پیش گذاشت و سالہا بر مسند ارشاد نشست و طالبان را بہ مطلوب رسانید۔ میر عبدالواحد بلگرامی در حل شبہات می آرد کہ :-

"در ابتدائے حال بعضے مشکلات علم شریعت و طریقت از علمائے کبار و مشایخ نامدار می پرسیدم و جواب شافی نمی یافتم۔ بخاطر قرار دادم کہ اقصائے عالم را بہ گردم تا اگر با مردے ملاقات شود کہ حل این مشکلات نماید۔ چون روان شدم در منزل اول وقت قیلولہ پیر دستگیر یعنی مخدوم شیخ صفی را بخواب دیدم و از عین عنایت ایشان التفاتھا یافتم بخاطر فقیر رسید کہ حالا حضرت مخدوم حاضر اند بہ مسافرت احتیاج نیست۔ پس بہ نیت تجدید وضو از پیش مخدوم برخاستم قاضی الہداد قدوائی کہ یکے از مریدان مخدوم است از عقب من آمد و گفت ترا حضرت مخدوم می طلبند و می فرمایند خاطر ما نمی خواہد کہ فلان کس بجائے برود فقیر شتاب برگشت و بہ ملازمت شریف رسید و پرسید۔ قاضی الہداد از زبان مبارک این سخن بہ من رسانیدہ فرمودند ہمچنین است۔ چون بیدار شدم در میان سفر و اقامت متردد گشتم۔ آخر با خود قرار دادم کہ اگر بار دیگر چنین خواب بہ بینم از سفر باز گردم۔ بار دیگر ہمان خواب دیدم بالضرور باز گشتم و در خانقاہ پایان مرقد پاک چہل روز کم و بیش معتکف شدم آن ہمہ مشکلات را جوابی شافی یافتم و درین نسخہ آن اسولہ و اجوبہ ثبت نمودم"

و نیز عبدالواحد در سنابل گوید کہ :-

"در خانقاہ شیخ سعد قدس سرہٗ غلام بچہ بود صفیا نام ہر گاہ کسے او را ندا کردی شیخ صفی

"قدس سرہٗ جواب دادی وحاضر شدی و اصلاً بخاطر شریف ایشان نبود کہ مرا ہیچکس صفیانخواہد گفت

"	ہر کہ در خود دید در روے کس ندید		مرد از خود رستہ راحق بر گزید	"	

شیخ صفی قدس سرہٗ فرمود راہ درویشی راہ مرگ است یعنی موتوا قبل ان تموتوا
وخلق تدبیر زندگانی گرفتہ درین راہ قدم می نہند - واکثر مردم خود ستکہ درویشی را وسیلہ جلب
رزق دانند و بہ رجوع وقبول خلق فریفتہ بمانند - شیخ فاضل دانشمند بریکے از ملوک رفتہ بود
دربان رہا نکرد و این بیت برخواند ؎

	سر ورا مر ہنگ را فرمان بدہ		دست دربان بشکند یا پای من	

شیخ صفی قدس سرہٗ مصرع ثانی را بگردانید و گفت ع
دست دربان نشکند جز پائے من

وفات شیخ صفی نوز دہم ماہ محرم سنہ ۹۳۳ ثلث وثلثین وتسعمائۃ میر عبدالواحد بلگرامی "دو شیخ پاک"
۹۳۳
تاریخ یافتہ - آرامگاہ سائی پور -

(۱۴) شیخ حسین قدس سرہٗ ساکن سکندرہ

از اعاظم خلفاء شیخ صفی الدین سائی پوری است نخست از اغنیاء روزگار بود و
جوہر سخاوت بہ مرتبۂ کمال داشت - و مشق تیر اندازی و گوی بازی وسایر حرفتہای سپاہگری
بجاے رسانیدہ بود کہ بادشاہ وامراء وقت می دانستند ناگاہ جذبۂ عنایت آلہی در رسید
و اورا از آلائش دنیا مبرا گردانید - ہمہ اسباب دنیوی بر انداخت وحشتی بہم رسانید

آخر کار شبا روزی بر درختے بر آمدہ چون طائر سر زیر بال کشیدہ در عالم استغراق می بود۔ در ہمان حالتِ کمند جاذبہ جانب حرمین شریفین کشید و باین سعادتِ عظمیٰ فایز گشت۔ شبے سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام در عالم رویا جلوہ نمود و فرمود عود بہ ہند باید کرد و در مقام سائی پور بہ شیخ صفی الدین دستِ بیعت باید داد۔ شیخ حسین گفت چون بہ سائی پور رسیدم بخاطر گذشت کہ شیخ مرا در خلوت یاد کند و کلاہ از سر مبارک التماس ناکردہ مرحمت فرماید و مکانی برائے عبادت معین سازد۔ چون بہ عتبہ سعادت رسیدم۔ شیخ خادم را فرمود۔ شیخ حسین نامی بر در ایستادہ است او را بگو کہ در آید۔ خادم بر آمد و فریاد کرد کہ شیخ حسین کیست۔ من بطور قلندران پوست تختہ در بر داشتم۔ گفتم نامِ من حسین است اما شیخ نیستم۔ خادم برگشت و بہ عرض رسانید فرمود ہمان است خادم باز آمد و مرا بہ ملازمت اشرف برد۔ شیخ شفقت بسیار مبذول نمود و کلاہ خاص پوشانید و در خانقاہ ملائک پناہ جا داد۔ دو اربعین در خانقاہ کشیدم بعد ازان حکم شد در سکندرہ رفتہ باید نشست و خلق خدا را ہدایت باید کرد و او مدت پنجاہ سال در گوشۂ عبادت قدم افشرد و بر در مخلوقی آبروی فقر نہ ریخت۔

راقم الحروف در اینجا تقریب ملاقات شیخ حسین با شیخ صفی قدس اللہ اسرارہما مطابق روایت صاحب گلزار ابرار بحفظ معنی و تبدیل عبارت ثبت نمودہ است۔

میر عبد الواحد در سنابل گوید:۔

"حضرت مخدومی قدس اللہ روحہ را چون جذبہ ہدایت الٰہی و کشش عنایت نامتناہی در رسید

باطن شان از لذات و شهوات دنیا سرد شد - جاه و دستگاه دولت دنیا را برانداختند
و چون ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ با فقر و فاقہ در ساختند و برین فقر کہ بعد از غنا حاصل شد چنان
راضی و شاکر می بودند کہ دیگران بر غناے کہ بعد از فقر حاصل شود و آنان کہ ایشان را در حالت
توانگری دیدہ بودند چون خوشنودی ایشان بر حالت فقر و بینوائی می دیدند تعجب می کردند
و می گفتند کہ آن توانگری و دولت و آن جاہ و شوکت و آن دلاوری و شیر مردی و صنعت
تیر اندازی و حرفت گوئی بازی و بذلہا و بخششہا ہمہ را انداختہ این مرد بر بینوائی خوشنود است
مخدوم بعضے را جواب می گفت کہ اگر خداوند تعالی غریب نواز نہ بودی این غریب را ازان مردا
کہ رہانیدی و بہ پایہ صبر و قناعت کہ رسانیدی - و بعضے را جواب می گفت کہ اے یاران
شکر نعمت باری تعالی بر من درین حالت افزون تر است کہ نام من از دفتر توانگران کشیدہ
در جریدۂ فقرا و مساکین ثبت کردہ در سلک پیران طریقت منسلک گردانید کہ الدنیا ملعونۃ
وما فیہا الا ذکر اللہ الی حاصل مرد باید کہ قدم در راہ فقر استوار نہد و از شدت فاقہ و بینوائی نگریزد
و نہ رمد ہ

چیست دنیا خاکدانِ کہنہ و ویرانۂ	غصہ جائی محنت آبادی ملامت خانۂ
ہر لئیمی ناسزاے ترکِ دنیا کے کند	سرفرازی را رسد دریا دلی مردانۂ

و حضرت مخدوم را چون عمر بہ آخر رسید در آخرین ایام گاہ گاہ می فرمودند کہ آرزوے من آنست
کہ وقت موت خوش الحانی این آیہ را در پردۂ گوری و جیت سری کہ ہر دو از پردہاے ہندی است
بخواند آیہ این است رب قد اٰتیتنی من الملک و علمتنی من تاویل الاحادیث فاطر

"السموٰت والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی
"بالصّٰلحین" تا در کلمۂ "توفنی مسلما والحقنی بالصّٰلحین" - جان بدیہم انتہیٰ

" واین ازان قبیل است کہ سلطان المشایخ نظام الدین دہلوی قدس سرہ را پردۂ پوربی بسیار خوش آمدی وقتے بعضے از حاضران مجلس پرسیدند مخدوم پوربی را بسیار می شنوند وخوش می کنند فرمود آری روز میثاق ندائے الست بربکم ازین پردہ شنیدہ بودم آوردہ اند کہ چون وفات شیخ قریب رسید در فضائے مسجد گوری حضر کرد وطرح عمارت ریخت و با دوستان حرف وداع درمیان آوردہ مردم در مقام حیرت شدند چون عمارت بہ اتمام رسید - کشادہ پیشانی جان شیرین بجہان آفرین سپرد وکان ذلک فی سنہ ۹۷۶ ست وسبعین وتسعمائیۃ -

(۱۵) شیخ عبدالقادر بداونی

" جامع فنون فضائل بود و امام اقران و اماثل کسب کمالات از شیخ مبارک ناگوری و دیگر فضلاء عصر نمود و بافضیلت علمی طبع نظم وسلیقہ انشاء عربی و فارسی وچیزے از نجوم ہندی حساب و وقوف نغمہ ولایت وہندی وشطرنج صغیر وکبیر نیز داشت وبین نوازی ہم بقدری می دانست و در شیوۂ قناعت وراستی و درستی ممتاز می زیست و اکثر مشایخ وعلماء عصر خود را دریافت وصحبت داشت چندی باحسین خان کہ از منصبداران درگاہ اکبری بود بسر برد آخر بوسیلۂ جلال خان قورچی وتعریف میر فتح اللہ شیرازی

به منصب پیش امامی اکبر بادشاه منصوب گردید و مدت چهل سال با شیخ فیضی دابوالفضل
مصاحب ماند اما در تاریخ خود جا بجا که بحال اینها نه پرداخت در ترجمه شیخ فیضی مذمت
او بسیار میکند آخر به معذرت زبان می کشاید که دسپه توان کرد حق دین و حفظ عهد
آن بالاتر از همه حقوق است الحب للہ والبغض للہ۔ هرچند سنین اربعین تمام در
مصاحبت او گذشت اما بعد تغیر اوضاع و فساد مزاج آن نسبت به مرور خصوص
در مرض موت مرتفع شد و صحبت به نفاق انجامید از یکدیگر خلاص یافتیم و ماهمه متوجه
درگاهی ایم که همه دا وریها به آنجا بفصل رسد الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو
الا المتقون و از جمله راست مزاجی هاے او این است که وقایع چهل ساله
اکبر بادشاه پوست کنده نوشت۔ و در اظهار کلمه صدق از مخالفت چنین بادشاه
صاحب داعیه نه اندیشیده و بر مضمون آیه صدق پیرایه الیس اللہ بکاف عبدہ عمل
شود۔ مرید شیخ حاتم سنبهلی است۔ و اعتقاد خاص بخدمت شیخ داؤد جهنی وال داشت
وفاتش در حدود ۱۰۰۴ سنه اربع والف واقع شد۔

(۱۶) سید صبغة اللہ بن سید روح اللہ بروجی

بروج از توابع گجرات احمد آباد است از کمل خلفاء و تلامذه شیخ وجیه الدین گجراتی بود
چند سال حسب الاشاره مرشد در وطن خود به افاده مستحصلین و امر معروف و نهی منکر اشتغال
داشت۔ ناگاه شوق زیارت حرمین شریفین حفظهما اللہ تعالی دامنگیر شد۔ و باین دولت

کبری استعداد یافت و محبت اولاد و رعایت صلۂ ارحام عنان او را جانب وطن اصلی منعطف ساخت۔ تا آنکہ در سنہ ۹۹۹ تسع و تسعین و تسعمائۃ دل از ہمہ برداختہ مجردانہ وارد مالوہ گردید۔ درین ایام شوق زیارت مدینۂ مصطفوی علی صاحبہا السلام والتحیۃ جوشش زد جلوریز در سال ہزار ام از راہ خاندیس بہ احمد نگر دکن رسید۔ و بہ تکلیف والی آنجا برہان الملک یک سال کمتر دران محل وقفہ واقع شد سال دیگر بعزم سفر دریا کمر عزیمت بر بست و در بلدۂ بیجاپور عبور افتاد۔ والی بیجاپور نیز چندی بہ تواضع و دلربائی تمام نگاہداشتہ سامان سفر مبارک مہیا ساخت و جہاز خاصہ گذرانید تا جمیع صوفیان و درویشان بہ فراغ خاطر رہگرائے منزل مقصود شوند۔ سید بعد وصول اماکن قدسیہ و حصول زیارت نبویہ در کوہ احد سکونت ورزید۔ و مرجع طلاب صوری و معنوی گردید و جواہر خمسہ را تعریب کرد۔ و احمد شناوی از تلامذۂ او بران حاشیہ نوشت و شناوی بکسر شین معجمہ و تشدید نون منسوب بہ یکے از امکنہ و الان معرب جواہر خمسہ مع حاشیہ در دیار عرب مروج است۔ مردم کثیر از خدمت سید اخذ طریقہ کردند و بہ مطلب اقصی فائز گردیدند۔ شیخ محمد عقیلہ مکی قدس سرہٗ در کتاب لسان الزمان ترجمۂ او را چنین ذکر مے کند:۔

" الشیخ الکبیر العالم الشہیر السید صبغۃ اللہ بن السید روح اللہ الحسینی
" شیخ مشائخ الطریقۃ الشطاریۃ العشقیہ رحمہ اللہ تعالیٰ وھو صاحب العلوم
" الجمۃ والمعارف العظیمۃ انتفع بہ الناس واخذوا عنہ وھو احد من اظہر

"الله تعالیٰ واشهره اخذ طریقه سادة الشطاریة عن السید وجیه الدین
"وهو عن الغوث سیّدی محمد غوث صاحب الجواهر الخمسه وقد انتفع به
"اناس کثیرون منهم السید میر والسیّد اسعد البلخی المتوفی بالمدینه
"والشیخ الکبیر احمد النثاوی - وللسید صبغة الله مصنفات منها کتاب
"الوحدة ورسالة ارادة الدقائق فی شرح مرأة الحقائق ومالایسع
"المرید ترکه کل یوم من سنن القوم توفی رضی الله عنه بالمدینة سنة ۱۰۱۵
"خمسة عشر والف وقبره بها یزار ویتبرک به انتهیٰ"

(۱۷) شاه کلیم اللہ چشتی دہلوی قدس سرہٗ

از مشاہیر مشائخ متاخرین است در علوم عقلی و نقلی پایۂ بلند و در حقایق و معارف رتبۂ ارجمند داشت - اسلافش بہ کسب معماری اشتغال داشتند - حق تعالیٰ او را بہ معماری قلوب اختصاص بخشید و عالم عالم دلہا را بہ تردستی ہمت معمور گردانید - بعد از تکمیل تحصیل بہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و کرامۃً شتافت و مدتہا دران دیار فیض آثار بسر برد و بخدمت شیخ یحییٰ مدنی دست بیعت داد و بافراوان نعمت بدیار ہند مراجعت نمود - و در شاہجہان آباد در بازار خانم منزل گزید و بدرس کتب حقائق و تربیت ارباب ارادت مشغول گشت و تفسیری بر کلام اللہ در سلک تحریر کشید - امرا و فقرا حلقۂ اعتقاد در گوش داشتند و بہ مطالب دینی و دنیوی کامیابی اندوختند - بیست و چہارم شہر

ربیع الاول ۱۱۴۳ھ ثلث واربعین ومائۃ والف بعالم قدس آرمید و درحویلی سکونت خود مدفون گردید۔

(۱۸) ملا موہن بہاری قدس سرہٗ

نام اصلی او محی الدین است مولد و منشا بلدۂ بہار در سن نہ سالگی کلام اللہ را حفظ کرد و بخدمت پدر خود ملا عبداللہ کسب علوم نمود و در ہفدہ سالگی فاتحہ فراغ خواند و چندی در وطن خود بہ درس و افادہ پرداخت۔ بعد از آن بہ ملازمت شاہجہان بادشاہ رسید و بہ تعلیم شاہزادہ محمد اورنگ زیب معین گردید۔ و بخدمت شاہ حیدر۔ نبیرۂ شیخ وجیہ الدین گجراتی قدس اللہ سرہما بیعت کرد۔ عاقبۃ الامر از پیشگاہ خلافت رخصت گرفتہ بہ وطن شتافت و بہ ریاضت و مجاہدہ کار بست و در عمر ہشتاد و چہار سالگی در ۱۰۶۸ھ ثمان وستین والف مرحلۂ آخرت پیمود۔

(۱۹) میر عبدالجلیل بن میر عبدالواحد قدس سرہٗ

میر عبدالواحد دو بار کدخدا شد چہار پسر والا گہر و دو دختر متولد گردید۔ از حلیلۂ اولی میر عبدالجلیل و یک دختر و از حلیلۂ ثانیہ سہ پسر و دو دختر متولد گردید از حلیلۂ اولی میر عبدالجلیل مشاہدہ کردم کہ تولد عبدالجلیل اول وقت ظہر روز پنجشنبہ بیستم ماہ رجب ۹۷۲ھ اثنین وسبعین وتسعمائۃ اتفاق افتاد۔ میر عبدالجلیل صاحب جذبۂ قوی و کیفیات عالی بود۔

در آغاز شباب وحشت دامن دل گرفت دست از ہمہ باز کشیدہ سر بہ صحرا زد و دوازدہ سال در دلق درویشی اقصاے عالم را سیاحت کرد۔ و اکثر اوقات در صحاری و بوادی بسر برد۔ وقوت لایموت از اوراق اشجار و نباتاتِ صحرائی ساخت و با مخلوق اختلاط نہ نمود۔ و درین مدت از ہیچ طرف خبرش گل نہ کرد۔ اقربا را مایوسی فرو گرفت بعد انقضائے دوازدہ سال در موسمی کہ عرس حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہٗ می شود و خلائق از اطراف و اکناف دور دست براے زیارت می آیند۔ در جماعۂ زوار وارد بلگرام شد۔ چہ مرقد منور شاہ مدار از بلگرام بر دوازدہ کروہ است و گزارش بر سر کوچہ کہ در آنجا خواہر اعیانی او خانہ داشت افتاد۔ میر دران حالت اکثر در عالم بیخودی می بود و نعرہا می کشید۔ اتفاقاً محاذیِ خانہ خواہر نعرۂ از و سر بر زد۔ خواہرش با وصف طول ایام جدائی و مایوس بودن از حیاتِ برادر آواز شناخت و گفت چنان معلوم می شود کہ این آواز عبد الجلیل است۔ و بے اختیار تا دہلیز خانہ دویدہ آمد۔ و برادر را در آغوش گرفتہ زار زار گریست۔ میر ہر چند نا آشنا یانہ خواست کہ خود را کنارہ کشد۔ آخر صلۂ رحم غالب آمد و وحشت را بہ الفت مبدل ساخت آن عفیفہ میرزا بخانہ برد۔ و رفتہ رفتہ لباس پوشانید۔ میر بعد چندی متزوج و متاہل شد و در آخر عمر از بلگرام بہ قصبۂ مارہرہ من توابع آگرہ رفت و اقامت گزید۔ و ہمانجا رختِ سفر بہ دار عقبیٰ کشید۔ وفاتش ہشتم ماہِ صفر ۱۰۵۷ھ سبع و خمسین و الف روز دوشنبہ اتفاق افتاد۔ مزار فایض الانوار در آن مقام زیارت گاہِ انام است رحمۃ اللہ علیہ

میر عبد الجلیل را ۳ پسر قدسی گہر بوجود آمد - اصغر ایشان سید اویس قدس سرہٗ که بعد ارتحال والد ماجد سجادہ ہدایت آراست - وآن جناب اویس یمن ایمان وسہیل فلک عرفان بود - وشیوهٔ ابدال برگزیده کرد - اذیتِ ہیچ ذی الروح نمی کرد تا بجائے که موذی رانمی رنجانید - ونوعی شیمهٔ کریمهٔ ترحم داشت - که اگر مزدوری راکار مے فرمود وقت شدت حرارت موسم تابستان وصورت برودت ایام زمستان از مشقت عمل باز داشته در ظلّ عاطفت جامیداد - واجرت تمام وکمال تسلیم مے نمود - بیستم رجب ۱۰۹۷ سنه سبع وتسعین والف در مرغزار قدس خرامید - خوابگاه او در بلگرام سر راه واقع شده بحالت غریبانه آسوده است - شاه جلال بدخشی خرد تخلص گوید :-

"	ازدار ملال بست محمل		مقبول خدا اویس ثانی	"
"	بر اوجِ سپهر یافت منزل ۱۰۹۷ھ		تاریخ وصال او خرد گفت	"

(۲۰) میر سید فیروز

خلف الصدق دوم میر عبد الواحد است قدس الله اسرارہما مرجع اکابر واصاغر عصر بود - وقدرے عظیم وشانے فخیم داشت - ودر شیوهٔ بذل وسخا وانجاح مطالب مستمندان یگانه می زیست - از ابتدا تا انتها بخدمت پدر بزرگوار تلمذ نمود - وکتب درسی را تماماً گذراند - چون میر عبد الواحد قدس سرہٗ ازین عالم رحلت فرمود - مردم نظر صاحب سجادگی بر سید فیروز داشتند - سید فیروز برادر خرد خود میر سید طیب را بر سجادہ اجلاس داد

وفرمود سجادہ راشمانگاہ وارید - وخدمت درویشان واہل خانقاہ من بجامی آرم
سید فیروز شبانہ روز اطعمہ واغذیہ برائے وارد وصادر در مطبخ مہیا میداشت وچہار
صد دختر غربا وضعفا کہ استطاعت تزویج نداشتند فراخور مرتبہ ہر کدام از طرف خود نقد
وجنس سامان کردہ کدخدا ساخت - وقریب بہ صد سال در کمال عظمت واقتدار
زندگانی کرد وبا این ہمہ یک نفس از یاد مولیٰ بہ غفلت نہ گذرانید - تمام شب احیا می
کرد ومراقبہ واوراد ووظایف مستغرق مے بود - پنجم محرم ۱۰۶۶ھ ست وستین والف
سفر آخرت گزیدہ وپہلوے قبر میر عبدالواحد قدس سرہٗ جانب شرق مدفون گردید -
میر سید طیب قدس سرہٗ بعد فوت برادر بسیار مغموم شد - چون او را در قبر گذاشتند
برآمد بسیار خوش وقت وشگفتہ برآمد - مردم متعجب شدند وسبب استفسار کردند گفت
برادر من با من وعدہ کرد کہ غم مخور بعد از شصت روز بہ من ملحق می شوی - آخر چنان
شد وبعد شصت روز میر سید طیب ہم ازین عالم نقل کرد رحمۃ اللہ علیہ -

(۱۲) میر سید یحییٰ

خلف الصدق ثالث میر عبدالواحد است قدس اللہ اسرارہما در گوشہ کتابی
بخط خاص میر عبدالواحد معائنہ کردم کہ وتولد فرزندم یحییٰ شب دوم از ماہ ذی القعدہ کہ
شب اول ہفتہ بود وقت سحر ۹۸۵ھ خمس وثمانین وتسعمائہ دست داد" سید یحییٰ ملکی بود
بہ صورت انسان ومصداق آیہ صدق پیرایہ وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت

ودیوم ببعث حیا عالم کامل واز بدایت تا نہایت تلمیذ والد ماجد بود - وکلام اللہ را از بر داشت - وبہ الحان دلربا سامع را از خود می ربود - واز دنیا و مافیہا محترز و مجتنب می زیست ولیل و نہار بہ شغل ریاضت و اداے طاعت و افادۂ طلبۂ ظاہر و باطن می پرداخت از انفاس متبرکۂ اوست نسخۂ میزان الاعمال و معیار الاحوال در سلوک قبرش بر چبوترہ علیحدہ از چبوترۂ مرقد میر عبدالواحد جانب شرق قدس اللہ اسرارہما -

(۲۲) میر سیّد طیبؒ

صاحب سجادہ وخلف الصدق رابع میر عبدالواحد است قدس اللہ اسرارہما بخط شریف میر عبدالواحد مشاہدہ افتاد کہ تولد سید طیبؒ روز یکشنبہ بمقدار یک و نیم پاس بود نہم ربیع الآخر ۹۸۶ھ ست وثمانین وتسعمائۃ وی ذات مقدسی است کہ اگر ثقلین باو ناز کنند می زیبد و اگر زمین و زمان بر خود بالند می شاید - صاحب مراۃ المبتدین کہ معاصر حضرت میر است می طرازد کہ :-

"میر سیّد طیبؒ مد اللہ عمرہٗ وزاد دولتہٗ امروز قوام عالم و برکت بنی آدم از ذات اوست و مرتبۂ

"قطبیت و ابدالیت و غوثیت و اوتادیت و آنچہ توان گفتن در ذات او موجود است و دولت

"مادر زاد دارد - واز کثرت عبادت گویا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بصد کرامات ظاہر شدہ

"اند - واز آن روز کہ شعور بہم رساند نماز را بقضا نخواندہ اگر وجود ایشان قبل ازین می شد در

"مجتہدین و سلف صالحین می شمردند - و امروز کسیکہ ائمہ سلف را خواہد بہ بیند میر سید طیبؒ

رامشاہدہ کند من کہ باشم کہ احوال ومقامات ایشان رابیان کنم برائے این زبانی می باید۔ د ولی دو
وفہمی می شاید امروز آن زبان کہ ثنائے ایشان کند کو۔ و ولی کہ حقیقت ایشان دریابد وفہمی کہ واقف دو
حال ایشان باشد کجا۔ ہمین قدر این داعی میداند کہ قوام عالم از ذات ایشان است وانچہ پیغمبر دو
صلی اللہ علیہ وسلم فرمود بعد از ہر صد سال مردی پیدا شود کہ سنت ما را تازہ گرداند امروز وجود دو
میر است ۵ دو

دو	ہم برین نکتہ ختم شد مقصود		للہ الحمد ذی العلا والجود	″

تا اینجا از مراۃ المبتدین است۔

آن جناب کسبِ کمالات صوری ومعنوی از خدمتِ پدر بزرگوار نمود۔ وبعد از ارتحال پدر باستحقاق بر سجادۂ ارشاد نشست۔ وطالبان مولی را از مبادی سلوک بہ منتہای وصول رساند واتباع شمائل نبوی در جمیع حرکات وسکنات منظور داشت ومدت العمر بہیچ سنت نبوی بقدر امکان فرو نہ گذاشت۔ تبحر علوم رسمی نمی از دریاے کمالِ ایشان بود۔ ہموارہ بہ افادۂ محصلین می پرداخت۔ وبسا مردم را بہ میامنِ تربیت بر صدر استادی نشاند۔ بعضے کتب درسی مثل ہدایہ فقہ وتفسیر قاضی بیضاوی وغیر ذلک محشی بخط خاص او امروز موجود است کہ دلالت دارد بر کمالِ تبحر وجودتِ فطرت او۔ سید کرم اللہ پدر سید العارفین میر شاہ لدہا قدس اللہ اسرارہما می فرمود کہ اگر کسے خواہد ملک را بر روی زمین بہ بیند میر سید طیب را مشاہدہ کند۔ وسید العارفین از جنابِ ایشان استفادہ نمودند وبہ مرشدی خود یاد می کردند ومی فرمودند روزے عزیزے مشتاق شدہ بدیدن میر سید طیب اللہ آمد ومشکلے از مسائل توحید بر سید

حضرت میر خود را بہ تجاہل انداختہ فرمود من ازین مسئلہ خبر ندارم و از قصور خود در نظر مردم وسستی اعتقادِ سائل پروانہ کرد۔ چون مجلس منقضی شد و خلوت دست داد حضرت میر سائل را فرمود۔ سخن خانہ بہ بازار نتوان گفت۔ حالا آنچہ میخواہی استفسار کن۔

درمیانِ شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ و حضرت میر محبتی و مودتی عظیم بود۔ شیخ عبدالحق بہ رعایتِ بزرگی او را شیخ طیبؒ می گفت۔ وقتے شیخ عبدالحق در ایامِ پیری درس می گفت۔ در مقامی از کتاب متامل شد۔ درآن وقت میر سید طیبؒ را یاد کرد و فرمود۔ اگر شیخ طیبؒ درین وقت می بود۔ بہ آسانی این مقام را حل می کرد ناگاہ میر سید طیبؒ کہ بہ ارادۂ دہلی از وطن برآمدہ بود درہمان ساعت کمر بستہ از راہ بخدمت شیخ عبدالحق رسید۔ شیخ بسیار خوش وقت گردید و فرمود مرحبا دریادِ شما بودیم و قصہ را باز گفتہ کتاب درمیان آورد۔ میر سید طیبؒ کتاب را در دست گرفتہ لحظتے تامل کرد۔ و عبارت را بہ نہجی خواند کہ مطلب بے آنکہ تقریر کنند خود بخود واضح گشت۔ شیخ باحاضران فرمود من نگفتہ بودم کہ شیخ طیبؒ این مقام را بہ آسانی حل می کند۔ درآن ایام شیخ نورالحق خلف الصدق شیخ عبدالحق بہ تکلیف بادشاہِ وقت تستقلد قضاءِ مستقرالخلافہ آگرہ شدہ بود۔ شیخ عبدالحق از میر سید طیبؒ استفسار نمود کہ از کدام راہ آمدن اتفاق افتاد گفت از راہ آگرہ فرمود با نورالحق ملاقات شد۔ گفت از موانع سفر فرصت ملاقات دست نداد شیخ فرمود ظاہرا ازینکہ او مرتکب قضا شد اعراض بہ عمل آمد پس کلمۂ چند در تعریف پسر بر زبان

مبارک آوردو فرمود اگرچہ پسر من است اما بجاے پدر - واگرچہ شاگرد من است
اما بجاے استاد واگرچہ مرید من است - اما بجاے پیر می دانم - میر سید طیب اللہ از پیش
شیخ برخاست بعنوانی کہ گویا براے کمر واکردن می رود - و بے اطلاع شیخ ہمان
طور کمر بستہ بہ رجع القہقری راہ آگرہ گرفت - و با شیخ نور الحق ملاقات کردہ برگشت
شیخ عبد الحق از حُسن خلق میر خیلی خوشنود گردید و معذرتہا بر زبان آورد -

سید ضیاء اللہ بلگرامی کہ ذکرش در فصل ثانی می آید - روزے عزم ملازمت
میر سید طیب اللہ نمود و ارادہ کرد کہ اگر امروز حضرت میر بدست خود مرا بیرہ پان خورانند
ولایتِ ایشان را معتقد می شویم - چون بہ حضور مجلس النور فائض گشت حضرت میر را
اشراق شد - بہ خادم خود بلو نامی فرمود بیرہاے پان بیار - خادم بیرہا را حاضر ساخت
حضرتِ میر بیرہا را بجمیع حضارِ محفل تقسیم نمود - و سید ضیاء اللہ را نداد چون مجلس
برخاست و سید ضیاء اللہ تنہا ماند - حضرت میر بیرہ را بدستِ مبارک خود واکردہ
بہ سید ضیاء اللہ حوالہ نمود - سید سخت انفعال کشید - حضرت میر زجر فرمود کہ درویشان را
امتحان نباید کرد - مبادا سخط[۱] ایشان در حرکت آید -

روزے وضو می کرد ناگاہ آفتابہ سفال کہ در دست داشت بہ دیوار زد - مردم
ازین حرکت غیر معتاد متعجب شدند - بعد چند روز خادمی کہ او را جاے فرستادہ بود باز
آمد - و نقل کرد کہ در صحراے می رفتم شیرے با من دوچار شد - و خواست کہ حملہ کند -

---

[۱] سخط یعنی غصہ -

حضرت پیر دستگیر یعنی میر سید طیب اللہ رایاد کردم - از ہوا آفتابہ پیدا شد و برکلہ شیر زد شیر رو از من گردانده راہ صحرا پیش گرفت - و من از آن مہلکہ نجات یافتم - چون تاریخ ضبط کردند ہر دو قضیہ در یک آن واقع شدہ بود -

حضرت میر در تاریخ پنجم شہر ربیع الاول ۱۰۶۶ سنہ ست و ستین و الف در انجمن قدس جلوہ افروز گردید - و از کمالِ تبعیت او این کہ در شہر ربیع الاول انتقال کرد - و این سنت اللہ کہ بے اختیاری بود نیز او را حاصل گشت - عمرش ہفتاد و ہشت سال و یازدہ ماہ الّا اربع یوم - مرقدِ او قریب بہ مرقد میر عبد الواحد در محوطہ علیحدہ تاریخ وصالِ ایشان "دو ستون دین افتاد" ۱۰۶۶ در این ایام میر محمد یوسف برادر ہم درس فقیر کہ ذکرش می آید این تاریخ قدیم را در سلکِ نظم کشید ؎

پنجم شہر انتقال نبی	رفت طیب ز دہر بے بنیاد
از پئے ضبط سالِ تاریخش	گفت ہاتف - ستون دین افتاد ۱۰۶۶

(۲۳) میر عبد الواحد اصغر

خلف الصدق و صاحب سجادۂ میر سید طیب اللہ بن میر عبد الواحد است قدس اللہ اسرارہم او را نسبت بہ جد اعلیٰ اصغر گویند - آنجناب بہ کمالاتِ موروثی موصوف بود و زنگارِ طبیعت از آئینہ طالبانِ می زدود - وفاتش در عشرۂ ثانی بعد مائہ و الف قبرش بہلوی قبرِ میر سید طیب قدس اللہ اسرارہما -

(۲۴) میر سیّد نعمت اللّٰہ

بن سید محمد زاہد بن میر عبد الواحد اصغر قدس اللہ اسرارہم۔ سید محمد زاہد بار صاحب
سجادگی برنتافت۔ قرعۂ این دولت بنام سید نعمت اللّٰہ زوند۔ و در دانش صوری پایہ بلند
و در حقائق و معارف رتبۂ ارجمند داشت۔ ابتدائے حال نزد عم بزرگوار خود میر عبد الہادی
بن میر عبد الواحد اصغر کہ ذکرش در فصل ثانی می آید انشاء اللہ تعالیٰ تلمذ نمود۔ بعد از
آن بہ حوزۂ درس ملا قطب الدین شہید سہالوی رسید۔ و تتمۂ کتب تحصیلی بہ استعداد تمام
گذرانیدہ فاتحہ فراغ خواند و بہ وطن مالوف آمدہ سجادہ نشین آبائے کرام گردید۔ و مسند
ارشاد را بہ اضافۂ شغل تدریس رونق دو بالا بخشید۔ راقم الحروف اکثر بحضور صحبت
بابرکت سعادت اندوخت۔ پیر مرتاض نورانی۔ صاحب اخلاق رضیہ و سجایائے
مرضیّہ بود لوامع برکات از سیمائے مبارک می تافت۔ برین حقیر عاطفت خاص می فرمود
نوبتی با فقیر نقل کرد کہ روزے در حلقۂ درس قطب المحدثین سید مبارک بلگرامی کہ ذکر
شریفش در ہمین فصل آید۔ حاضر شدم آیتے از کلام اللہ مذکور شد سیّد مبارک تتمۂ
آیت درخواست من فی الفور تتمۂ آیت فرو خواندم۔ سید مبارک استفسار نمود کہ شما
حافظ اید۔ من بر سبیل طیبت جواب دادم۔ حافظ نیستم اما پدر حافظم۔ نام یک پسر ایشان
حافظ بود۔
سید نعمت اللّٰہ پنجم شہر رمضان سنہ ۱۱۴۰ اربعین و مائۃ و الف بہ ریاض رضوان

خرامش نمود۔ و پائین مرقد میر سید طیب اللہ بیرون محوطہ بہ یمین داخل مدفون گردید۔
مولف اوراق گوید

نعمت اللہ سید العرفا	در گلستان قدس آرا میید
ہاتفی گفت سال تاریخش	صاحب نعمت ارم گردید ۱۱۴۰ھ

(۲۵) شاہ طیب اللہ

ثمر آن شجر و وارث علوم اجداد است۔ و در جمیع فضائل صوری و معنوی صاحب استعداد۔ برخی از کتب بخدمت والد ماجد گذراند۔ بعد از آن در حلقۂ درس میر عبد الہادی بن میر عبد الواحد اصغر تلمذ نمود۔ و متداولات درسی را بہ آخر رسانید۔ و حدیث از قطب المحدثین سید مبارک قدس اللہ سرہ سند کرد۔ خط عربی و فارسی او اگرچہ طبعی است اما بسیار شیرین و پختہ و پر رونق واقع شدہ کہ مشاہدۂ آن نور بصر می افزاید۔ و سرعت کتابت او نسخہ حیرت عقول است۔ شرح ملا جامی را در یک ہفتہ من اولہ الی آخرہ نوشت و بہجۃ المحافل کہ کتابی است ضخیم در سیر نبوی تصنیف یحیٰی بن ابی بکر العامری الیمنی در بیست و سہ روز کتابت کرد۔ و کتب خانۂ عظیمی از خط خوش نمط خود یادگار گذاشت۔ در ایام شباب چندی بعالم نوکری گذراند و باوصف شواغل دنیوی از تصفیہ و تجلیہ باطن و شغل کتاب خود را معاف نداشت۔ وقت ارتحال پدر بزرگوار در گجرات احمد آباد بود۔ بہ مجرد استماع این خبر علاقۂ نوکری قطع کردہ خود را بوطن رسانید۔

وبر سجادۂ اسلافِ کرام متمکن گشت وبتقدیم طاعت وریاضت ودرس روزگار خوش گذرانید وہفتم رجب المرجب روز چہار شنبہ ۱۱۵۲ھ اثنین وخمسین ومائہ والف جانب نزہت کدۂ اخروی شتافت۔ قبرش در چبوترۂ پائین چبوترۂ مرقد میر عبدالواحد اکبر قدس سرہٗ متصل دیوار شرقی حریم میر سید طیب قدس اللہ اسرارہم راقم الحروف آیہ کریمہ وھم مکرمون فی جنات النعیم تاریخ استخراج کرد۔ ۱۱۵۲ھ

مخفی نماند کہ شیخ حسن بن علی الجیمی در شرح قصیدۂ لامیہ شیخ ابن فارض مصری نوشتہ کہ بخط شیخ علامہ سیدی شہاب الدین احمد المیورقی[۵۱] الطائفی یافتہ شد کہ من ارّخ وفاۃ شیخ کان فی شفاعتہ یعنی ہر کہ تاریخ گفت وفات بزرگی را۔ باشد فردائے قیامت در شفاعت او۔ بنائً علی ہذا فقیر درین نسخہ تواریخ اکثر بزرگان بہ آیاتِ قرآنی ونظم ونثر ضبط کردہ ام امیدوارم کہ برکات ارواح طیبہ قدسیہ عائد حال این شکستہ بال شود۔

(۲۶) سید دین محمد سلمہ اللہ تعالیٰ

بن شاہ طیب بن سید نعمت اللہ قدس اللہ اسرارہما درین ایام بر وسادۂ اجداد کرامت نژاد متکی است۔ وبہ طریقۂ انیقۂ اسلاف ستودہ اوصاف مقتدی اللہم انصر من نصر دین محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام واذقنا محبۃ عبادک الصالحین واولیاء المقربین ربنا تقبل منا دعاءنا انک انت السمیع العلیم۔

[۵۱] ـ میورقہ۔ جزیرہ ایست در بحر روم نزدیک اتالی۔

(۲۷) سید محمود اصغر

بن سید حسین بن سید نوح بن سید محمود اکبر قدس سرہٗ اورا اصغر نسبت بہ جد او سید محمود اکبر گویند کہ ترجمہ اش گذشت۔ و ترجمہ پدرش سید حسین در سلک فضلا می آید سید محمود عنصر لطیفش ملکی بود در صورت انسان متورع۔ متعبدؒ۔ صاحبِ فضائل صوری و اشراقات معنوی۔ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل فرماید ؎

محمود در فضائل کسبی و موہبی		ہمتائے او نزادہ ز ارحام عنصری	

در مبادی حال بہ ارادۂ تحصیل علم بہ قنوج رفت و نزد علماء آنجا کتب درسی گذراند و کمال استعداد بہم رساند۔ و در ایام تحصیل با وجود قرب مسافت گاہی میل وطن نہ کرد چہ مسافت مابین بلگرام و قنوج پنج کروہ است۔ و ہمت بر اکتسابِ فنونِ علم گذاشتہ در اندک فرصت فراغ حاصل کرد و تصحیح نسخۂ ظاہر و باطن بہ کمال رساند و آنگاہ جانب وطن عطف عنان نمود درین ایام میر عبد الواحد قدس سرہٗ در قصبۂ سانڈی اقامت داشتند بخدمت حضرت میر رفتہ رسم بیعت بجا آورد۔ و ریاضات شاقہ کشید۔ حضرت میر او را مشمول عنایات خاص ساختند۔ و صبیۂ محترمۂ خود را در سلکِ تزویج او کشیدند۔ و از بس الفتی کہ با جگر گوشۂ خود داشتند۔ با اہل و عیال در بلگرام تشریف ارزانی داشتہ بہ توطن خود این مقام را زیب و زینت بخشیدند۔ سیدؒ محمود عمر عزیز تا دمِ آخر بہ انزوا گذرانید و قدم از حجرۂ طاعت بیرون نہ گذاشت الا لکم تبۂ

بہ ارادۂ زیارت مزارات مشائخ قدس اللہ اسرارہم سفر دہلی اختیار کرد۔ و بہ زیارت خاک پاک آسودگان حضرت دہلی نور اللہ مضاجعہم فائز گشتہ انوار انواع برکات اقتباس نمود۔ و صحبت شیخ عبد الحق دہلوی و دیگر اکابر علیہم الرحمۃ دریافت۔ و بہ وطن اصلی معاودت فرمود۔ و پا در دامن عزلت کشیدہ بہ یاد مولی تعالیٰ اوقات معمور داشت و بیست و یکم رمضان سنہ ۱۰۲۴ اربع و عشرین و الف بہ عالم روحانی پیوست۔ میر سید طیب اللہ قدس سرہٗ این مصراع تاریخ یافت ع

ولی عاقبت محمود باشد
سنہ ۱۰۲۴

قبر او در باغ گنار است۔ در گوشۂ شمال و مغرب۔ و باغ محمود ہمین باغ است منسوب بنام نامی و از آثار انامل فیض شوامل او امروز نسخۂ کلام اللہ موجود است کہ در صحبت اقتدا آیہ قرآن امام وارد۔ تاریخ اتمام قرآن سلخ ذی الحجہ سنہ ۱۰۱۹ تسعۃ عشر و الف ثبت فرمودہ۔ او را از دختر میر عبد الواحد چہار پسر تولد یافت۔ سید عبد اللہ۔ سید عبد اللطیف۔ سید امان اللہ۔ سید محمد اعظم۔ نسب مولف اوراق بہ سہ واسطہ بہ سید امان اللہ میر سد۔

(۲۸) میر سید حسین دہلی وال بلگرامی

ملقب بہ سید السادات قدس سرہٗ بن سید ابراہیم بن سید نظام الدین بن سید محمد ماہ بن سید میران عرف سید ماہ میر بن سید بڈھ بن سید جمال الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہٗ نقاوہ دودمان سیادت۔ و سلالہ اہل علم

وعبادت بود۔ در صغرسن بہ ارادۂ تحصیل علم از وطن مالوف مہاجرت اختیار کرد و طالع رسایش بخدمت شیخ عبدالعزیز بن شیخ حسن کمال الحق دہلوی قدس اللہ اسرارہما رسانید و در ظل رافت شیخ جا گرفتہ تلمذ اختیار نمود۔ وکتب معقول ومنقول بہ استعداد تمام گذرانید وقدم بر ذروۂ کمالات عظیم گذاشت۔ درین ہنگام شیخ او را بہ خلعت خلافت ممتاز ساخت وبہ شرف دامادی خود اختصاص بخشید۔ وبہ تقریبی رخت سفر بہ جانب ملک دکن کشید وعمری درآن دیار بسر برد۔ وبہ دہلی عطف عنان نمود وقدم در کنج عزلت افشرد۔ وآخر بہ حکم شیخ تشریف بہ بلگرام آورد۔ ومقتدای عصر گردید۔ واین بقعہ را بہ اشاعت فیوضات صوری ومعنوی معمور ساخت۔ وعمری دراز یافت وہم در بلگرام بعد الف ہجری رخت سفر بہ عالم علوی بربست۔ مرقد منور در محلہ سیدوارہ جاے بافیض است۔ وجہ تلقب او بہ دہلی وال از سیاق کلام سمت وضوح یافت۔ وچون میر سید حسین بہ بلگرام تشریف آورد بار دیگر در عشرۂ پنج بہیۃ تزوج نمود۔ واز دختر شیخ عبدالعزیز و دختر قبیلہ ہر دو اولاد باقی است۔ وسید ابراہیم عرف سید میان کہ ذکرش می آید از اولاد دختر قبیلہ است صاحب مراۃ المبتدین می نویسد کہ :-

"وی بس بزرگ عالیشان گذشتہ۔ انوار مجتبوی وآثار مرتضوی از جبینش جلوہ می کرد مردم او را سید السادات"

"وقت می گفتند۔ جامع اصول وفروع علوم بودہ وشاگرد ومرید وداماد شیخ عبدالعزیز دہلوی"

"شیخ بارہا بر سر منبر در مجمع عام فرمود یا سیدی ہر آنچہ کہ ما را از حد شمار رسید بہ سلامت نیاز شما کردیم"

"واکثر مدرسان ومستعدان در درس میر حاضر می شدند۔ واستفادہ بر می داشتند۔ ومجتہد

زمانه می پنداشتند - و می گفته - چگونه باشد حال کسی که دینش هوس نفس او بود؟ و همتش
گردآوری دنیا باشد؟ نه نیک کردار است که از خلق گزیده بود؟ و نه عارف که از خلق
بریده باشد؟ آورده اند وقتیکه میر بعد از تحصیل علوم - وتکمیل نفس به اشاره پیر خود به وطن
آمد وخانهٔ موروثی خود را از همسایه ها طلب داشت - آنها گفتند از هر جا که میر نشان دهد همان
حد خانه اوست - چون از خوردی بر آمده بود - وتمام زمین را همسایه ها داخل خانه های خود
ساخته بودند - بدین سبب حدود خانه خوب معلوم نمی شود - آن جای را ترک داد -
وبجای دیگر خانه ساخت که مبادا زمین دیگری گرفته بود - ودر دیانت نقصان راه
یابد - واو پیوسته در کلمهٔ حق گفتن ملاحظهٔ کسی نمی کرد - وخوش آمد وبد آمد مردم دنیا را نمی
داشت - بی محابا برروی مردم کلمهٔ حق برزبان می راند - حتی که خادمان و فرزندان
منع می کردند کارگر نمی شد - ومیر عادت داشت که هر مردی که در شهر و قبیله فوت
می شد روز سیوم بخانهٔ او می رفت وبه زن متوفی می گفت "جزع و فزع کم کنید - رخصت
نبوی است شوهر دیگر بجوئید تا بنان و نفقه خبردار باشد" چون در هندوستان شوهر دیگر نمی
کنند مرد و زن ازین معنی بدمی بردند و ناسزا می گفتند - میر را گران نمی آمد - وگرد و پیش خانهٔ میر
مردم سادات از قوم وخویشانش متوطن بودند - اگر پسری بدان راه می رفت - تمام قد برمی خاست
واگر مرضعه طفلی را از سادات بخدمتش می آورد تا دعا خوانده بر دمد - بر پا خواسته دعا می دمید
ومیر عمر بسیار یافت تا زنده بود حالش همین بود - ونیز در مجلس خاص و عام می فرمود که اولاد فاطمه همه
بهشتی اند - هر چند مردم منع می کردند که سادات بسیار اند از عبادت باز خواهند ماند این چنین

" گفتن مصلحت نیست - جواب می داد - اگر مصلحت نمی شد - نمی نوشتند - ما نوشته آنها را
" نقل می کنیم - تا دم آخر همین کلمه از زبانش جاری می شد "

انتہی کلام مراة المبتدین -

مخفی نماند که قول میر سید حسین قدس سرہٗ که اولاد فاطمه همه مبشر به جنت اند - موافق مذهب شیخ محی الدین ابن العربی است نور الله صریحه که درباب بست و نهم از فتوحات مکیه بیان نموده - و شیخ ابن حجر مکی روح الله روحه نیز در صواعق محرقه احادیث نبوی و قول علما درین باب نقل کرده - مذهب قاضی شهاب الدین ملک العلما طالب مضجعه همین است که در کتاب مناقب السادات قلمی ساخته ان شئت ذلك فاطلب هنالك وفقیر هم این مبحث را در رساله سند السعادات به تفصیل نوشته ام -

الحال عندلیب ناطقه احوال **شیخ عبد العزیز دهلوی** قدس الله سره می سراید - تیمناً و به این وسیله سعادت جاودانی کسب می نماید -

شیخ قطب عالم فرزند ارجمند و صاحب سجادۀ شیخ عبد العزیز دهلوی قدس الله اسرارهما احوال آبای کرام خود در سلک تحریر کشیده - منتخبے از آن بدست آمده - درین کتاب مختصری از آن انتخاب درج نموده می شود -

شیخ طاهر جد شیخ عبد العزیز قدس الله اسرارهما از ولایت ملتان به تقریب علم رو به دیار شرقی آورد - رفته رفته در بلدۀ بهار رسید - و درینجا در اثنای راه علم از فضلای عصر کسب نمود قاضی بهار دختر خود را در حبالۀ نکاح او آورد - و توالد و تناسل به ظهور رسید - بعد چندے

شیخ با اہل و عیال از انجا به جونپور نقل کرد و در ہمین جا به جوار رحمت آسود قبر شریف او در جونپور است یزار و یتبرک به۔

شیخ حسن خلف الصدق شیخ طاہر قدس اللہ اسرار ہما ور نہ سالگی کلام اللہ را حفظ کرد و در ہژده سالگی اکثر کتب متداوله را تحصیل نمود۔ و از آن عمر مشغول به حق گشت۔ و در بست و پنج سالگی درویشی را به کمال رسانید و مرید راجی سید حامد شه گردید و خرقهٔ خلافت و کمال الحق خطاب یافت۔ راجی سید حامد شه می فرمود۔ اگر فردا ے قیامت بپرسند که به درگاه عالم پناهِ ما چه تحفه آوردی۔ گویم فرزندی مثل شیخ حسن و اکثر می فرمود شیخ حسن حجت موجه ماست۔

سلطان سکندر لودی با شیخ غائبانه اعتقاد بهم رسانید۔ و استدعاء قدوم نمود در آن وقت اُردوی سلطان در آگره بود۔ شیخ حسن از جونپور به آگره رسید۔ سلطان غاشیهٔ خدمت بر دوش کشید۔ شیخ چندی در آگره اقامت داشت۔ آخر رخت به جانب دہلی کشید۔ و در بدیع منزل رحل اقامت افگند۔ بدیع منزل برجی است۔ از حصار بنا کردهٔ سلطان تغلق به تغیر السنه آن را بجی مندل گویند۔ روزے قوال این رباعی سرائید

ای ساقی از آن می که دل و دین من است	پُر کن قدحی که جانِ شیرین من است
گر ہست شراب خوردن آئین کسے	معشوقه به جام خوردن آئین من است

شیخ را ذوقی غریب دست داد۔ سه روز متصل بے اکل و شرب وجد می کرد۔ روز سیوم در ہمان غلبه شوق جانِ شیرین به جہان آفرین سپرد۔ وفات او روز جمعه بست و چہارم شہر

ربیع الاول ۹۰۹ سنہ تسع وتسعمائۃ ومدفن شریف بدریع منزل - از مصنفات شیخ مفتاح الفیض
متضمن شصت و سہ رسالہ است شیخ حسن چہار پسر داشت - شیخ عبدالعزیز از ہمہ اصغر
اما در مرتبہ از ہمہ اکبر - پدرش او را در صغر سن مرید ساخت - و پیر ابن خلافت عطا فرمود
دو نیم سالہ گذاشتہ از عالم رحلت کرد - و تربیت او خواجہ جلال الحق قاضی خان ظفرآبادی نمود -
شیخ عبدالعزیز چون بہ سن تمیز رسید نزد میر سید محمد خلف الصدق حاجی عبدالوہاب
بخاری تلمذ کرد و از جناب حاجی نیز کتاب فصوص الحکم و فوائد اخذ نمود حضرت حاجی در
بارہ او کمال عنایت داشت - از زبان دربار خود عبدالعزیز عاشق می گفت - و جامہ
خلافت خانوادۂ سہروردیہ پوشانید - و فرمود - از دنیا نہ رفتم تا عبدالعزیز را مثل خود نہ کردم
بعد ازان بہ ظفرآباد رفت و امانت والد بزرگوار از قاضی خان قدس سرہٗ فرا گرفت و ۳ سہ سالہ
در بوتہ ریاضت چندان گداخت کہ مس خود را طلاے خالص ساخت - و خرقۂ
خلافت پوشید - بعدہٗ خدمت میر سید ابراہیم ایرجی را دریافت و بعضے کتب گذرانید
و جامہ خلافت قادریہ در بر کرد -
و ایضاً از شیخ تاج محمود خلافت چشتیہ حاصل نمود - و بر سجادۂ ارشاد متمکن گشت - و عمرہا خلائق را سوئے حقائق
دعوی کرد - وقت رحلت در حالت ذوق و شوق ازین عالم رفت - حافظ محمد صادق مغل مردی خوش خوان
و خوش الحان بود - او را فرمود کہ قرآن بخوانید سورۂ ق خواندن گرفت چون بہ آیۂ نحن اقرب
الیہ من حبل الورید رسید حالت شوق غلبہ کرد ۳ سہ مرتبہ کلاہ از سر مبارک بہ رقص آورد -
بار حافظ آیۂ ھو الاول ھو الاٰخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم

شیخ طرفه ذوقی وحالتی بهم رساند۔ چون قرآن تمام کرد۔ وآیه سبحان ربّک ربّ العزّة عمّا یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ ربّ العالمین خواند حضرت شیخ هردو دستِ مبارک بروے مشکبوی فرود آورد و بر سینۂ فیض گنجینه برد و جان به جانان تسلیم نمود۔ تصانیف ایشان بست۲۳ وسه رساله است۔ صاحب مراة المبتدین گوید :۔

"شیخ عبدالعزیز دہلوی بزرگ وقت بود و از ابحر مواج می نامید ند عقلش بر علمش غالب بوده بدین سبب

"حفظ مراتب را هرگز قطع نکرد و پا از جادۂ ادب بیرون نه نهاد ستر حال بر خود فرض دانستی۔ واگر بر زبان

"راندے چنانچه بپیغامبران را علیهم الصلوٰة والسلام واجب است اظهار معجزات امت را فرض است

"اخفاے کرامات۔ جامع فروع واصول گذشته۔ وچند بار آن سرور را صلی اللّٰه علیه وسلم در خواب دیده

"وفوائد حاصل کرده واز روحانیت بزرگان دہلی تمتع بر داشته۔ چنانچه در نفس الامر اویسی توان گفت

"وشکستگی نفس به حدی داشت که هرگز خود را اعتبار نه نهادی و بر کس اعتراض نه کردی مگر به واسطۂ

"غیرت دین۔ وے گفته "هر چیزے را خدمتگاری باید تا حفظ آن کند حافظ دین ادب است"

"وهم گفته "بنده را تا رسیدن به حق یک گام توان گفت وآن از خود رستن باشد" وجمله خود را در سنت

"نبوی محو کرده بود۔ اعتقاد واخلاص باخاندانِ نبوت زیاده از همه چیز داشت۔ تا به حدی که در محلۂ

"شیخ بعضے ارباب حرفت می ماندند آنها خود را سید می گرفتند۔ چون شیخ براے درس بر می آمد

"واز دحام طلبه می شد و در آن میان اگر خورد سالی از آن مردم بازی کنان به نظرش در می آمد

"بے توقف درس را باز داشته بر پا می خاست۔ وتا آن طفل بازی می کرد او به ادب تمام ایستاده

" می ماند واز نزد خود نمی راند - طالب علمان از بسکه بتنگ آمدند - نگاهبانان بر سر کوچه گذاشتند
" تا هیچ طفلی این طرف نه آید - وقتیکه این خبر به شیخ رسید طالب علمان را زجر نمود - تا زنده بود همین حالت
" داشت - خلفاء او همه صاحب لفظ و کرامت شدند" انتهی کلام مراۃ المبتدین -

مولانا عالم کابلی گوید :-

" من در سنه ۹٦۷ نهصد و شصت و هفت در دهلی بخدمت وے رفتم و خواستم که معنی این دو بیت
" عارفِ جامی را قدس سرہ بپرسم که ؎

عاشقم بے دلم اسیر و غریب	کارم از دست رفته دستم گیر
بیاد تو زنده مے مانم	ورنه هجران نمی کند تقصیر

" قبل از آن که استفسار نمایم مناسب معنی ابیات چندان معارف بیان فرمود
" که حاجت به سوال نه ماند" انتهی -

جمیع اعیان و امراء اکبری در خدمت شیخ می رفتند و تبرک می جستند - خصوص بیرام خان خانخانان در اعراسی که شیخ می کرد حاضر می شد - و بکمال نیازمندی بجا می آورد

شیخ عبد القادر بداونی گوید :-

" در ایام فترت بیرام خان مسطور به حضرت دهلی افتادم - و در آن ایام هر روز به استفاده و استفاضه
" بعضے کتب تصوف نزد شیخ مے رفتم - اوقاتی دست می داد که به چه زبان ذوق آن را
" بیان نمایم - و به طوری از آن کلمات معجز بیانِ ایشان لذت گرفته ام که مدتے از آن گذشت
" و هنوز حلاوت آن از دل نمی رود - وفاتِ ایشان روز دوشنبه ششم جمادی الآخره سنه ۹۷۵ خمس و

"سبعین وتسعمائۃ واقع شد۔ قضی نحبہ تاریخ است۔ مرقد مبارک در صحن خانقاہ اشرف رحمۃ اللہ علیہ"

(۲۹) سید ابراہیم المعروف بسید میان

بن سید غلام محمد بن سید عبد الحق بن سید حسین دہلوی وال بلگرامی قدس سرہٗ از مشایخ کبار شہر است نشاۂ فقر بلند داشت۔ و در زاویۂ خدا پرستی می گذرانید مسجدی وخانقاہے در جوار مرقد میر سید حسین سید السادات قدس سرہٗ بنا کردہ۔ وشیوۂ نان دہی وخدمت فقرا شعار خود ساخت۔ مسافرانِ وارد وصادر شہر اکثر در خانقاہ او نزول می کردند۔ دقیقہ از دقایق خدمتگازی بہ قدرِ امکان فرو نمی گذاشت بستم رمضان ۱۱۱۴ھ اربعہ عشر ومائۃ والف بہ رحمتِ حق پیوست۔ خوابگاہش بلگرام رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳۰) شیخ ادہن معروف بشیخ الاسلام بلگرامی قدس سرہٗ

از فرزندانِ حاجی سالار قنوجی است کہ از کمل اولیاء عصر بود۔ ونسب حاجی سالار منتہی می شود بہ خواجہ عثمان ہرونی پیر خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ اسرارہم ازین جہت عشیرۂ او را عثمانی گویند۔ شیخ ادہن از اعاظم خلفاء شیخ مبارک سندیلوی است مقتدائے عصر ومفتی شہر بود۔ و در زہد وتقوی وحفظ شرائع جلیل وقائع طلاب ظاہری

وباطنی نظیر نداشت شیخ محمد غوثی مندوی در کتاب گلزار ابرار در ضمن احوال شیخ سالار
بدھ می نویسد :-

" سید صفی حبتی و شیخ بدرالدین سربلندی و شیخ ادھن بلگرامی از خلفاء شیخ مبارک سندیله اند لبس سامان
" عالی در احوال سامی داشتند۔ اہل روزگار در کارہاے دین و در کردار خداشناسی پیوسته روے
" توجه و نیاز به آستان این بزرگواران می آورده حل مشکلات دو جہانی از گفتار اسرار گذار ایشان می نمودند"

وصاحب مرآة المبتدین می آرد :-

" شیخ ادھن استاد شہر بود و اکثر مدرسان و مستعدان براے شاگردی بخدمتش می آمدند۔ حتی که ملا محمد
" خرازی که از شاگردان رشید ملا احمد جنیدی بود وقتیکه در ہندوستان آمد به شاگردی شیخ پیوست
" وے گفته "درویش را کار خلاف شرع آن است که پس از کردن پشیمان شود۔ یعنی چرا کارے
" کند که بعد از آن پشیمانی حاصل کند۔ شخصے از شیخ پرسید فاضل ترین طاعات کدام است۔ گفت
" ملاحظهٔ ادب در جمیع اوقات و پیوسته از صحن خانقاه بیرون نمی آمد مگر براے نماز عیدین و امروز در
" سلسله اش ہمین رسم است که جانشین از صحن مسجد و خانقاه بیرون نمی آید آورده اند روزے
" حاکم معزول شہر به جہت وداع بخدمت شیخ آمد دید که بدست خود خشت براے مسجد می سازد۔
" حاکم التماس نمود که اگر من بحال بمانم این را درست بکنم تا تصدیع نه رسد۔ فرمود چون نیت خیر در
" دل آوردی بحال خواہی ماند۔ و فاتحه خواند۔ ہمان روز در مجلس صاحبش کسے ستایش عملش کرد
" و پروانهٔ بحالی براے او روانه گردید۔ چون بدو رسید مردم ملاحظه کردند تاریخ و وقت ہمان بر آمدند
" که شیخ فاتحه خوانده بود۔ وقتیکه ودیعت حیات سپرد پسر کلان او که شیخ عبدالجلیل نام داشت

"جانشین گشت۔ ودر اندک زمانے ازین عالم رفت۔ خلفا در پہلوی قبر پدرش قبر گذاشتند"
"آن قبر از جانب قبر پدر کج شد چنان کہ کسے تواضع بزرگی کند۔ وبعد ازان برادر خوردش"
"کہ شیخ ابوالمعالی نام داشت جانشین شد چون از دار فنا بہ دار البقا رحلت فرمود در آنجا"
"دفن کردیدہ۔ قبر او نیز تواضع کنان است ہر چند راست می کنند ہمان طور است"

انتہی کلام مراۃ المبتدین۔

ولبعد از شیخ ابو المعالی بہ لام پیش از یا خلف الصدق او شیخ ابو المعانی
بہ نون پیش از یا ملقب بہ شیخ الاسلام ثانی بر سجادۂ خلافت نشست بزرگوار بلند مقدار
بود۔ واز دولت صوری ومعنوی حظی وافر داشت۔ مدتے مسند ارشاد را رونق داد۔
وابواب ہدایت بر روئے طالبان خدا کشاد۔ آخر در صدر حیات فرزند خود
شیخ صوفی را بر جائے خود نشاند۔ وخرقۂ خلافت آبائے کرام پوشانید۔ ورخت سفر بہ
دار الخلافہ شاہجہان آباد کشید وشرف زیارت آسودگان دہلی نور اللہ مضاجعہم دریافت
وحجرۂ عبادتی در مسجد آدینہ اختیار کرد ومدتے اقامت ورزید۔ واو کلام اللہ را از بر داشت
واز حسن الحانش دل مستمع می گداخت۔ یکے از امرائے معتقد تعریف او نزد صاحبقران
شاہجہان انار اللہ برہانہ کرد وبہ صحبت بادشاہ رسانید۔ اتفاقاً ایام رمضان بود
بادشاہ فرمود آیتے درحق رمضان المبارک باید خواند آیۂ کریمہ شہر رمضان الذی
انزل فیہ القرآن شروع کرد ونوعے بہ آواز دلفریب خواند کہ بادشاہ را رقتے دست
داد واستدعائے اعادہ نمود۔ نوبت ثانی در قراءت دیگر خواند۔ بادشاہ خیلی محفوظ گشت

وقریۂ سیر حاصل از توابع بلگرام کرولی نام حسب الاستدعای شیخ بہ طریق مدد معاش مرحمت فرمود۔ تاریخ تحریر فرمانِ قریۂ مذکور ۱۰۶۰ھ ستین والف ہجری است۔

شیخ ابو المعانی رشید دودمان خود است۔ محلہ سکونتِ اجدادش بنام او مشہور شدہ یعنی محلۂ شیخ معانی و آن شرقی محلہ سید واڑہ واقع شدہ۔ مخفی نماند کہ مسجدی کہ شیخ ادہن قدس سرہٗ بنا کردہ بود کتابۂ دروازہ آن کہ در سنگ پیشانی دروازہ نقش کردہ اند این ست ؎

درایامِ جلال الدین محمد اکبر غازی	کہ از معمارِ عدل او عمارت یافتہ دوران
بنا از میرزا حاجی محمد اوزبک گشتہ	عجب دروازۂ خوش خم چو طاق ابروے خوبان
گذشتہ نہصد و ہفتاد و ہشت از ہجرتِ مرسل	کہ گشتہ از در رحمت تمام اندر مہ شعبان

وچون آن مسجد رو بہ شکست آورد در عہد شیخ ابو المعانی عمارت مسجد تجدید یافت۔ وکتابۂ مسجد مثنی کہ در پیشانی محراب وسط بر لوح سنگی نقش کردہ بودند این است ؎

درزمان شریفِ شاہجہان	منبع الجود مطلع الاحسان	
ساخت میرزا احسن علی دانا	مسجد اسّس علی التقوے	
از پے سالِ این خجستہ بنا	کردم از پیر عقل استملا	
عقل بالقور دُر پاک بسفت	وادخلوا المسجد الحرام بگفت	سنہ ۱۰۶۶ھ

وبعد مرور ایام عمارت مسجد کہ میرزا احسن علی دانا بنا کردہ بود آن ہم رو بشکست آورد۔ ودر سنہ ۱۱۶۶ھ است وستین ومائتہ والف نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ وزیر اعظم احمد شاہ

فرمان رواے ہندوستان بہ تجدید عمارت مسجد توفیق یافت - ومولف کتاب بہ استدعاء شیخ غلام حسن صاحب سجادہ این قطعۂ تاریخ در سلکِ نظم کشید ہ

در زمانِ جلوس احمد شاہ		زیر فرمان او ملوکِ جہات	
رکن عالی جناب صفدر جنگ		آصفِ عہد بانیِ خیرات	
کرد تعمیر خانۂ ایزد		یافت از غیب حُسن توفیقات	
صاحب این مکان غلام حسن		زیب افزاے مسندِ برکات	
گفت تاریخ این بنا آزاد		مسجد تازہ منزلِ حسنات	سنہ ۱۱۶۶ھ

شیخ صوفی قدس سرہٗ صاحب عظمت وجلالت بود و قواعد سلسلہ علیہ خود بروجہ احسن نگاہ داشت - آوردہ اند کہ افغانی بر شیخ دعوی خلاف واقع کرد کہ شما پانصد روپیہ نقد از من بطریقِ قرض گرفتہ اید - شیخ شہود طلبید - گفت شہود ندارم - قسم باید خورد شیخ خاموش ماند وبرخاستہ درون خانہ رفت وزیور زوجہ واثاث البیت فروختہ پانصد روپیہ نقد ادا ساخت - افغان زر را قبض کردہ راہ خود گرفت وبعد مدتے باز آمد ودر قدم شیخ افتاد وعرض کرد کہ من کہ مفلس بودم چون نفس من گواہی صادق می داد کہ شما قسم نمی خورید وزر می دہید - بدعوی خلاف واقع زر از شما گرفتم - وآن را سرمایۂ سود وبہبود خود ساختہ بہ تجارت پرداختم زمانہ موافقت کرد ومرا ربح بسیار بدست آمد و بدولت آن پانصد روپیہ صاحب ثروت شدم ومبلغ ہزار روپیہ نقد وبرخی اقمشہ براے شیخ آوردہ - شیخ دست زد - وفرمود چیزے کہ دادہ باشیم نمی گیریم وبلند تر از اول درین مرتبہ

ہمت را کار فرمود۔

برہمنی از بلگرام بلبدر نام کتابی در لورس سنگار بنام شیخ نوشتہ و آن را صوفی ست نام کردہ۔ و در اوائل کتاب چند دوہہ در مدح شیخ پرداختہ این دو دوہہ از آنجا ست

جولی جنکم سادھ رکھ راجا را نا رائی		تے لچھے سون ہت کرن سو یہ وبت الٹائی
	دیگر	
کرے کامنان کوت کوئی کہے اپنو حال		بردے سوئے پلک بین صوفی کلپ تمال

بعد از رحلت او فرزند ارجمندش شیخ عبد الجلیل قدس سرہٗ قائم مقام گردید محرر رسالہ او را ادراک نمود۔ سر تا پا شریعت و طریقت مجسم بود در عشرہ ثالث بعد مائۃ والف جان گذران را وداع نمود و بعد از و پسرش شیخ غلام مشائخ قدس سرہٗ جانشین گشت۔ و بر سجیہ رضیہ گذشتگان زندگانی بہ انجام رسانید۔ قبور این ہمہ بزرگان در مقبرہ شیخ اڈہن است روح اللہ ارواحہم والآن شیخ غلام حسن پسر شیخ غلام مشائخ جانشین آبائے کرام و اجداد عظام است۔ حضرت حق جل شانہ در عمر و مرتبہ اش بیفزاید۔

(۳۱) مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی قدس سرہٗ

دانائے حقائق کیانی و الہی است و شناسائے رموز بیداردلی و آگاہی کمالات معنوی را با فضائل صوری فراہم داشت۔ و شکستہ دلان درد طلب را بہ مومیائی وصل مداوا می کرد آنجناب برادر زادہ حقیقی و مرید و خلیفہ شیخ الہدیہ خیر آبادی است قدس سرہٗ کہ

که مناقب او در امور خانِ روزگار اجمالاً و تفصیلاً گذارش نموده اند۔ میر میران جد مخدوم محمد رکن الدین
را دو خلف رشید به وجود آمد میر نصیر الدین و میر نظام الدین المعروف به شیخ الهدیه قدس الله
اسرارہما ہر دو برادر اعیانی اند از بطن دختر میر سید جان پدر مخدوم سید علاء الدین صاحب
ولایت قصبۂ سندیله قدس سرہٗ مخدوم محمد رکن الدین فرزند ارجمند میر نصیر الدین است
ولادت باسعادتِ او در دار الارشاد خیر آباد واقع شد۔ و ہمانجا نشو و نما یافت
و دستِ ارادت به دامن عم بزرگوار قدس سرہٗ زد۔ و مدارج بلند و معارج ارجمند حاصل
کرد۔ تقریب قدوم میمنت لزوم او به خطۂ بلگرام این است که چون سید عمر بن سید بدر الدین
جد القبیله یکے از قبائل اربعه محله سید واره بخدمت شیخ ابو الفتح خلف الصدق
شیخ الهدیه قدس الله اسرارہما مرید گردید۔ و پیوند معنوی باین خاندانِ کرامت
درست کرد۔ چنانچه از مراۃ المبتدین که تصنیف سید شریف بن سید عمر مشار الیه است
صراحتًہ معلوم می شود۔ سید عمر بجناب شیخ ابو الفتح عرض کرد که شیوخ و ضعفاء وطن ما
از بعد مسافت کسب فیض حضور نمی توانند کرد۔ سیکے از مخدوم زادہا را رخصت
بلگرام باید فرمود که مردم آنجا اقتباس انوار سعادت نمایند۔ شیخ ابو الفتح رجوع به
روحانیت شیخ الهدیه قدس سرہٗ نمود و به رخصت مخدوم محمد رکن الدین مامور گردید۔
لهذا حضرت مخدوم قدس سرہٗ از خیر آباد به بلگرام تشریف آورد۔ و این خطه را از مقدم
گرامی به فراوان برکات معمور ساخت معاصر میر عبد الواحد اکبر صاحب سنابل
است قدس سرہٗ در یکے از قبالات شرعیه مشاہده افتاد که این عبارت به خط مبارک

غوثیت نمود۔

"اقرالمقرون المذکورون بالقسمة المسطورة فی الصدر عندی کتبہ

"خویدم العلماء محمد رکن الدین بخطہ"

تاریخ تحریر بالہ نوزدہم شہر محرم الحرام ۸ثمان والف۔ محل اقامت ایشان درجوار محلہ میدان پورہ درگوشہ شمال ومغرب ومرقد منور درمحوطہ محاذی مسجد شریف بزار ومتبرک بہ دلدار ارشد آنجناب حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ جامع علوم شریعت وطریقت بود و ابواب مرادات بروے طالبان می کشود۔ از صغر سن درظل رافت پدر بزرگوار قدس سرہٗ تربیت یافت وبہ شرف ارادت وخلافت والاسعادت اندوخت وبعد از انتقال والد ماجد رونق افزاے سجادہ کرامت گردید شبے درعالم رویا غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اورا اشارہ فرمود کہ درمقام بہتہ رفتہ از فرزندم عبداللہ جیلانی خرقہ خلافت حاصل کن وشیخ عبداللہ راہم درمعاملہ باللباس خرقہ امر شد۔ حضرت شیخ محمد قدس سرہ حسب الارشاد کرامت بنیاد از بلگرام بہ موضع بہتہ شتافت وخدمت شیخ عبداللہ قدس سرہٗ رادریافت وخرقہ خلافت پوشید۔ وبہ عنایات خاص الخاص ممتاز گردید۔ وبعدچندی بوطن اصلی معاودت نمودہ وبقیہ عمربہ ہدایت وارشاد گذرانید وطالبان بسیار رابہ مطلوب رسانید۔ اکنون برخے از ذکر شیخ عبداللہ بہتی قدس سرہٗ املاء وقت می شود۔

شیخ عبداللہ بن سید عمر بن سید حسین حبلی قدس اللہ اسرارہم۔ نسب ایشان بہ دوازدہ

واسطه به غوث الثقلین رضی اللہ عنہ منتهی می شود - خرقه از پدر بزرگوار خود پوشید
واکثرے از مشایخ کبار ہندوستان را دریافت و در موضع بهته من توابع دہلی طرح
اقامت ریخت و به رفاقت شیخ سلیم چشتی فتحپوری به سفرے رفت و سعادت
زیارت حرمین شریفین کرمهما اللہ تعالی اندوخت و عنان جانب ہند عطف نمود
و به اشارۂ شیخ در اجمیر قریب روضه خواجه معین الدین سنجری قدس اللہ سرہٗ اربعین
کشید - وچندی در آن مقام سعادت انجام کسب برکات نمود - به اشاره حضرت
خواجه قدس سرہٗ باز به موضع بهته عود کرده رحل اقامت افگند - وخلقی کثیر را به شرف
ارادت وہدایت مخصوص ساخت ہمه وقت با وضو مستغرق و مراقب می بود -
جہانگیر بادشاه به سعایت بعض مردم ایشان را از روے غضب طلب کرد - چون
روبرو شد دعاے خواند و سنگریزه پرتافت - بادشاه پرسید این چه بود گفت
براے دفع بلیات خواندم - بادشاه را از استماع قول حضرت سید دل نرم شد و به
تعظیم وتوقیر تمام رخصت کرد - عمر گرامی از صد سال متجاوز بود - روز جمعه دہم شہر
ربیع الاول ۱۰۳۷ سنه اسبع وثلثین والف به نزہتگاه اخروی خرامید آرام گاه
بهته عرس شریف مجمع عظیمی می شود -

آمدم بر سر اصل مطلب بعد از ارتحال حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ فرزند ارجمند
آنجناب مخدوم تاج معین الدین قدس سرہٗ صدر ارشاد را زیب و زینت بخشید
واو والا قدرے است از بس گذشتگی روح بپایاے مرتبۂ احدیت واز کمال سبک روحی

بلند پرواز عالم قدسیت در شیوۂ تقویٰ کامل عیار۔ و در دعوت اسما یکتائے روزگار
وہر گاہ او بہ کشور باقی انتقال نمود۔ کوکب آن آسمان شاہ امام الدین قدس سرہٗ در مقام
آبائے کرام پرتو افگن گردید۔ وعمر گران مایہ را بہ یاد الٰہی وتلقین اصحاب صرف ساخت
وفاتش در عشرۂ ثانی بعد مائۃ والف واقع شد۔ قبور سراسر نور این اکابر در جوار مزار مخدوم
محمد رکن الدین است۔ وشاہ یٰس قدس سرہ نخل پُر ومند حدیقۂ شاہ امام الدین قدس
سرہٗ مسند طراز آبائے کرام وچراغ افروز اجداد عظام است نور معنوی از جبینش جلوہ افروز
بود و عرصۂ روزگار از وجودش شرف اندوز۔ مزاجش بالتکلف ناآشنا وسلوکش باہمہ
کس بیک ادا۔ حقا کہ سراپا خلق مجسم بود ولطف مصور۔ وجوہر ہمتش بس بلند افتادہ
بود فتوح را ذخیرہ نمی ساخت۔ وبہ خبر گیری فقراء وارد وصادر شہرت پرداخت۔ اکابر
واعاظم شہر سررشتہ نیاز بدست داشتند ومردم شہر واطراف بیش از حصر بہ سعادت
ارادت بہرہ گرفتند۔ چہارم جمادی الاولیٰ ارسال حال یعنی ۱۱۶۶ھ ست وستین
مائۃ والف بہ نزہتکدۂ قدس خرامید۔ وبیرون حریم مخدوم محمد رکن الدین قدس سرہٗ قریب
زینہ مدفون گردید محرر اوراق گوید ؎

۱۱۶۶ھ	از جہان رفت آن بزرگ سرشت گفت تاریخ شمع بزم بہشت		شاہ یٰس آیت عرفان دوش پروانہ در انجمنے

وخلف الصدق او شاہ محمد حافظ سلمہ اللہ تعالیٰ در مقام پدر بزرگوار جلوہ نمود
وسجادۂ آبائے کرام را بہ تازگی رونق افزود۔ مبدء فیاض جل شانہٗ آن مقبول دلہا را

الی یوم القیام زینت پیرا ے این مقام دارد۔ بعد ختم کتاب شاہ محمد حافظ ملقب بہ حافظ میان بتاریخ بست و ہشتم ذی قعدہ ۱۱۷۳ھ ثلث وسبعین ومایہ والف دامن از خارزار امکان برچید۔ و در باغچۂ خود کہ متصل پورہ[۱] حیدر آباد جانب شمال محلہ میدانپورہ است مدفون گردید۔ مولف کتاب گوید ؎

وداع جہان کرد حافظ میان	چراغ بزرگان عرفان سرشت
شبے ہاتف غیب تاریخ او	بفرمود او شمع بزم بہشت ۱۱۷۳ھ

(۳۲) شاہ رکن الدین المعروف بہ شاہ آتا ولی

بن مخدوم تاج معین الدین بن مخدوم محمد بن مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی قدس اللہ اسرارہم از عقلاء مجانین است۔ صاحب جذبۂ قوی ونفس گیرا بود۔ ہرچہ برزبانش می گذشت حکم قضاء مبرم داشت وہموارہ در دلق درویشانہ مستانہ می گشت۔ وخوارق عادات بسیار ازو سربرزد۔ وفاتش بعد مایہ والف واقع شد۔ قبرش بیرون محوطۂ مزار مخدوم محمد رکن الدین متصل دیوار شرقی۔

(۳۳) سید تاج الدین حجرہ نشین قدس سرہ

ازسادات حسینی واسطی بلگرام ملقب بہ بیچ بہیہ ساکن محلہ میدانپورہ است نسبش

[۱] نام محلہ ایست واقع بلگرام ۱۲

بدین وجه - سید تاج الدین حجره نشین بن سید طیب بن سید بدلی بن سید حسین بن سید
فضل الله بن سید محمد بن سید فضل الله بن سید علاء الدین بن سید ابراهیم بن سید ناصر بن سید المسعود
بن سید سالار بن سید محمد صغری اقدس سرهٔ - در مراتب فقر یگانه می زیست و به یاد مولی
مشغول بوده قدم از حجرهٔ خود کم بیرون می گذاشت - لهذا او را حجره نشین می گفتند
صاحب مراة المبتدین گذارشش می نماید که :-

" او در بدایت حال مقید بخواندن بود - به جهت مطالعه کتاب در باغی که از شهر دور است
" می رفت و به مطالعه مشغول می شد - در آنجا با فقیری بے قید که شیخ پیارے نام داشت
" اتفاق ملاقات افتاد - آن فقیر او را به خود کشید - سید از خواندن باز ماند و لای خوار گشت - و مردم
" بسیار با و متابعت نموده بے قید و لای خوار شدند و بظاهر ملامتی گشتند - وے گفته پیر
" یک هفته مرا جائے بنشاند و فراموش ساخت - عرض کردم حق تعالی وحشتِ تنهائی از
" دوستان خود بر داشته است - چون این کلمه بشنید گفت کارت تمام شد -
" آورده اند شبے در هوائے گرما با اصحاب خود بیرون شهر بر آمد از بسکه هوا گرم بود با یاران گفت
" شاید بر نوک این درخت کلان بادی شد که سوزش برطرف کند فی الحال بر پرید و به نوک
" آن درخت برفت و ساعتے بنشست و باز آمد - یارانِ او اکثر اباحتے شدند و سبب یاران چند
" بار چند جا محبوس گشت - نزدیک بود که علما به کشتن او فتوی دهند - تا مدتے در حال وشانش
" مردم غلو بسیار داشتند - و غوغائے خرق عادت در عوام افتاد - و خواص به الحاد نسبت
" کردند - رفته رفته غوغائے مردم تسکین یافت و او از آن حالت فرود آمد - درین وقت

"درین وقت آن فقیر مرشد بے قید را بسیار پائید نیافت"، انتہی کلام مراۃ المبتدین۔

قبر سید تاج الدین در باغ شمالی محلہ میدانپورہ نزدیک مزار شہدا طرف آبادی حیدرآباد است

(۳۴) سید قاسم اسرار قدس سرہٗ

از مریدان سید تاج الدین حجرہ نشین بلگرامی و از قبیلۂ سادات بخاری الاصل بلگرام است کہ محلہ ایشان جانب شرقی محلہ سید وارہ واقع شدہ۔ پیر روشن ضمیر میخانۂ عرفان بود۔ و بہ ارادت طریق و ادارت رحیق اشغال داشت۔ مخموران بسیار بہ قدح گردانی او دماغ رسانند و دامن از غبار خودی افشاندند۔ سید تاج الدین فرمود "قاسم اسرار مراۃ این ملک است"۔ راقم الحروف گوید کلام سید تاج الدین بر وتیرۂ کلام سلطان المشایخ نظام الدین دہلوی قدس سرہٗ واقع شدہ کہ در بارۂ شیخ سراج الدین عثمان اودی بنگالی فرمود۔

"عثمان آئینۂ ہندوستان است"، فرق ہمین کہ بر زبان سلطان المشائخ قدس سرہٗ لفظ ہندوستان جاری شد۔ ہندوستان شامل جمیع ممالک ہند است۔ و بر زبان سیّد تاج الدین قدس سرہٗ این ملک جاری شد این ملک احتمال دارد کہ مراد مجموع ملک ہندوستان باشد و احتمال دارد کہ مراد بعض قریب نسبت بوطن متکلم باشد بہ قرینہ کلمہ این کہ موضوع برائے اشارۂ قریب است ظاہر امراد ثانی است چہ سلسلہ شیخ عثمان قدس سرہٗ در اقطار ہند شائع است و سلسلہ سید قاسم اسرار شیوعی ندارد۔ و معنی قول

سلطان المشائخ عثمان آئینہ ہندوستان است تواند بود کہ کشف اسرار عالم ملک و ملکوت در ہندوستان از وجود مصفای مجلای شیخ عثمان حاصل می شود مثل جام جم و آئینۂ اسکندر کہ بعضے اسرار این عالم از آنہا منکشف می شد با آنکہ حضرۃ حق جل و علا را در ہر ملکی و ولایتی از وجود اولیاے خود آئینہ ایست کہ جمال با کمال خود در آن آئینہ مشاہدہ می کند و خود را در آن مظہر بہ تجلی خاص جلوہ می دہد و در کشور ہندوستان آئینہ از وجود شیخ عثمان است واللہ اعلم۔ صاحب مراۃ المبتدین گذارش می نماید:۔

"سید تاج الدین اکثر طالبان حق را بہ سید قاسم اسرار حوالہ می نمود و ہر کہ احتیاج دین یا دنیا باو ظاہر می کرد اشارہ بہ سید قاسم می نمود۔ در مرض موت باو گفت جاے شما غرب رویہ شمس آباد کہ بلندی است از خدا مقرر شدہ نہ ہر اسید از غیب عمارت و مادۂ توکل بہم خواہد رسید۔ بعد موت او سید قاسم آنجا رفتہ بہ نشست دو سہ ماہ نگذشتہ بود کہ دولتمندی را بآن طرف گذر افتاد مسجد و خانقاہ و چاہ و روضۂ و باغ آنجا ساخت و وظیفہ معین گردانید" انتہی

سید العارفین میر شاہ لدھا قدس سرہٗ می فرمود۔ از خاک سید قاسم بوی عرفان می آید و علامہ مرحوم میر عبد الجلیل می فرمود۔ سید قاسم اسرار صاحب سخن بود گویا بر تو سید قاسم انوار بر ساحت احوالش تافتہ قاسم اسرار گردیدہ۔ و می فرمود وقتے دیوان او را در مستقر الخلافہ آگرہ دیدہ بودم اما نسخۂ دیوان در بلگرام مفقود است۔ آرامگاہش شمس آباد من لواتع قنوج۔

(۳۵) سید عمر بلگرامی قدس سرہٗ

از نژاد سید محمد صغری است برین طریق سید عمر بن سید بدر الدین عرف سید بڈھ بن سید ابراہیم

بن سید پیارہ بن سید حسن بن سید محمود عرف بدھن بن سید بدہ بن سید جلال الدین بن سید
ابراہیم بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہٗ۔ سید
بدرالدین عرف سید بدے پدر سید عمر جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلۂ سیدوارہ است
ودر سنہ ۹۸۷ سبع وثمانین وتسعمائۃ دامن از غبار ہستی افشاند و سید عمر از تلامذۂ خاص
سید السادات سید حسین دہلی وال بلگرامی بود۔ مدتہا در حلقۂ درس آنجناب تلمذ
نمود وسرمایۂ علوم ظاہر و باطن برداشت و دست بیعت بہ شیخ ابوالفتح فرزند
وصاحب سجادہ شیخ الہدیہ خیرآبادی قدس اللہ اسرارہما داد و مدتہا خدمت شیخ
کرد و ریاضتہا کشید۔ و بہ وطن مالوف بازگشت و در گوشہ خداپرستی عمر فنا ساخت
قبرش در موضع چاندپور جانب شرقی شہر است و بر سر مرقدِ او گنبدی تعمیر کردہ اند رحمۃ اللہ علیہ

(۳۶) سید شریف

خلف الصدق سید عمر مذکور قدس اللہ اسرارہما تحصیل علمی بخدمت والد خود
نمود و بطریق پدر گرامی دست ارادت بہ ذیل شیخ ابوالفتح قدس سرہٗ زد و خرقۂ خلافت
پوشید و از حقائق و معارف حظی وافر برگرفت و رخصت انصراف یافتہ در وطن
اصلی گوشہ نشین شد و دل بہ مبداء اصلی بربست۔ و بیشتر اوقات بہ مطالعہ کتب
سلوک و اقوال و احوال صوفیہ اشتغال داشت و نسخۂ مرأۃ المبتدین در احوال مشائخ
ہند کتابی متوسط مفید نوشت۔ و در جمیع کلمات مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کوشش

موفور بجا آورد - وازراہ ہضم نفس خود کتاب را بہ مراۃ المبتدین موسوم ساخت شکر اللہ سعیہ

(۳۷) سید کرم اللہ

از احفاد سید محمود اکبر بلگرامی است کہ سابقاً ذکر یافت برین نہج - سید کرم اللہ بن سید لطف اللہ بن سید حسن بن سید نوح المعروف بہ سید پیارہ بن سید محمود اکبر قدس سرہٗ وازینہا ذکر سید حسن در سلک فضلا می آید - سید کرم اللہ بزرگ عہد و عمدۂ عصر و متخلق بہ اخلاق الٰہی بود و در حدود ۱۰۵۱ھ سنہ احدی و خمسین والف بہ حکومت سہارنپور بوریا از طرف سید محمد کہ از سادات بارہہ و نوکران شاہجہان بادشاہ بود قیام داشت و آخر حال بدرگاہ شاہزادہ محمد شجاع بن شاہجہان بادشاہ بسر می برد شاہزادہ بعنایت تکریم و تبجیل میکرد و بعد برہم خوردن محمد شجاع در بلگرام خانہ نشین شد و اوقات گرامی بہ طاعت و ریاضت معمور می داشت - دوازدہم رجب المرجب ۱۰۷۳ھ سنہ ثلث و سبعین والف دل از جہان فانی برگرفت - برطبق وصیت او قبر او را بازمین ہموار کردند واز آثار خیر او ست مسجد در وسط محلہ میدانپورہ و بعد از مدتے سال تعمیر آن بہ خط خاص سید کرم اللہ در کاغذہائے کہنہ ۱۰۷۱ھ سنہ احدی و سبعین والف برآمد - و محرر سطور برای حفظ سنہ این قطعہ تاریخ در سلک نظم کشید ؎

کرم اللہ سید عالی	زبدۂ دودمان آل عبا
مسجدی ساخت از صفا معمور	کرد بنیاد او علی التقوی

من بنی مسجد الوجہ اللہ		کان مثواہ جنت الماویٰ	
ہاتفی گفت سال تاریخش		کرد تعمیر مسجد زیبا	

(۳۸) سید عبد النبی

بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم وارث کمالاتِ ابوین وجامع فضائل نشاتین بود سیما در فروع حنفیہ ید طولیٰ داشت، وہموارہ بہ افادۂ قال وافاضۂ حال می پرداخت۔ مستفید از خدمت پدر والاگہر خود است وخلافت از جناب میر سید محمد کالپوی قدس سرہٗ نیز داشت۔ ملاقات او با سلطان اورنگ زیب عالمگیر انار اللہ برہانہ واقع شد۔ سلطان اعزاز واکرام تمام بجا آورد وموازی صد بیگہ زمین از بلگرام بہ مدد معاش مقرر فرمود۔ وفاتش در سنہ ۱۰۹۴ھ اربع وتسعین والف خوابگاہش بلگرام۔ مرشد مجتہد زمان تاریخ یافتہ اند۔ ذکر فرزند ارجمندش میر سید مربی بعد ازین می آید انشاء اللہ تعالیٰ ودر ترجمۂ سید عبد النبی نام میر سید محمد قدس سرہٗ بہ نوازش سامعہ پرداخت ومن مخمور را سرخوش کیفیتی ساخت چہ سلسلۂ فقیر بواسطۂ سید العارفین بہ میر سید احمد خلف الصدق میر سید محمد قدس اللہ اسرارہم می رسد۔ لاجرم مناقب این دودمان قدسی مجملاً بر صفحۂ نیاز می نگارم ومنتے عظیم بر کام وزبان می گذارم۔

(۳۹) میر سید محمد الترمذی الکالپوی قدس سرہٗ

اصل ایشان از سادات صحیح النسب ترمذ است آباء کرام در مقام جالندر
من توابع لاهور سکونت داشته اند والد ماجد آن جناب میر ابوسعید به تصاریف روزگار
از وطن مالوف برآمده در دار الولایة کالپی طرح اقامت ریختند۔ حضرت میر سید محمد قدس
سرہٗ در عنفوان تحصیل بخدمت شیخ یونس نور اللہ مضجعه که عالم عامل و محدث کامل
بودند تلمذ کردند۔ وتا مطول تفتازانی نزد شیخ گذرانیدند۔ و اجازت حدیث فراگرفتند
شیخ یونس در حفظ شریعت عہ۔ البیار می کوشیدند۔ تشرع استاد در مزاج وہاج تاثیر تمام
کرد و نور متابعت نبوی سرتاپاے ایشان را فروگرفت۔ وتتمه کتب تحصیلی قدرے
بپیش مولانا عمر جاجموی روح اللہ روحه واکثرے در حلقهٔ درس شیخ جمال اولیا کوردی
قدس سرہٗ گذرانیدند۔ و در فضیلت صوری رتبهٔ بلند حاصل کردند و فاتحه فراغ
از شیخ جمال اولیا قدس سرہٗ گرفتند۔ وهم با حضرت شیخ در طریقهٔ علیهٔ چشتیه بیعت کردند۔
و اجازت سلاسل قادریه و سهروردیه و مداریه یافتند۔ حضرت شیخ ایشان را به عنایات
خاص الخاص نواختند۔ و امانات که از مشائخ سلاسل اربعه فرا رسیده بود همه را التسلیم نمودند
حضرت سید حسب الارشاد شیخ قدس سرہٗ از کوره در کالپی آمده پاے اقامت افشردند
و ببیاد رب الارباب تلقین اصحاب مشغول گردیدند۔ و بمراتب معدوده از کالپی برآمدند
یک مرتبه سفر جالندر پیش آمد به اراده این که در انجا رفته با دختر عشیره کدخدا شوند۔ چون به

اکبرآباد رسیدند با امیر ابوالعلا احراری قدس سرہٗ ملاقات کردند و در پائین مجلس اقدس
نشستہ حضرت امیر را عادت بود کہ از ایشان قہقہہ اکثر سر برمیزد بہ خاطر حضرت سید راہ
یافت کہ درویش و قہقہہ این چہ آئین است حضرت امیر از صدر مجلس جانب ایشان
نگاہی کردند و ارشاد نمودند کہ مولانای روم فرمودہ ؎

بر بیضۂ دل باش ہان مانند مرغ پاسبان		کز بیضۂ دل زاید مستی و شور و قہقہہ

بعد ازان برزبان مبارک آوردند قہقہۂ ما ازینجاست قریب بود کہ در بدن
حضرت سید رعشہ افتد بہ زور شرع خود را نگاہ داشتند و رجوع ناکردہ متوجہ جالندر
شدند وقت معاودت در ہر منزل حضرت امیر ابوالعلا قدس سرہٗ می دیدند کہ پالکی
سواری ایشان را جانب خود می کشد ناگزیر بعد رسیدن اکبرآباد التماس طریقہ علیہ
نقشبندیہ نمودند ۔ حضرت امیر باکمال التفات طریقہ را تلقین فرمودند حضرت سید
بہ کالپی آمدہ سالہا بآن مشغولی نمودند و بعد دہ سال بار دیگر بہ خدمت امیر قدس سرہٗ
رسیدند و چہار ماہ در صحبتِ اقدس کسب فیوضات فراوان نمودند و از جملہ اسفار
دالاسفر اجمیر است کہ بہ کشش خواجہ بزرگ قدس سرہٗ ضرور افتاد ۔ درین سفر خلف الصدق
ایشان میر سید احمد قدس سرہٗ در رکاب سعادت بودند روز وصول اجمیر بہادر خان
کنبو ناظم آنجا بیرون شہر باستقبال برآمد و لوازم خدمت باکمال نیازمندی بہ تقدیم
رساند ۔ ہشت روز دران مکان فردوس نشان توقف کردند ۔ ہر روز اول و آخر وقت
با صوفیان بہ زیارت مرقد مبارک می رفتند و گرد قبر مطہر مراقب می نشستند ۔ صاحب

معارج الولایہ در ترجمۂ آن جناب می نگارد کہ:۔

"چون او بہ زیارت خواجہ بزرگ مشرف گشت اثر بیہوشی او را دست داد۔ حضرت خواجہ بزرگ

" دران زمان دو تا برگ تنبول بوی عنایت فرمودند۔ چون بہ رفاقت

" آمد آن دو تا برگ تنبول در دست داشت۔ و بہ بتوت نیز درون روضۂ متبرکہ گردد بار وح آن

" حضرت ملاقات حاصل نمود۔ و بسا انوار و اسرار استفادہ کرد" انتہی۔

حضرت سید دوام دلی بریان و دیدۂ گریان داشتہ اند و در ہر مجلس یک رومال یا دو رومال از اشک جاری تر می شد و بست و شش سال از اواخر عمر علی الاتصال صائم بودہ اند اگر عارضۂ جسمانی لاحق می شد دوا وقت شب استعمال می کردند۔ اطبا ہر چند عرض می کردند کہ استعمال دوا وقت صبح انفع است در جواب می فرمودند کہ صحت و بیماری در دست مشیت باری ست اگر او سبحانہ و تعالیٰ صحت خواستہ است استعمال دوا وقت شب ہم نافع خواہد شد۔ پس چرا لذت صوم را برباد دہم۔ و در ایام منہیۂ شرعیہ غیر از یک بیرہ پان تناول نمی فرمودند۔ و آئین والا بود کہ در مجلس تلقین لفظ مبارک اللہ بشوق و جاذبۂ تمام بر زبان شریف می گذرانیدند و سامعان را از خود می ربودند۔ وقتے پسر چار پنج سالۂ ایشان کہ بہ غایت مقبول بود وفات کرد۔ تا سہ روز لب بہ اظہار آن کلمۂ شریفہ نہ کشادند۔ تا درد و غم فوت پسر بہ محبت آلہی تعالی شانہٗ ممزوج نہ گردد۔

حضرت سید در اواخر عمر عیسوی المشہد بودہ اند۔ و در مقام قطبیت کبریٰ متمکن۔

وعیسوی المشہد بودن عبارت ازین ست کہ چنانچہ احیاءِ اموات از عیسیٰ علیہ السلام
واقع شد احیاءِ قلوب ازین شخص واقع می شد ۔

شیخ کمال افسری قدس سرہٗ کہ از جملہ خلفاءِ خاص حضرت سید وکبراؤ راہ دین است
وبختاور خان نام اورا در تاریخ مراۃ العالم[۱] در محل شعرا ذکر کردہ در مثنوی راح وریحان
در مدح حضرت باین مقام اشارہ می کند ومیگوید

دمِ عیسیٰ اگر احیاءِ گِل کرد		دمِ جان بخشِ او احیاءِ دل کرد	
بود بر صبح روشن کار این دم		گر استادانِ این کار است او ہم	

از مصنفات شریفہ تفسیر سورۂ فاتحہ وروائح بہ عبارت عربی ورسالہ تحقیق روح
واسرار التوحید وارشاد السالکین ورسالۃ الفنا وعقائد صوفیہ ورسالۂ عمل ومعمول و
رسالۂ واردات دران وقت کہ علماءِ ظاہر بر رسالہ تسویۂ شیخ محب اللہ الہ آبادی
قدس سرہٗ ہنگامہ برپا کردند وسلطان اورنگ زیب انار اللہ برہانہ رارسانیدند کہ
این رسالہ سخنان مخالف شرع شریف دارد وسلطان حکم فرمود کہ درویشان قلمرو
پادشاہی را در معسکر سلطانی احضار نمایند واز مقالہ ہرکدام استعلام نمایند شیخ محمد افضل
الہ آبادی قدس سرہٗ از رسالۂ واردات اندیشیدند کہ در غلبہ حالات رقم زدۂ کلک ارشاد
گردیدہ ہرچند دل شیخ قدس سرہٗ نمی خواست کہ بشویند لکن دران ایام کہ آتش فتنہ

[۱] کتاب مراۃ العالم تصنیف بختاور خان بسیار کمیاب است ودر کتاب خانہ مولوی سید حسین صاحب
بلگرامی المخاطب بہ نواب عماد الملک بہادر دام ظلہم موجود تاحال چاپ نشدہ ۔ ۱۲

سخت مشتعل بود نگاہداشتن ہم مصلحت نمی دیدند - لاجرم آب در ظرف کلان چوبین پُر کردہ آن رسالہ چہار ورقی را انداختند کہ چون کاغذ کالپی در آب زود متلاشی می گردد خود بہ خود محو خواہد شد - غرض شیخ اینکہ بدست خود در ازالہ خط سعی نہ کردہ باشند تمام شب در آب بود - ورقے و سطرے محو نہ شد - دم صبح این حال مشاہدہ نمودہ بخاطر آوردند کہ مرضی حضرت سید قدس سرہٗ آن است کہ این رسالہ باشد - خشک کردہ نگاہ داشتند - شیخ محمد یحییٰ الٰہ آبادی قدس سرہٗ در کتاب اعلام الانام می گوید :-

"من آن رسالہ را بعینہا با رسائل دیگر از تصانیف حضرت سید قدس سرہٗ یک جا جلد کردہ حرز جان و ایمان خود دارم"

وصال اقدس بست و ششم شعبان روز سہ شنبہ ۱۰۷۱ھ احدی و سبعین و الف واقع شدہ - آسایش گاہ کالپی راقم الحروف گوید :-

میر سید محمد ذی شان		غوث عالم یگانۂ آفاق	
رفت قطب زمان بسوئے جنان ۱۰۷۱ھ		گفت تاریخ رحلتش آزاد	

(۴۰) میر سید احمد بن میر سید محمد الکالپوی قدس اللہ اسرارہما

وارث ولایت محمدیہ و حامل رابیت احمدیہ اند - از عنفوان نشو و نما فروغ رشد و نور ولایت از جبین ہمایون می تافت - مبدء فیاض تعالیٰ شانہٗ جمال صوری و کمال معنوی ہر دو باہم ارزانی داشتہ - و جمیع صفات رضیہ و سمات مرضیہ بیمانشیمہ بذل

وایثار و مروت در عنصر لطیف ودیعت گذاشته۔ ابتداءِ حال دامن سعی واکتساب دانشِ
صوری برزدند۔ وچندی نزد والد ماجد قدس سرہٗ تحصیل نمودند۔ واز حسامی اصول
تا تفسیر بیضاوی نزد شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہٗ گذرانیدند۔ ودست بیعت
بہ حضرت والد قدس سرہٗ دادند۔ وطریقۂ محمدیہ را بہ کمال اعتنا ورزیدند۔ ودر عمر بست
وچہار سالگی بر مسند حضرت والد قدس سرہٗ نشستند۔ ومجلس ارشاد و تلقین گرم ساختند
حق تعالیٰ حظی وافر از اعتبار و اشتہار ارزانی فرمود۔ وسدۂ سینہ را قبلۂ حاجات
وضیع و شریف ساخت۔ باوصف این دقیقہ از دقائق فقر و انکسار فرو نمی گذاشتند
وچون آفتاب عالم تاب پرتو التفات بر ہمہ کس یکسان داشتند۔ حضرت والد
را در بارۂ ایشان کمال عنایت بود فرمودند محمد و احمد یکے است۔ ونیز روزے کہ از
مزار فائض الانوار خواجہ بزرگ معین الدین چشتی قدس سرہٗ رخصت شدند۔ فرمودند
حضرت خواجہ قدس سرہٗ بار ار رخصت کردند۔ ودستار بر سر سید احمد بستند۔ وفرمودند
کہ مجلس چشتیہ گرم سازد۔ ازینجا است کہ آنجناب بہ سماع میل تمام داشتند۔ وباوصف
احترام حضرت والد قدس سرہٗ در حین حیات ایشان بہ سماع و سرود علانیہ می پرداختند
وبعد انتقال حضرت والد در ایام عرس شریف ہم مجلس سماع آراستند۔ شیخ محمد افضل
الہ آبادی قدس سرہٗ این خبر شنیدہ از الہ آباد نامہ و پیام فرستادند کہ آمدن من در ایام
عرس محال شد کہ موافقت یاران نتوانم۔ وخلاف یاران ہم نتوانم کرد۔ حضرت
قدس سرہٗ در جواب دو نامہ پیہم نوشتند وبہ تاکید تمام طلب داشتند۔ شیخ محمد افضل

بعد وصول نامۂ اخیر بہ کالپی تشریف بردند حضرت لعبد قدوم ایشان سرود موقوف کردند۔ اما تا سہ روز طعام نہ خوردند۔ و درین روزہا ہر مرتبہ کہ با شیخ ملاقات می شد از دست ناصحان و مریدان حضرت والد قدس سرہٗ کہ در باب سماع ہنگامۂ ملامت گرم ساختہ بودند شکایت می کردند۔ آخر الامر روز سیوم ہمان شکایت سر کردند۔ شیخ در تسلیہ مبالغہ بہ کار بردند۔ تا آنکہ وقتِ نماز عصر رسید نماز را ادا نمودہ باز بر سر ہمان گفتگو رفتند۔ و بعد نماز مغرب نیز آن سلسلہ انقطاع نہ پذیرفت خادمت شیخ علاج منحصر دران دیدند کہ پرسیدند۔ قوالان کجا اند۔ آنہا گفتند حاضریم فرمود۔ چرا بہ کار خود مشغول نمی شوید۔ قوالان اجازت یافتہ سرگرم کار شدند و خاطر حضرت شاد گردید فرمودند۔ میان جیو؟ من ہم سرود بکنم۔ رومال و تسبیح بدست گرفتہ ایستادند و لفظ مبارک اللہ بر زبان آوردند۔ در حاضران اثرے عظیم کرد جمعی بے خود افتادند و حضرت شیخ قوالان را اجازت دادہ خود از مجلس برآمدند۔

مخفی نہ ماند کہ میر سید احمد قدس سرہٗ شیخ محمد افضل الہ آبادی را از ایام صغر سن میان جیو می گفتند۔ قوتِ تاثیر توجہ حضرت قدس سرہٗ کالشمس فی رابعۃ النہار اشتہار دارد۔ بر ہر معتقد و منکر کہ توجہ می فرمودند فی الفور از خود می رفت۔

شخصے بہ خدمت حضرت آمد و گفت سختے دلِ من بجائے رسیدہ کہ در فوتِ مادر و پدر و زن و فرزند گریہ نہ کردہ ام۔ ترا نشان می دہند کہ مردم را در گریہ می آری بر من ہم توجہی بکن۔ حضرت ہر دو دست او را بہ ہر دو دستِ خود محکم گرفتہ بہ جذبا تپیدند

وسہ بار بہ وحشتِ تمام بہ گفتند۔ نخواہی گریست؟ بار سیوم سر دادند۔ آن شخص بر زمین افتادہ ہائے ہائے می گفت وزار زار می گریست۔ بعد دیرے بہ افاقہ آمد و مرید شد۔

یکے از مخلصان جامہ دوختہ بر سبیل نیاز آورد۔ والحاح کرد کہ بہ لبس آن نوازش فرمایند۔ وقت نماز جمعہ ہمان جامہ پوشیدہ متوجہ نماز شدند۔ بعد ادائے نماز شخصے کہ دم تشرع می زد بر طول آستین اعتراض کرد۔ آستینِ خود را بدستِ او دادند و آستین او را بدستِ خود گرفتند۔ در آستینِ او آن قدر زیارت فاحش نمودار شد کہ باعث انفعالِ او گردید۔ و آستین ایشان تا بندِ دست بود۔ در طبقات شعرانی آوردہ "وکان علی رضی اللہ عنہ قطع منکم قمیصہ مازاد علی دوس الاصابع وکذلک عمر رضی اللہ عنہ"

ہنگامیکہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر انار اللہ برہانہ بہ واسطہ رسالہ تسویہ حکم فرمود کہ درویشان ممالک محروسہ را بہ حضور خلافت طلب نمایند و اسامی فقراء بلادِ ہندوستان را نوشتہ از نظر سلطانی گذرانیدند۔ نام نامی میر سید احمد ہم نوشتہ بودند سلطان بر نامِ ایشان بہ خط خاص نوشت۔ "برحمت حق پیوست"، چہ ایشان انتقال کردہ بودند۔ سلطان مطلع بود و کاتب اسامی اطلاع نداشت۔ و اسم شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہ نیز بہ تحریر درآوردہ بودند۔ سلطان بر اسم ایشان دائرہ کشید و بر نام حاجی محمد ولی قلمی فرمود کہ "این برادر طریقت شیخ محمد افضل است این خاندان نقوی است انہما از وسوسہ سوء العقیدہ مبرا اند" آخر الامر طلب درویشان موقوف

شد - حضرت سید احمد قدس سرہٗ بر سنت والد ماجد خود یک مرتبہ بزیارت اجمیر شریف رفتہ اند - واز روحانیت خواجہ بزرگ قدس سرہ فیوض وا فر اندوختہ وصال حضرت نوزدہم ماہ صفر ۸۸۴ھ اربع وثمانین والف آرامگاہ کالپی وایشان را سہ پسر والا گہر بوجود آمد شاہ فضل اللہ وسید سلطان مقصود وسید سلطان مسعود اما شاہ فضل اللہ قدس سرہٗ جامع دانش صورت ومعنی بودند - وبر روش پدر وجد بزرگوار قدمی راسخ داشتند شیخ محمد افضل الہ آبادی فرماید ؎

عمان فضل سید فضل اللہ آنکہ ہست		بر شان نفرش از عمل وعلم دو گواہ	

عنصر گرامی ولایت مجسم بود وذوق وشوق از ہر موتراوش می کرد وبذل وکرم وسائر صفات رضیہ بہ مرتبۂ اتم داشتہ اند - وقتے قحط شدید افتاد وچند سال امتداد کشیدہ عالمے را بہ معرض تلف در آورد - آنجناب درشبانہ روز یکبار جز اندک غذائی کہ سد رمق می تواند شد نمی خوردند وبہ قدر دسترس بر محتاجان ایثار می نمودند - چہار دہم ذی الحجہ ۱۱۱۱ھ احدی عشر ومائۃ والف بہ ملک قدس خرامیدند - فرزند وجانشین آن جناب سلطان ابو سعید قدس سرہٗ از کمل اولیا بودند - صاحب دوام حضور وذوق وسرور وقتیکہ شاہ فضل اللہ قدس سرہ ازین عالم رحلت کردند خلف الصدق ایشان سلطان ابو سعید وبرادر ایشان سید سلطان مقصود ہر کدام نامۂ طلب سید العارفین میر شاہ لدھا بلگرامی قدس سرہ نوشتند - سید العارفین حسب الطلب صاحبزادہا بہ کالپی شتافتند - ودر آنجا تمامی خلفاء این دودمان والا مثل شیخ محمد افضل

الہ آبادی و شیخ عبدالحکیم موہانی جمیع آمدند۔ و در صاحب سجادگی اختلاف شد۔
اتفاق جمہور بر آنکہ صاحب سجادگی بہ میر سید سلطان مقصود مقرر شود کہ ایشان
پسر سید احمد اند۔ و سلطان ابوسعید نبیرہ و نیز سید سلطان مقصود صاحب علم و فضل
واسن اللہ قبیلہ اند۔ سید العارفین فرمودند این چہ اندیشہ است صاحب سجادگی
پدر حق پسر باشد۔ و علم باطن موقوف بر علم ظاہر نیست کہ این تعلق بہ زبان دارد و
آن تعلق بہ دل انشاء اللہ تعالی از برکت آباء کرام ایشان نیز رشید دودمان و قبلۂ
عالمیان می شوند۔ بعد ازان سید سلطان مقصود سید العارفین را در خلوت طلبیدہ
از روے تواضع عنایت کردند کہ شما بجاے میر سید احمد ید۔ اگر حق پدر بہ پسر می رسد
می باید کہ دستار میر سید محمد بر سر من بستہ شود و دستار شاہ فضل اللہ بر سلطان ابوسعید
سید العارفین عرض کردند کہ حضرت میر سید محمد دستار کہ بر سر خود بستہ بودند حق تعالی شما را
از شہ علم و فضل عطا کردہ است چنان کنید کہ دیگران دستار شما بر سر بندند نہ آنکہ شما محتاج
غیر باشند و استعارہ حق دیگرے کنید۔ و بہ سعی سید العارفین صاحب سجادگی بر سلطان
ابوسعید قرار یافت و عنقریب کرامت سید العارفین بہ ظہور رسید۔ چہ بہ حکم قضا و قدر
در اندک فرصت نسل سید سلطان مقصود منقرض شد ایشان پسرے گذاشتند سلطان
محمد اعظم نام در ایام جوانی جہانِ فانی را وداع نمود۔ و او پسرے گذاشتہ کہ در صغر سن در
کنار لحد خوابید و عقبی نماند انا للہ و انا الیہ راجعون سلطان ابوسعید قدس سرہ در سنہ ۱۱۳۶
ست و ثلثین و مائۃ و الف براے ملاقات سید العارفین قدس سرہ بہ بلگرام تشریف آوردند

وکلبهٔ ارادتمندان خود را به خورشید جمال اقدس نورانی ساختند - آن جناب اکثر معانی عرفان در لباس شعر ادا می نمودند و عرفان تخلص می کردند - از نتایج والا است ه

دیروز که دل رفت ز کاشانهٔ ما	لیلی گویان برون شد از خانهٔ ما
امروز شنیدم انا لیلی می گفت	گلبانگ دگر شنو ز دیوانهٔ ما

وصال ایشان در سنه ۱۱۴۷ سبع واربعین ومائة والف واقع شد - محرر اوراق گوید ه

آن شاه ابوسعید قطب عرفان	شد منزل آن سید اکمل فردوس
دریاب که از آیهٔ قرآن مجید	تاریخ نوشتم یرثون الفردوس ۱۱۴۷

فرزند ارجمند ایشان سید احمد سعید سلمه الله تعالی امروز زیب افزائی سجادهٔ آبا و کرام و خضر راه سرگشتگان بادیهٔ عوام اند - چون فقیر به ارادهٔ حجاز فیض طراز از بلگرام برآمد - و بر موضع چوره این طرف دریای جمن عبور افتاد صحبت بابرکت ایشان را دریافت - ۱۱۵۱ سید سلطان مقصود پسر دوم میر سید احمد قدس الله اسرارهما ابتدای حال مدتی به تحصیل علم پرداختند - و از خدمت سید سعد الله بن سید مرتضی بلگرامی که ذکر ایشان می آید اکثر فنون درسی کسب نمودند - و در ایام اقامت بلگرام هر روز به خدمت سید العارفین قدس سره می رسیدند و تلقین بعضی اشغال طریقهٔ رشیقهٔ احمدیه می گرفتند - بعد فراغ تحصیل به کالپی مراجعت فرمودند - و جمیع کتب متداوله را به وقت تمام درس می گفتند و بر اکثری از کتب درسی حواشی به قلم آوردند - و بر شرح هدایة الحکمة میبذی - و بر شرح قصیدهٔ برده که از قاضی شهاب الدین ملک العلما است حاشیه مدون تعلیق کردند -

اما اجل فرصت نداد کہ حواشی متفرقہ شیرازہ جمعیت پذیرد- واکثر مسودات از بے تدبیری

پس ماندگان ضائع شد- انتقال ایشان درماہ صفر ۱۱۲۳ سنہ ثلث وعشرین ومائۃ

والف اتفاق افتاد-

اما سید سلطان مسعود مشہور بہ میان صاحب پسر سیوم میر سید احمد قدس اللہ اسرارہما

ولادت آن جناب در سنہ ۱۰۸۲ اثنین وثمانین والف دست داد- نیک بخت- کہ ترجمہ

مسعود باشد تاریخ است - دو سالہ بودند کہ حضرت والد ایشان قدس سرہ انتقال کردند

آن جناب بعد وصول بہ سن تمیز بسیارے از خلفا ومریدان پدر وجد بزرگوار را دریافتند

مثل شیخ محمد افضل الہ آبادی وشیخ عبد الحکیم موہانی وسید العارفین میر شاہ لدہا بلگرامی

وغیرہم قدس اللہ اسرارہم واجازت ارشاد از شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہ گرفتند

وچون برادر اکبر ایشان شاہ فضل اللہ قدس سرہ رحلت کردند آن جناب از کالپی

برآمدہ بہ سکندرہ بر مسافت یک منزل از کالپی این طرف آب جمن رحل اقامت افگندند

ومدۃ العمر طالبان را بہ سوے حق دعوت نمودند- ودر سنہ ۱۱۵۴ اربع وخمسین ومائۃ والف

داعی حق را لبیک اجابت گفتند- فقیر ایشانرا دو کرت دیدم- وگلہاے فیض از محفل بہشت

آئین بر چیدم کرت اولی در بکن پور کہ بہ تقریب عرس شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ در انجا

تشریف آوردہ بودند وفقیر ہم بہ عزم زیارت مزار فائض الانوار وارد شدہ بود- واقعہ

شہر جمادی الاولی سنہ ۱۱۴۲ اثنین واربعین ومائۃ والف وکرت آخری در سکندرہ وقت

معاودت فقیر از سفر سند واقعہ ماہ شعبان سنہ ۱۱۴۷ سبع واربعین ومائۃ والف -

(۱۴) شیخ عبدالحفیظ فرشوری بلگرامی

از قبیلۂ متولیان این شہر است۔ در عنفوان شباب از وطن مالوف بہ درد خدا طلبی بر آمدہ در کالپی بہ سدۂ سنیہ میر سید محمد کالپوی قدس سرہٗ پیوست۔ وچہار ماہ پیش از وصال حضرت قدس سرہٗ بہ شرف ارادت والا استسعاد یافت۔ واکثر اوقات در صحبت شیخ عبدالحکیم سوہانی گذرانید و فایدہا اخذ نمود۔ شیخ عبدالحکیم سوہانی از کمل خلفاء میر سید محمد کالپوی قدس سرہٗ بودہ وبست وہفتم ذی الحجہ ۲۵ اخمس وعشرین ومائہ والف در سوہان محفوف سرادق رضوان گردیدہ شیخ عبدالحفیظ اگرچہ مرید میر سید محمد است قدس سرہٗ۔ اما نعمت فراوان از غرۂ ناصیۂ ولایت میر سید احمد قدس سرہ فرا گرفت۔ ومثال خلافت واجازت حاصل نمود۔ نسخۂ اجازت نامۂ او کہ آنحضرت بہ خط واملاء خاص تحریر فرمودند این است:۔

"چون فقیر حقیر احمد بن محمد شیخنت پناہ حقائق آگاہ شیخ عبدالحفیظ را دید کہ بہ جمیع وجوہ آراستہ است
"وبہ شریعت غرا پیراستہ بعد از اتمام سومی الیہ سلوک طریقت اجازت داد کہ ہر کہ خواہد کہ توبہ
"نماید یا طریق حق خواہد وبہ آن شیخنت پناہ رجوع آرد بے تامل وبے درنگی اجرا ونفع نماید۔ چنانچہ
"براین معنی عارف شیراز اشارت نمود ؎

"اگر شراب خوری جرعہ فشان برخاک		در آن گناہ کہ نفعی رسد بہ غیر چہ باک

"خداوند سبحانہ مشار الیہ را مقبول خویش ومقبول خلق گرداناد۔ بالنون والصاد" انتہی۔

(۴۲) سید درگاہی بلگرامی قدس سرہٗ

بن سید عبد الخیر المعروف بہ سید کھاسی بن سید درویش بن سید حاتم بن سید بدر الدین عرف سید بدلی جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ اوائل حال قدم در طلب علم گذاشت وقصبات اطراف بلگرام راسیر و دور کرد۔ ونزد علماء عصر کتب درسی علی الترتیب تحصیل نمود وبہ خدمت قاضی علیم اللہ گجندوی فاتحہ فراغ خواند۔ واز مراتب قال بہ منازل حال افتاد وبہ جناب شیخ عبد الرسول عم حقیقی قاضی علیم اللہ مسطور ومرید وخلیفہ شاہ مجا ساکن لاہرپور من توابع خیرآباد دست ارادت داد وتربیت ہائے باطنی یافت۔ آخر عنان بوطن اصلی منعطف ساخت وتادم واپسین بہ شغل درس ویاد الٰہی بسر آورد۔ ودر عشرۂ ثانی بعد مائۃ والف از تنگنای امکان بہ وسعت آباد لامکان شتافت۔ آرامگاہش بلگرام رحمۃ اللہ علیہ

(۴۳) میر سید مبارک محدث بلگرامی قدس سرہٗ

صحیح الاصول والفروع بود۔ وکوس احیاء سنت۔ وازالہ۔ بدعت می نواخت در علوم ظاہری وباطنی یگانہ۔ ودر تقوی وطہارت ممتاز زمانہ می زیست۔ نسبش برین طریق سید مبارک بن سید فخر الدین بن سید سہار بن سید بیارہ بن سید بدر الدین جد القبیلہ ولادت او ہشتم شعبان المکرم سنہ ۱۰۳۳ ثلاث وثلثین والف دست داد

در عنفوان شباب کمر سعی به تحصیل علم بربست - و از بدایت تا نهایت علوم بر نہج وقت و اتقان تحصیل نمود - در مبادی حال نسخ تحصیلی نزد میر سید طیب بن میر عبد الواحد قدس اللہ اسرارہما و دیگر فضلاء بلگرام و اطراف آن استفادہ کرد - و در ۱۱۶۱ھ سنہ احدی وستین والف بہ ارادہ اکتساب علم بہ دہلی تشریف برد - و در انجا مطول تفتازانی بہ خدمت خواجہ عبد اللہ المشہور بہ خواجہ خرد بن خواجہ باقی باللہ نقشبندی قدس اللہ اسرارہما گذرانید و از اول تا آخر ایام اقامت دہلی در خانہ شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق قدس اللہ اسرارہما سکونت ورزیدہ و علم حدیث از آنجناب اخذ کرد و درین فن اشرف مہارتی عالی بہم رساند - و تمام عمر در خدمت کلام نبوی فنا ساخت و بہ لقب محدث بلند آوازہ گشت و لہذا او را درین کتاب بہ قطب المحدثین یاد کردہ ایم - و ہفتم رجب المرجب ۱۰۶۴ھ سنہ اربع وستین والف بہ خدمت شیخ نور الحق قدس سرہٗ فاتحہ فراغ علوم خواند - وہم در دہلی روز یکشنبہ چہاردہم شوال ۱۰۷۴ھ سنہ اربع وسبعین والف بہ جناب میر سید عبد الفتاح العسکری الاحمد آبادی قدس سرہٗ در سلسلہ علیہ قادریہ دست بیعت داد - و بعد احراز این ہمہ ملکات شریفہ بہ وطن اصلی عود کرد و بر مسند توکل و قناعت متکی گردید - و بقیہ عمر گرامی بہ تدریس علوم سیما حدیث شریف و ریاضت و یاد باری عز شانہ صرف نمود - و در امر معروف و نہی منکر بہ جد بود و ہیچکس مجال نداشت کہ در حضور اقدس سرموئی از جادہ شرع متین انحراف نماید - بعضے فرزندان آنجناب در حین حیات ایشان قضا کردند اصلا مرتکب رسوم تعزیہ خلاف شرع نشد - وقتی

غیرت خان حاکم لکھنو به اوراک شرف خدمت آمد - خان پایچه زیر جامه دراز شکن دار نامشروع پوشیده بود - میر اعتراض کرد - غیرت خان احتساب میر را قبول داشت وهمان وقت پایچه زائد را به دست خود قطع کرد -

میر بسیار لطیف طبع نکته سنج لطیفه گو بود - وبا وصف این مهابتی داشت که زهرهٔ مردم در حضور مقدس آب می شد - ومعاش به وضع صفا ونزاکت می کرد - نشستگاه خاص وپیش مسجد چنان مصفا وپاکیزه می داشت که نمونهٔ سینهٔ صاف دلان و دیدهٔ پاک بینان توان گفت - وگویا راقم الحروف این بیت را از زبان میر گفته باشد

حباب خوش نشیم می زیم به وضع صفا		ز آب صرف بنا کرده اند منزل من	

استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی طاب ثراه می فرمود روزے شرف خدمت حضرت میر دریافتم - برائے تهیهٔ وضو برخاسته بود ناگاه بر زمین افتاد - به سرعت تمام شتافته نزدیک رفتم بعد ساعتے افاقت آمد - کیفیت استفسار کردم بعد مبالغه بسیار فرمود سه روز است که مطلقا از جنس غذا میسر نیامد - ودرین سه روز با هیچکس لب به اظهار نه کشود ووام نه گرفت - مرا بسیار رقت دست داد - فی الفور از آنجا به مکان خود شتافتم وطعامی شیرین که مرغوب ایشان بود مهیا ساخته حاضر آوردم - اول خود بشاشت بسیار ظاهر نمود ودعاها کرد - بعد از آن فرمود سخنے گویم بشرطیکه شما گران خاطر نه شوید - گفتم حضرت بفرمایند فرمود در اصطلاح فقرا این را طعام اشراف گویند - هر چند نزد فقها اکل آن جائز است ودر شرع بعد از سه روز میته حلال - اما در طریقهٔ فقرا اکل طعام اشراف جائز نیست - من

چون این حرف شنیدم بے چون وچرا برخاستم وطعام راہمراہ گرفتہ از آنجا برآمدم وبیرون در زمانے توقف کردم - وطعام راباز آوردم وعرض کردم - کہ ہرگاہ بندہ طعام رابرداشتہ برد حضرت راتوقع بود کہ باز خواہم آورد - فرمودنے گفتم حالا کہ این طعام بے توقع حضرت آوردہ ام طعام اشراف نماند - حضرت میر ازین تاویل حظی کرد وفرمود شما عجب فراستی بہ کار بردہ وطعام را بہ رغبت تمام تناول فرمود -

والیضاً استاد المحققین می فرمود کہ چون علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بہ خدمت بخشی گری ووقائع نگاری گجرات شاہ دولا از پیشگاہ سلطان اورنگ زیب انار اللہ برہانہ منصوب شدہ از دکن بہ بلگرام تشریف آورد - واز بلگرام عازم گجرات شد - مرا تکلیف مرافقت کرد - قبول کردم - وبہ خدمت حضرت میر ارادۂ خود اظہار نمودم فرمود عمر من بہ پایان رسیدہ می خواہم کہ درین وقت جدا نہ شوید و بر جنازہ من حاضر آیید من متامل شدم کہ رفاقت علامۂ مرحوم ضروری بود - حضرت میر در مراقبہ رفت وبعد از دیر سر برآوردہ فرمود بروید - امید ہست کہ یک بار دیگر ہم ملاقات دست دہد آخر چنان شد - سالے کہ حضرت میر انتقال کرد علامۂ مرحوم را ضرورتے داعی شد کہ مرا از گجرات بہ بلگرام روانہ ساخت بعد وصول بلگرام در اندک فرصت میر ازین عالم رحلت کرد - وامامت نماز جنازہ بہ من وصیت فرمود - ملک بدہی بلگرامی ساکن محلہ سکنت از معتقدان حضرت میر اکثر اوقات حاضر الخدمت می بود - روزے حی فرمود فلانے ہمیشہ نزد ما حاضر می باشد - اما بہ جنازہ من حاضر نہ خواہد شد چون میر را مرض موت عارض شد ملک بدہی شبا روز خود را حاضر می داشت - اتفاقاً

متعلقان میر دران ایام عسرت می کشیدند۔ و در عین روز وفات ملک بدہی در فکر قوت متعلقان میر جانب دہی رفت۔ و عقب او قضیۂ وفات رو داد ہمین کہ خاک مرقد ہموار می کردند۔ ملک بدہی در رسید و خاک حسرت بر سر کردن گرفت۔

نواب اکرم خان بن نواب شیخ میر عالمگیری در خدمت میر اعتقاد عظیم داشت و خدمات شایستہ بہ تقدیم رساند۔ و میر از محلہ سید وارہ و عشیرۂ خود بر آمدہ جانب شرقی شہر و ہمیدانی اقامت گزید۔ و رعایا آباد کرد و مسجد و منازل سکونت تعمیر نمود۔ و گرد آبادی سوری محکم از خشت و گچ کشید۔ تا از آسیب دزدان و وحوش و سباع محفوظ باشد و بیشتر قوم حایک آباد کرد کہ اینہا اکثر دیندار نماز خوان می باشند۔ و مقرر کرد کہ رعایای مسلمین ہر پنج وقت در مسجد حاضر شوند و نماز را بہ جماعت ادا کنند۔ حایکی عذر آورد میر سبب استفسار کرد گفت چون بہ نماز می آیم از کار باز می مانم و نقصان در اجرت من راہ می یابد۔ میر پرسید ہر روز بہ قدر وقت نماز چہ مقدار نقصان راہ می یابد گفت یک پیسہ میر فرمود یک پیسہ از ما باید گرفت و نماز باید خواند۔ قبول کرد۔ روزی ہمین حایک در مسجد آمد و طہارت ناکردہ بہ نماز ایستاد۔ میر وحشت کرد کہ نماز را بے طہارت می خوانی؟ جواب داد کہ بہ یک پیسہ دو کار نمی توان کرد۔ میر بے اختیار خندہ زد و پیسۂ دیگر برای وضو اضافہ کرد۔ رفتہ رفتہ حایت را رغبت دلی در نماز بہم رسید و از تقاضاے اجرت در گذشت۔ عمارت مسجد در حین حیات میر خام بود۔ قبل انتقال خود وصیت فرمود کہ کتب مرا فروختہ مسجد سازند۔ مسجدے کہ الآن موجود است بعد وفات میر بہ اہتمام سید محمد فیض بن

سید محمد صادق که ذکرش در سلک فضلا می آید در سنه ثمانیه عشر و مائة و الف تعمیر یافت۔ وصال مبارک روز دوشنبه یک پاس روز برآمده بستم شهر ربیع الاخر سنه ۱۱۱۵ھ خمسة عشر و مائة و الف واقع شد۔ علامه مرحوم میر عبدالجلیل بلگرامی گوید ؎

مقدس گهر میر سید مبارک	جو فرمود در بحر رحلت شناه
پی رحلتِ آن مطهر سرشت	خرد گفت تاریخ رضوان پناه ۱۱۱۵ھ

فرزند و صاحب سجادهٔ او میر سجاد طالب مثواه فاضل بود۔ کتب درسی نزد والد ماجد خود و استاد المحققین میر طفیل محمد قدس الله اسرارهما عبور نمود۔ و در نهایت خلق و شکستگی می گذرانید۔ و تخم عمل صالح در مزرع زندگی می افشاند بست و پنجم رمضان سنه ۱۱۶۱ھ احدی و ستین و مائة و الف در ریاض جاودانی آرمید۔ و پایان مرقد والد بزرگوار متصل دیوار بیرون حریم بر یسار داخل مدفون گردید نگارندهٔ اوراق گوید ؎

آن ثمرهٔ شجرهٔ مبارک	از دست زمانه حیف افتاد
تاریخ وصالِ او خرد گفت	مهمانِ بهشت میر سجاد ۱۱۶۱ھ

مخفی نه ماند که نام سه استاد والا نژاد در ترجمه سید مبارک مذکور شد هر سه استاد عمده عمده زاده و در فضائل صوری و معنوی ذکر استاد اول گذشت۔ و ذکر استاد ثالث در فضلا می آید۔ و ذکر استاد ثانی و پیر بیعت درین جا بر سبیل اجمال تیمناً مسطور می گردد

و خواجه محمد باقی بالله قدس سرهٔ را دو گرامی گوهر بحر ولایت بود۔

(۴۴) خواجه عبید الله المشهور به خواجه کلان قدس سرہٗ

ولادت ایشان غرۂ شهر ربیع الاول سنه ۱۰۱۰ھ عشر والف اتفاق افتاد۔ چون
هر دو فرزند در منتهائے عمر پدر بزرگوار پیرایۂ هستی پوشیدند۔ خواجه محمد باقی باللہ به حضرت
مجدد الف ثانی شیخ احمد سهرندی قدس سرہٗ فرمودند۔ امید از حیات کم مانده از احوال
اطفالی خبردار باید بود۔ هر دو طفل را که در ایام رضاعت بودند در حضور مبارک
طلبیده فرمودند توجه باید کرد حضرت مجدد حسب الامر توجه کردند۔ به مشابه که اثر از
ناصیۂ اطفال هویدا گشت خواجه محمد باقی قدس سرہٗ بست و پنجم جمادی الاخره سنه ۱۰۱۲ھ
اثنا عشر والف به عالم قدس خرامید۔ خواجه کلان بعد وصول به سن تمیز اکتساب
فضائل صوری و معنوی کرد۔ و به پایۂ کمال و تکمیل بر آمد۔ و تذکرۂ مشائخ مقدار یک لک
بیت تالیف کرد۔ و شهر دهم جمادی الاولی سنه ۱۰۷۴ھ اربع و سبعین والف بساط هستی بر چید
و در مقبرۂ والد ماجد مدفون گردید۔

(۴۵) دوم خواجه عبید الله المعروف به خواجه خورد قدس سرہٗ

ولادت ایشان ششم ماه رجب بعد چهار ماه از ولادت برادر کلان در سنه مسطور
از بطن مادر دیگر دست داد۔ در صورت و سیرت با پدر بزرگوار مشابهت تمام داشت
قرآن را حفظ کرد۔ و علوم عقلی و نقلی تا آخر به استعداد تمام کسب نمود۔ درس به قدرت

می گفت و برخی حواشی بر بعضے کتب درسی تعلیق کرد۔ و در سهرند در سایۂ تربیت حضرت مجدد قدس سرہٗ جا گرفت۔ و از معارف خاصۂ ایشان فراوان بهره برداشت و به تفویض خلافت و ارشاد ممتاز گردید۔ و به وضع آزادگی و وارستگی عمر بسر آورد۔ و در ماه و تاریخ انتقال پدر بزرگوار یعنی بست و پنجم جمادی آلاخره روز چهارشنبه ۹۷۵ھ خمس و سبعین و تسعمائه به رحمت الهی پیوست و در مقبره پدر بزرگوار آسائش گرفت۔

(۴۶) میر سید عبد الفتاح العسکری الاحمدابادی قدس سره

از کبار اولیاست مستجمع دانش رسمی و معنوی۔ و فیض عام و مقبول تمام داشت سلسله خلافتش به چند واسطه بنابر طول عمر مشایخ به غوث الثقلین رضی الله عنه می رسد۔ برین طریق میر عبد الفتاح از شاه الهداد و ایشان از شاه غریب الله و ایشان از شیخ تاج الدین و ایشان از شیخ سعید و از ایشان از سید عبد الرزاق و ایشان از پدر بزرگوار غوث الثقلین قدس الله اسرارهم۔

چون صیت کمالات میر عبد الفتاح به سامعه سلطان اورنگ زیب عالمگیر انار الله برهانه رسید۔ استدعاء مقدم گرامی کرد۔ و به اعزاز و اکرام تمام از گجرات احمد آباد به دار الخلافه دهلی طلبید۔ و در صحبت خاص برکات فراوان کسب نمود۔ میر بعد چندی رخصت خواسته به وطن مالوف برگشت۔ و بست و چهارم ذی الحجه ۱۰۹۰ھ تسعین و الف به رحمت حق پیوست عمر گرامی نود سال خوابگاه احمد آباد۔ رغبت به مثنوی مولوی روم

بسیار داشت ہمیشہ در می گفت و شرحی در سلک تحریر کشیدہ کہ بین الناس شہرت دارد۔

(۴۷) سید مربی

بن سید عبد النبی بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم
مرید والد ماجد خود است بس بزرگ۔ عالیشان ذات مقدس منور بود صاحب حسن شمائل
و لطف خصائل حافظ کلام مجید۔ کتب مختصرات تا حاشیہ علامہ دوانی بر تہذیب المنطق
نزد سید اسمعیل بلگرامی خواند بعد ازان بخدمت شیخ یس قنوجی تلمذ کرد و آخر در حلقۂ درس
ملا ابو الواعظ ہرگامی تتمہ کتب گذراند و فاتحہ فراغ خواند و بہ وطن مالوف عود نمودہ بہ اقتضائے
اسم شریف خود طلاب ظاہری و باطنی را تربیتہا فرمود۔ استاد المحققین میر طفیل محمد قدس
سرہٗ می فرمود کہ شیخ محمد عاقل اترولوی مردی صاحب کمال بود او را دیدہ بودم۔ شیخ
علوم ظاہری از جناب سید مربی قدس سرہٗ فرا گرفت و بعد از اتمام تحصیل بخدمت بزرگی
از سلسلہ امیر ابو العلا نقشبندی اکبر آبادی قدس سرہ مرید گشت و حالتی قوی بہم رساند۔
وقتے سید مربی بہ تقریبی در قصبۂ مارہرہ وارد شد و از آنجا باترولی تشریف برد۔
شیخ محمد عاقل خبر مقدم حضرت سید یافتہ استقبال کردہ و بہ ادب و نیاز تمام ایشان را
بہ منزل خود برد۔ و دستار خود را در صحن خانہ گسترد۔ و عرض کرد کہ قدم مبارک بر دستار گذاشتہ
صحن خانہ طے فرمایند چون اصرار از حد گذرانید میر ملتمس او را قرین قبول ساخت
روزے در اثنائے صحبت با شیخ محمد عاقل فرمود استماع افتادہ کہ توجہ شما بسیار موثر است

حالت بیخودی می آرد در علوم ظاہری انچہ دستمایہ ما بود از شما دریغ نداشتیم الحال شما را می باید کہ توجہ باطنی خود را از ما دریغ نہ دارید۔ شیخ بہ پاس ادب استادی در مقام اعتذار درآمد۔ میر مبالغہ بسیار نمود۔ شیخ امتثال امر نمودہ مراقب نشست میر را معلوم شد کہ اگر بہ دفع نمی پردازم توجہ او موثر می افتد متوجہ دفع گردید۔ شیخ سر برآوردہ تبسم کرد وگفت من خود اول عجز خود بہ عرض رسانیدہ بودم۔ میر بتاریخ چہاردہم شعبان روز دوشنبہ ۱۱۱۷ سبعہ عشر و مائۃ والف جہان فانی را وداع نمود و درین سال بست و پنجم جمادی الاخرہ میر سید احمد بلگرامی نیز رحلت کرد۔ علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی در تاریخ رحلت ہر دو می فرماید:۔

میر سید احمد آن سحر سخا	مولوی سید مربی دین پناہ
ہر دو زین گلخن سرائے بے بقا	جانب فردوس سر گردند راہ
عالم اندر دیدہا تاریک شد	مردمک پوشید زین ماتم سیاہ
تا قیامت از دل پرسوز خلق	برمزار ہر دو سوز و شمع آہ
خواستم از بہر شان تاریخ سال	گفت ہاتف ہر دو خلد آرامگاہ ۱۱۱۷

و این میر سید احمد از اولاد سید محمود اکبر ست کہ ذکرش ترقیم یافت۔ برین نہج سید احمد بن سید بدھ بن سید عبد الفتاح بن سید عبد القادر بن سید ابو القاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر قدس سرہٗ سید احمد از عمدۂ ملازمان شاہزادہ محمد اعظم شاہ بن سلطان اورنگ زیب عالمگیر بود و حکومت شاہجہان پور مالوہ و دیگر محالات متعلق شاہزادہ

داشت و در ایام دولت خود عالمے را از خویش و بیگانه به جود و احسان نواخت و در
شاهجهان پور به اجل طبیعی در گذشت و همانجا مدفون گردید- از آثار او ست قلعچہ حسین
متین در گوشہ مغرب و جنوب محله سید انپوره در ۱۱۶۲ه اثنین وستین و مائة والف
نسخه از کتاب گلزار ابرار در محروسه اورنگ آباد بدست فقیر افتاد که شیخ محمد فاضل
نامی آن نسخه را برائے سید احمد تسوید نموده در ذیل کتاب عبارتی رقم زده ساخته
درینجا عبارت بعینها نقل کرده می شود که فی الجمله احوال سید احمد از ان واضح می گردد:-

„ بندۀ عاجز قاصر شیخ محمد فاضل بن شیخ اسمعیل چشتی لکھنوی مندوی این کتاب را به جهت مرکز
„ دائره مردمی و مروت مهر سپهر مجد و کرامت دُر دریائے سیادت و نقابت گوهر بحر شرافت
„ و منزلت مروج مراسم ملک و ملت چراغ افروز نبوت و ولایت سید احمد بن سید بدهه
„ بن سید عبدالفتاح متوطن شگرف قصبۂ بلگرام بزرگ منصبدار سرکار دولتمدار محمد اعظم شاه
„ که به تقریب خدمت فوجداری و امینی دیبالپور وغیره محالات صوبه مالوا تشریف ارزانی
„ داشت نوشت - چون از آغاز سال یک هزار و یک صد و هشت هجری پرگنات سرکار
„ مندو از حضور خلافت و جهانداری در اقطاع خان ذی شان افتخار خان تنخواه گشت خان
„ مذکور برائے معاونت خویش و نظم و نسق و انتظام امور مالی و ملکی آن حاتم زمانه را که خوان
„ ابر آسای او بار عام زمانیان است بصد آرزو و خواهش از دیبالپور به مندو طلبید- چون
„ آن خدیو عرصه شجاعت سلوک خود را با که و مه مساوی داشت پذیرائی نموده عزم دیدن
„ خان معز الیه نمود- در همان سال به قصبۂ نعلچه تشریف آورد- در آن هنگام سیادت

„ شرافت دستگاه سید محمد اشرف بن سید عبدالدائم متوطن همان شگرف قصبه در رکاب خان مرحوم استلذاذ
„ نعم صوری و معنوی می نمودند - واحقر نیز از برکات دوردولت و صحبت ایشان کسب فیض
„ ظاهری و باطنی می نمود سبحان الله چون بنده شنید که آن جوهر شناس فصاحت و بلاغت
„ در دائره سید محمد اشرف نزول ارزانی فرموده است به هزاران هزار خرمی و خورسندی از بنگاه خود
„ برای قدمبوس شتافت - و بعد از ملازمت در نخستین تکلم از زبان گوهرافشان همین
„ ترنم برآورد - که فلان اتفاق چنان افتاد که نسخهٔ گلزار ابرار که از خط شما در کتابخانهٔ مابود شیخ
„ احمد لکهنوی به فراوان تمنا از من بستد اگر فرصت باشد در نگاشتن نسخهٔ مسطور تکاسل
شتن
„ نه کنند - همان زمان جزم من شد و بتاریخ غرهٔ رجب المرجب روز آدینه سال مذکور و زنگا
„ کتاب همت گماشت و سید دو سه روز در صحبت خان مذکور مانده باز مراجعت به دیبالپور
„ فرمود - واحقر کتاب مطلوب را به اهتمام سیادت و نقابت پناه سید محمد اشرف و
„ بیاری دیاوری ایشان به تاریخ هفدهم ربیع الاول سال یک هزار و یک صد و نه روز
„ جمعه وقت ظهر به اختتام آورد - بمنه و کرمه " انتهی -

و میر سید محمد بن سید احمد مسطور از خوبان روزگار و عمدهٔ رفقاء نواب مبارز الملک
سربلند خان اتونی و در سرکار نواب صفدر جنگ ابوالمنصور خان نیشاپوری
که در عهد احمد شاه به پایهٔ اعلای وزارت رسید نیز صاحب فیل و علم و اعتبار بود
و شعر فهمی خوب داشت و در حسن خلق و مروت و احسان ممتاز می زیست - و روز جمعه
هشتم ماه صفر سنه ۱۱۵۸ ثمان و خمسین و مائة والف در دارالخلافه دهلی رخت هستی بربست

و در جوار مرقد سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی قدس سرہٗ پہلوے قبر نواب مبارز الملک مذکور مدفون گردید۔ میر سید محمد متخلص بہ شاعر سلمہ اللہ تعالیٰ خلف الصدق علامہ مرحوم میر عبد الجلیل کہ ہمنام مشار الیہ اند و فیما بین روابط محبت افزون از حد بود۔ برائے تاریخ وفاتش مصراع عجبی تلاش کردہ اند۔ و این قطعہ در سلک نظم کشیدہ ؎

میر سید محمد احمد	ذات او را توان یگانہ شمرد
در سخاوت نظیر حاتم طے	در شجاعت عدیل رستم گرد
زین جہان رفت و نام او باقیست	کی توان گفت زندہ را کہ بمرد
سال تاریخ رحلتش سعدی	زادۂ طبع خود بہ بندہ سپرد
بشنو اکنون ز شاعر این مصراع	خنک آن کس کہ گوی نیکی برد ۱۱۵۸ھ

درین مقام بہ آگاہی تمام نظر باید کرد و سرسری نباید گذاشت نسبت با درویشان چہ نسبتی است شریف ہر کس ادنی نسبتی باین طائفہ علیہ بہم رساند او را از خاک برداشتہ بہ عالم پاک بردند و از انجمن عوام بہ خلوت سراے خواص راہ دادند مصداق این معنی معاملہ سید احمد است کہ بہ ادنی ملابسہ یعنی رحلت کردن با سید مربی قدس سرہٗ در یک سال اولاً در قول علامہ مرحوم چون دو گوہر در یک سلک انتظام یافت و ثانیاً در ساحت این صحیفہ بہ ہمنشینی مقربان بارگاہ الٰہی بلند پایہ شد۔ و بہ سبب تطفل بدر کامیاب گشت سبحان اللہ موافقت سال این کرشمہ وا نمود موافقت حال چہ کرشمہا

داشتہ باشد تشبہ صوری مقلد موسیٰ را با وصف کفر از غرق نجات داد۔ وفیض مصاحبت ماہیت قطمیر بدل ساختہ تاج کرامت بر سر نہاد۔ خوشا سعادت مندانی کہ سر بہ فتراک درویشان بستہ اند وکلاہ گوشہ بہ تاجِ شاہان شکستہ ۔

کیمیائے ست کہ در صحبت درویشان است	آنچہ زر می شود از پرتو آن قلب سیاہ

(۴۸) سید سعد اللہ

بن سید مرتضیٰ ابن سید فیروز بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم مجمع البحرین فقر وفضل بود۔ ودر صغر سن با ارادت جد امجد سید فیروز سعادت اندوخت ابتدای حال بخدمت ملا فیضی ساکن امروہہ کہ از شاگردان شیخ یس قنوجی بود۔ اکتساب علوم نمود۔ وآخر بہ ملا عبد الرحیم کہ قاضی مراد آباد قریب سنبل وعالم کامل وتلمیذ بلا واسطہ مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی بود پیوست۔ وتحصیل فضائل کردہ وفاتحہ فراغ علوم خواند وبہ وطن آمدہ بر مسند تدریس نشست ومدتہا درس گفت۔ ناگاہ ورق حالش برگشت یکبار از ہمہ پرداختہ بہ حرمین شریفین شتافت۔ وبہ طواف بیت اللہ وزیارت مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذخیرۂ آخرت فراہم آورد۔ بعد چندی عنان عزیمت بہ ہند عطف نمود۔ ودر گجرات احمد آباد منزوی گشت۔ شیخ محمد طاہر احمد آبادی مرد فاضل معمر از تلامذہ سید سعد اللہ در حیدر آباد دکن با فقیر برخورد۔ می گفت من شاگرد خاص سید سعد اللہ ام۔ حضرت سید در گجرات تشریف آوردند ودر مدرسہ مولانا نور الدین نور اللہ مرقدہٗ

اقامت گزیدند واز حجرۂ خود کم حرکت می کردند ۔ شب بہ بیداری وآگاہی می گذرانیدند
وروز بہ شغلِ درس وافادہ مولانا نور الدین ادب واحترام بسیار بجامی آوردند ۔ واکثر نزد ایشان
آمدہ می نشستند ۔ وقتِ احتضار حضرت سید حاضر بودم ۔ شگفتہ پیشانی بہ عالم
روحانی شتافتند ۔ ودر روضہ شاہ بھیکن نبیرۂ شاہ عالم بخاری درکنار لحد خوابیدند ۔ وکان
ذلک فی السابع عشر من شوال یوم الاربعاء وقت الصبح سنہ ۱۱۱۹ تسعۃ عشر ومائۃ والف
میر محمد یوسف برادر ہمدرس فقیر تاریخ بہ اقتباس آیۂ کریمہ برآورد ’’یشرب من کاس کان سنہ ۱۱۱۹
مزاجہا کافورا ‘‘

(۴۹) سید العارفین میر سید لطیف اللہ المعروف بشاہ لدہا بلگرامی قدس سرہٗ السامی

ترجمۂ والد ایشان سید کرم اللہ بانی مسجد جامع محلہ پیشتر گذارش یافت ۔ آنحضرت از کمل اولیائے
بلگرام وباعث افتخار سلف وخلف این مقام اند ۔ لقب ایشان سید العارفین
وسید الاولیاست ازآنجا کہ شوق الٰہی وذوق نامتناہی دراصل فطرت عالی ودیعت
بود ۔ در تباشیر ایام شعور با طائفہ خدا شناسان سری داشتند ۔ وصحبت جم غفیر این گروہ
والاشکوہ دریافتند ۔ مرشد اسبق ایشان شاہ اعظم اند قدس سرہٗ درعنفوان شباب
ہمراہ پدر بزرگوار بجانب بنگالہ تشریف بردند ۔ ودر آنجا بخدمت ، شاہ اعظم ریاضتہا
کشیدند ۔ ومراتب بلند ومدارج ارجمند طے کردند ۔ بعدازان برائے کسب معاش
لابدی نوکری نواب نجابت خان اختیار نمودند ۔ ودر جماعۂ چہل تن از شجعان کہ

نواب اینها را عمدۂ ازرگاه می داشت منسلک شوند - و لبعد چندی در عمر بست و دو سالگی دل از علائق صوری بالکلیه برگرفتند - و اکثر بلاد ہند را سیاحت کردند - و دار السرور برہانپور خدمت شاہ برہان راز آلہی قدس سرہٗ ادراک نمودند - و چندی در خانقاہ شیخ اقامت گزیدند - و از صحبت ایشان تمتعی فرا گرفتند - اما مشیت آلہی در اندک فرصت صورت مفارقت وا نمود - آن جناب از فقدانِ صحبت شیخ متاسف شدند - ہماران حالت در واقعہ می بینند کہ شیخ بہ جانب ایشان التفات می نمایند و بہ دو دست مبارک خود غالیہ در جامہ ایشان می مالند - ازین بشرہ روح پرور ان لله فی ایام دہرکم لنفحات الا فتعرضوا لہا - استشمام کردند و عنقریب بہ صحبت میر عبد الجلیل قدس سرہٗ رسیدند و فیضہا برگرفتند - و ردیاے غالیہ را بہ ملاقات میر تعبیر نمودند - میر از اکمل اصحاب شاہ برہان قدس سرہ بودند - و در لباس نوکری از فہم خلق دور می زیستند حضرت شاہ برہان راز آلہی برہانپوری متوفی در ۱۰۲۱ھ سنہ احدی و ثلثین و الف و ایشان مرید سید لشکر محمد عارف متوفی در ۹۹۳ھ سنہ ثلث و تسعین و تسعمائۃ و ایشان مرید محمد غوث گوالیاری قدس اللہ اسرارہم مجموع این اکابر قافلہ سالاران شاہراہ ولایت - و جرس جنبانان کاروانِ شہرت اند - فقیر را عبور برہانپور بارہا اتفاق افتاد - و سعادت زیارت قبور طیبہ دست داد و چون شہر برہانپور گرد بسیار دارد نوعے کہ ہیچ شہر بہ گرد او نمی رسد - از فیض روحانیت سید لشکر محمد عارف توجہی بہ خاطر فقیر رسید و لباس نظم پوشید ؏

فتاد بسکه گذر لشکر محمد را	غبار خیز بود کوچه هاے برہانپور

القصه حضرت سید العارفین بعد ایامی بجانب کالپی حرکت کردند۔ و بروبیت جمال باکمال میر سید احمد بن میر سید محمد قدس الله اسرارهما فایز گشتند و به تحصیل سعادت ارادت دست به عروۂ وثقی زدند۔ حضرت سید را نسبت به آنجناب نظری و عنایتی خاص بود۔ در وقت بیعت فرمودند ما هر دو یک ذاتیم۔ و این بیت بر زبان مبارک آوردند ۵

اینجا ز فیض پیر مغان بزم وحدت است	در پرده دارد دیدۂ کثرت نمائی را

و این عنایت مشابه است به عنایتی که میر سید محمد درباره میر سید احمد نموده فرموده محمد و احمد یکے است۔ شاه فضل الله خلف الصدق میر سید احمد قدس الله اسرارهما فرموده اند که حضرت سید در وقت ارتحال به فرزندان خود وصیت کردند که خلفاء جد و پدر شما بسیار اند اگر به فقر درویشی عامه خواهید در صحبت هر کدام حاصل می توانند شد۔ و اگر درویشی خواص منظور باشد صحبت میر سید لطیف الله مغتنم باید شمرد۔ و نیز شاه فضل الله فرموده اند شراب ناب میخانه سید احمد شاه لدها نوشیدند و دیگران درد چشیدند۔ و آن جناب با خرقه خلافت و مثال اجازت سلاسل خمسه یعنی چشتیه و قادریه و نقشبندیه و سهروردیه و مداریه و ودائع موفوره رخصت انصراف یافته به بلگرام تشریف آورده مدت سی و هفتاد سال در گوشه انزوا قدم افشردند و به افاضۂ انوار معنوی شهر را چراغان کردند طریقه ایشان در تربیت طالبان آن بود که گاہے به کرشمه کار طالب می ساختند و گاہے

به ریاضت و مجاهده مشغول می گردند و ریاضات شاقه که آدمی را مزمن سازد نمی فرمودند و اگر در اربعین می نشاندند اغذیۂ لطیف می دادند - می فرمودند باعث قوام انسان غذا است اگر تندرست است جہاد نفس از و خوب می آید - و اگر ناتوان قصور واقع می شود - و از دلق پوشیدن و مرقع دوختن و خود را در نظر خلق وانمودن منع می کردند و از تاہل و کسب معاش که سنت سنیه انبیا است علیهم الصلوٰة والسلام باز نمی داشتند می فرمودند مرد آن است که ظاہرش با معامله خلق متفق باشد و باطنش دریاد مولیٰ مستغرق و فتوح را ذخیره نمی ساختند و ہر چه از غیب می رسید کشاده پیشانی صرف می کردند - و جز فقراء وارد و صادر شہر می گرفتند و اکثر اوقات خصوص آخر شب به سیر صحرا بر می آمدند می فرمودند سیر صحرا دلکشا است سرش این که صحرا نسبتی به مرتبه اطلاق دارد و شہر نسبتی به مرتبه تقیید سخن در کمال خوبی و رنگینی و تمکین ادا می فرمودند و ہر گاه از حقائق و معارف سخن می رفت تمام ذوق و شوق از زبان اقدس می تراوید - و مستمع را حالتے و کیفیتی دست می داد - صاحب کمالاتی که به حضور مجلس انور مستفید شده اند اتفاق دارند که کیفیتی و حلاوتی که در مجلس اشرف یافته ایم جاے دیگر کمتر یافته ایم و با آنکه سنین عمر از صد تجاوز کرد حالت ذوق و شوق در عنصر مبارک ہمان تازه بود سلطان ابو سعید بن شاه فضل الله بن میر سید احمد قدس الله اسرارہم می فرمودند - وقتے از میر شاه لدها رسیدم نماز تہجد خوانده می شود فرمودند سالہا ست که شب مژه بہم نمی رسد اما نماز تہجد از دیوانگی دل میسر نمی آید و صلوٰة فریضه بے اختیار ادا می کرد

واز عجائب مختارات والا این که اگر عارضهٔ جسمانی رومی داد ہر چند صعب بودی از احتما پرہیز می کردند و برخلاف ایام دیگر درا غذیہ تکلفات بہ کار می بردند ہر چند اطبا درمما لغت می کوشیدند حرف ایہنا فائدہ نمی کرد- واین معنی ناشی بود از کمال توکل بذات حکیم مطلق تعالی شانہٗ از انفاس قدسیہ است دو کہ وید محمد مشکل تراز وید خدا است ایضاً لیلی را محمل ضرور است یعنی احسن آنست کہ سر حقیقت در پردہ مجاز گفتہ شود تا از چشم زخم ناقصان محفوظ ماند- ایضاً اسلام عبارت از نفی وجود خویش و اثبات وجود حق است ایضاً محمد نام تشبیہ است واللہ نام تنزیہ- ایضاً شریعت منتہائے مردان است- ایضاً شریعت رنگ است وحقیقت بو چون گل سرخ جامع جہتین آمد بر سائر گلہا تفوق یافت- وچون لالہ و یاسمن ہر کدام منفرد افتاد آن مرتبہ نیافت ۵

کنارہ گر خطرہائے بیکران دارد		میانہ روز دو جانب نگاہبان دارد	

روزے یکے از اعیان مشائخ بر قولی کہ از آنجناب منقول بود خوردہ بیجا گرفت مخاطب فقیر بودم- بلتفت جواب نہ شدم- ہمان روز قولی از تحریرات شیخ مذکور شد وشخصے عمدہ آن را رد کرد- شیخ سخت متاثر گشت وآن نوشتہ در حضور شیخ حسب الاشارہ شیخ بر دست فقیر چاک گردید- فاعتبروا یا اولی الابصار رحلت آن جناب شب یکشنبہ چہاردہم جمادی الاولی ۱۱۴۳ سنہ ثلث واربعین ومائۃ والف واقع شد کاتب الحروف از کلام ربانی این دو تاریخ برآورد- فی جنات النعیم- وھم رزقھم خبر آ بکرۃ وعشیا مرقد منورہ در جوار حویلی سکونت میر نوازش علی سلمہ اللہ تعالی اصاحب

سجادہ بر مزار فایض الانوار حمارنی و مسجدی بنا کردہ اند راقم الحروف در ماہ جمادی الاولیٰ ۱۱۳۷ھ سبع وثلثین ومائۃ والف در سلسلہ علیہ چشتیہ باحضرت ایشان بیعت کردہ از ذات قدسی آیات فیضہا اندوخت۔

(۵۰) میر عظمت اللہ

ثمرۂ شجرہ سید العارفین قدس اللہ اسرارہما خاص الخاص طائفہ علیۂ صوفیہ اند۔ و از مشرب وحدت وجود چاشنی بلند داشتہ اند اگرچہ ایام زندگانی در ملازمت امرا بسر آوردند اما ہمہ وقت جمال بے رنگی در آئینہ رنگ دیدہ اند و غنچۂ جمعیت از شاخسار تفرقہ چیدہ و اصل طریقۂ سید العارفین ہمین است کہ ظاہر مشابہ عوام باشد و باطن مماثل خواص انبیا کہ اخص الخواص اند علیہم الصلوٰۃ والسلام اشبہ بہ عوام بودہ اند و بہ طور سائر الناس بسر بردہ و کسانے کہ جادۂ کمال تبعیت می پیمایند ہمین روبہ مستقیمہ اختیار می نمایند۔ شناخت مردان آلہی کار ہر کس نیست۔ صاحب بصیرتے باید کہ محقق را در لباس مقلد دریابد عوام از نقصان حس در غلط افتند و ایشان را از جنس خود شناسد نعم مدار اعتقاد عوام بر امتیاز وضع است شخصے را کہ وضع سائر الناس ممتاز یابند ولی پندارند۔ و سر رشتۂ اعتقاد بہ دست آرند طعن مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق شاہد حال است و خطاب او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء مصداق این مقال۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ در مکتوب دہ صد و ہفتاد

دوم از مجلد اول می نویسند کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات در بسیارے از احکام در رنگ عوام زندگانی می نمایند و در معاشرت با خلق و با اہل و عیال مثل ایشان معاملہ می فرمایند اخبار حسن معاشرت خیر البشر با اہل و عیال خود علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات مشہور است و منقول است کہ روزے سید البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام تقبیل ابناء می فرمودند و بہ انبساط تمام با ایشان معاشرت می نمودند۔

شخصے از حاضران گفت یا رسول اللہ من یازدہ پسر دارم ہرگز یکے را بوسہ نہ کردم۔ حضرت فرمودند علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کہ این رحمت است بہ بندہائے رحیم خود عطا می فرماید و چون اخص خواص در بعضے اوصاف بہ عوام مشارک اند اگرچہ شرکت بہ اعتبار صورت باشد۔ ناچار عوام از نارسائی خود از کمالات ایشان قلیل النصیب اند و ایشان را در رنگ خود ہا خیال می کنند و آنکہ در اوصاف و شمائل از ایشان جدا بود او را می گروند و بزرگ می دانند ازینجاست کہ اوصاف و اخلاق اولیا کہ از اوصاف و اخلاق ایشان کہ مشابہ اخلاق ایشان است اگرچہ آن اخلاق در انبیا موجود بودند علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔

بشنو نقل کردہ اند از مخدوم شیخ فرید گنج شکر چون یکے از فرزندان ایشان می مرد و خبر موت بہ ایشان می رسید ہیچ تغیرے در ایشان راہ نمی یافت و می گفتند سگ بچہ مردہ است بیرون پرتابید۔ و چون فرزند سید البشر ابراہیم نام علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام فوت کرد حضرت پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بروے گریہ کردند و محزون گشتند و فرمودند

انا بفراقك یا ابراھیم لمحزونون به تاکید ومبالغه بیان حزن خود فرمودند۔
گنج شکر بهتر است یا سید البشر نزد عوام کالانعام معا لکه اولی بهتر است وآن را بے تعلقی
می دانند وثانی را عین تعلق وگرفتاری می انگارند۔ اعاذنا الله سبحانه عن معتقداتهم السوء
وچون این وار دار آزمائش وابتلا است عوام را مشتبه ساختن ودر شبه انداختن
عین حکمت ومصلحت است اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا
وارزقنا اجتنابه بحرمة سید البشر علیه وعلی آله واصحابه من الصلوة افضلها ومن التسلیمات
اکملها۔ اکنون سر رشته مطلب اصلی بدست آریم۔
میر عظمت الله بسیار خوش صحبت سنجیده وضع مقبول دلها بودند ودر کمال حسن
خلق وتهذیب آداب می زیستند۔ در تصوف رسائل دلپذیر پرداخته اند وشعر بتتبیر
موحدانه ادا ساخته تخلص ایشان بیخبر است۔ فی الواقع باخبر بے خبر بودند۔ وبر قول
حضرت لسان الغیب قدس سره عمل می کردند که ع

مصلحت نیست که از پرده برون افتد راز		ورنه در مجلس رندان خبرے نیست که نیست

برخی از اشعار ایشان در دفتر شعر اقلمی می گردد۔ وفات ایشان روز دوشنبه بست
وچهارم ذی القعده سنه ۱۱۴۲ اثنین واربعین ومائة والف در دهلی اتفاق افتاد۔ در وقت
احتضار مردم استفسار کردند که اگر حکم شود نعش را بلگرام روانه کنیم۔ واگر درین شهر مکانی
اختیار افتد اشاره فرمایند که موافق آن عمل نموده شود۔ فرمودند این مشت خاک را
هر جا خواهید به پرتابید۔ ونیز در حین احتضار شخصے که او را در مسئله وحدت وجود با ایشان

راہ سخن بود برسید حالا چہ می فرمایند - جواب دادن سخن مردان یکی ست - قبر الیشان
درجوار مرقد سلطان المشایخ نظام الدین دہلوی است قدس سرہٗ - بر سر شاہراہ
متصل دیوار شرقی باغ دریاخان لقاے اعظم شاہ بن سلطان اورنگ زیب
وقبر سید درویش ہمانجا برابر قبر الیشان واقع شدہ - قبر میر عظمت اللہ جانب غرب
است وقبر سید درویش جانب شرق - واین سید درویش برادر اعیانی شاہ رحمت
اللہ است کہ ذکر شریف او می آید - وہم عمر وہم دست میر عظمت اللہ بیخبر اسمی با مسمی
بودہ ونشاء فقر بلند داشتہ - وبا وصف تاہل درکمال وارستگی می گذرانید
آخر کار از ہمہ گذشتہ در شاہجہان آباد منزوی گردید - وبقیہ ایام زندگانی را بے تعلقانہ
بسر آورد تا آنکہ بہ رفیق اعلی پیوست -

(۵۱) میر نوازش علی سلمہ اللہ تعالی

فرزند زادہ صاحب سجادہ سید العارفین قدس سرہٗ ولادت الیشان نوزدہم شہر
رمضان المبارک ۱۱۲۴ھ اربع وعشرین ومائۃ والف دست داد از ابتداء سن تمیز تا عنفوان
شباب در حجر عنایت جد بزرگوار تربیت یافتہ اند - وحظی کامل ونصیبی وافر اندوختہ
ودر عمر نہ سالگی بہ بیعت والا شرف اندوز گشتہ - سید العارفین را با الیشان ورا ے رشتہ
فرزندی عنایتی ومحبتی خاص بود - چون والد الیشان میر عظمت اللہ بیخبر شش ماہ پیش
از رحلت سید العارفین قدس سرہٗ ازین عالم انتقال کردند - سید العارفین قریب بہ زمان

ارتحال خود میر نوازش علی را بہ خلافت واجازت ممتاز ساختند وخرقۂ خلافت کہ از مرشد برحق میر سید احمد قدس سرہٗ پوشیدہ بودند۔ بدست مبارک خود میر را پوشانیدند الیوم میر وارث کمالات جد بزرگوار اند۔ صاحب مشرب بلند۔ ومعارف ارجمند۔ دوام اوقات بہ یاد آلہی معمور می دارند۔ وطالبان را سرمۂ بینائی در چشم می کشند زاد اللہ عمرہٗ۔

(۵۲) میر سید نور الحق سلمہ اللہ تعالیٰ

خلف الصدق دوم سید العارفین ودادا وصاحب البرکات سید برکت اللہ بلگرامی کہ ذکر شریفش می آید۔ ولادت ایشان در سنہ ۱۰۹۶ است وتسعین والف اتفاق افتاد علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل لفظ "دو بخت مند" ۱۰۹۶ تاریخ یافتہ اند۔ از آغاز ایام شعور خود تا انجام حیات سید العارفین در ظل رافت ابوت تربیتہا یافتہ اند۔ وراہ بہ مقصد اعلیٰ بردہ از بلگرام کم برمی آیند ومحل سفر در وطن معمورۂ ومعنیٰ می آرایند۔ الا گاہ گاہ بہ سلسلہ جنبانی قرابت جانب قصبۂ مارہرہ کہ اقامت گاہ حضرت صاحب البرکات است قدس سرہٗ حرکت می کنند۔ سید العارفین قدس سرہٗ قبل زمان ارتحال خود ایشان را بہ اجازت ارشاد طالبان مورد عنایت ساختہ اند بعد از رحلت والد ماجد پائین مزار فائض الانوار مقیم اند۔ ودائم الاوقات بر جادۂ خدا پرستی ورہنمونی مستقیم مداللہ حیاتہ۔

(۵۳) سید نور اللہ قدس سرہٗ

برادر صغیر اعیانی سید العارفین شاہ لدہا بلگرامی صاحب دل بریان و دیدہ
گریان خدا دوست - دنیا دشمن - ابتدائے حال در طلب علم دامن برزد و بخدمت
شیخ ابوالفتح ساکن نیوتنی من توابع اودھ تلمذ نمود - وفاتحہ فراغ خواند - ملا ابوالفتح
از اولاد قاضی ضیاء الدین است کہ از اعیان نیوتنی بود - و بہ احمد آباد رفتہ بہ خدمت
شیخ وجیہ الدین علوی قدس سرہٗ کسب کمال نمود و فضیلت برجستہ بہم رسانید -
شیخ او را مورد عنایت خاصہ ساخت - و صبیۂ خود در سلک تزویج کشید - قاضی
ضیاء الدین بعد چندی با حلیلۂ خود بہ وطن اصلی عود کرد - ملا ابوالفتح در ایام شباب
بہ شوق تحصیل علم در قصبات متردد گردید - و از ملا محمد زمان ساکن کاکوری و دیگر
فضلائے عصر تحصیل نمود - بعد ازاں بہ خدمت میر سید حسین شاگرد رشید میر زاہد رفت
و چندی تلمذ کرد - آخر کار بہ خدمت میر زاہد شتافت و تحصیل را بہ انتہا رسانید - و بہ
وطن اصلی معاودت نمود - و دست بیعت بہ شیخ پیر محمد لکھنوی داد و مدۃ العمر بہ درس
و افادہ مشتغل گشت - و مردم بسیارے را فیض رسانید - القصہ سید نور اللہ بعد فراغ
از تحصیل جانب دہلی رفت - و در جوار مرقد مقدس سلطان المشائخ نظام الدین
قدس سرہٗ معتکف گردید - در ایام اعتکاف بعضے امرا سند یومیہ و اراضی مدد معاش
بہ خدمت آوردند - دست رد زد - و سند را پارہ کرد - آخر بہ خدمت سید العارفین قدس سرہٗ

مریدے شد و ریاضات شاقہ فوق الطاقہ کشید۔ وحالت عجبی بہم رسانید شبہا چشم کم برہم می زد۔ اکثر اوقات می گریست گاہے در رکوع وگاہے در سجود شب را صبح کردی۔ ومصداق حدیث شریف حتی تورمت قدماہ مشاہدہ شدی۔ واحیاناً حالتے رومی داد کہ تا یازدہ روز بیشتر بہ اکل وشرب نمی پرداخت روزے ایستادہ بود خواست تا آفتابہ برائے وضو از زمین بردارد خم شد ناگاہ حالتے طاری شد کہ تا سہ روز بہ ہمان شکل رکوع خم ماند۔ اکثر بہ دیوانگی می زد۔ وبے طاقتی ہا می کرد۔ وگریبان چاک می گشت۔ زر وسیم بہ دست نمی گرفت۔ می فرمود این مردار است۔ دست آلودن باین جائز نیست۔ از نبس تشرع لوائے احتساب بر دوش داشت روزے قلندرے از طائفہ بے قیدان نزد سید العارفین نشستہ بود ناگاہ آواز مزماری بہ گوش رسید قلندر گستاخانہ بہ خدمت سید العارفین گفت جائے کہ مزامیر است روان باید شد سید نوراللہ از راہ زجر گفت در آنجا چیست؟ قلندر گفت اللہ است۔ سید نوراللہ برخاست وگفت برخیز اللہ را بنما قلندر گفت نجاست را از خود دور کن۔ گفت نجاست چیست۔ گفت این لباس دنیوی کہ در برتست۔ سید نوراللہ دستار بر زمین زد وجامہ چاک کرد وگفت بیا اللہ را بنما۔ قلندر را حیرت دست داد ودر مقام عجز وتضرع درآمد۔ سید نوراللہ تنگ گرفت آخر سید العارفین درمیان آمدہ قلندر را از دست ایشان وارہانیدند۔ شبے نماز تراویح بہ جماعت میخواندند۔ امام بر سر این آیہ رسید فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا در عین نماز بیہوش افتاد۔ وتا چند روز از گریہ نیاسود۔ وقتے او را

درطے این راہ مشکلے پیش آمد۔ بہ خدمت سید العارفین اظہار کرد۔ حضرت شغلہا فرمودند عقدہ وانہ شد۔ آخر فرمودند۔ برو قرآن مجید حفظ کن۔ چند جزو از قرآن حفظ کردہ بود کہ عقدہ انحلال پذیرفت آمدہ بہ پائے حضرت افتاد و باقی قرآن یاد کردن گرفت۔ بست و پنج جز یاد کردہ بود کہ درین اثنا ہر دو قدم او از کثرتِ قیام شبہا آماسید و بہ ہمان عارضہ قدم ازین عالم بیرون گذاشت در وقت احتضار او را پرسیدہ اند کہ تمنائے بہ خاطر دارید۔ فرمود ہمین تمنا با خود دارم کہ پنج جزو از قرآن باقی ماندہ فرصت حفظ نیافتم۔ وفاتش سیزدہم ماہ شعبان ۱۱۱۳ھ ثلاثہ عشر و مائۃ والف واقع شد۔ کاتب الحروف آیہ کریمہ[۱] بشرٰکم الیوم جنات تاریخ یافت ۱۱۱۳ھ
بعد از فوت او مردم خانہ قرآن تلاوت او را گم کردند و متاسف شدند شخصے او را درواقعہ نمود کہ قرآن درخانۂ فلان کس در فلان محل است۔ چون خبر گرفتند ہمانجا یافتہ اند رحمۃ اللہ علیہ

(۵۴) سید محمدی قدس سرہٗ

بن سید بدیع الدین عرف سید نتھا بن سید تاج الدین حجرہ نشین مذکور قدس سرہٗ اسبق الخلفاء سید العارفین است در صغر سن کلام اللہ را از بر کرد و بہ خدمت مولوی عبد الغفور متولی بلگرامی تلمذ نمود۔ و کتب درسی را مرتب گذراند۔ و بہ تحصیل ارادت سید العارفین ابواب سعادت بر روے خود کشود۔ و جادۂ سلوک بہ قدم آگاہی در نوردید

[۱] سورۃ الحدید آیہ - ۱۲ (بشرٰکم الیوم جنات ۔) ۱۱۱۳ھ

و مبدء را به منتهی رساند - و به لبس خرقهٔ خلافت و اجازت پیرایهٔ کرامت در بر کرد - و مقید به خلوت گزینی نه گشت - و با شاه عالم بهادر شاه بسر می برد - بادشاه ادب و احترام بسیار می کرد - روزے در خلوت با بادشاه حرف می زد - در اثنائے کلام دست بر زانوئے بادشاه می رسانید ناظرے گفت قواعد ادب نگاه باید داشت - بادشاه ناظر را منع کرد و فرمود اہل اللہ را در ہیچ حال تعرض نه باید کرد - بسیار عالی مشرب بلند حوصله بود و قوت باطن به درجهٔ کمال داشت - ہر صاحبدلے که با او بر می خورد مطیع و منقاد می گشت روزے با یکے مشائخ ملاقات نمود حرف توحید در میان آمد - شیخ را رقتے دست داد گفت سقائی می کنی - شیخ گفت این سخن را ما ہم می دانم - سید گفت این سخن نفس است در توحید من و تو گنجایش نه دارد - وفاتش در ۱۱۲۳ھ ثلث و عشرین و مائة و الف اتفاق افتاد - خوابگاہش باغ شمالی محله میدان پوره نزدیک مزار شہدا طرف آبادی حیدرآباد[۹۱] و در ہمین سال قاضی محمد حافظ که ذکرش می آید در گذشت - علامهٔ مرحوم میر عبد الجلیل می فرماید ؎

چون میر محمد و قاضی حافظ	گشتند به رضوان الٰہی واصل
بردند بیک سال سوی جنت راه	ہاتف تاریخ گفت - رضوان اللہ ۱۱۲۳ھ

(۵۵) سید برکت اللہ الملقب به صاحب البرکات

بن سید اویس بن سید عبد الجلیل بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم -

[۹۱] این حیدرآباد محله ایست من محلات بلگرام -

شاہبازی است آشیانش سدرۃ المنتہی و یکہ تازی ست میدانش سموات علی شعشعۂ ولایت از جبینش پیدا- و جبروت فقر از ناصیہ اش ہویدا مدۃ العمر سر بر آستان خالق گذاشت و قدم بر در مخلوق نہ فرسود- امیر و فقیر فرش آستانش بودند- و گوئے سعادت عرصہ علوی و سفلی می ربودند- اگرچہ اوائل حال دست بیعت بہ جناب سید عربی بن سید عبد النبی بلگرامی قدس اللہ اسرارہما داد- اما از مبادی عہد شباب تا آغاز ایام کہولت صحبت سید العارفین قدس سرہٗ لازم گرفت- و عقیق استعدادش بہ فروغ باطن اقدس رنگ کمال پذیرفت- و از مشرب خاص آن حضرت حظی ستوفی اندوخت و سند خلافت و اجازت اخذ نمود- سید العارفین را نسبت بہ ایشان معاملات معنوی خاص بود و مکاتیب محتوی بر اسرار حقائق و معارف اکثر بہ نام مشار الیہ شرف صدور یافت بسیارے ازان مکاتیب در نسخہ انیس المحققین مندرج است و طالبان را از مطالعہ آن حظ روحانی حاصل می شود- و نیز صاحب البرکات بہ دار الولایۃ کالپی رفتہ از خدمت مخدوم زادہ قدس سرہٗ التفاتہا و عنایتہا مبذول داشت- و بہ عطائے شال خلافت پایہ اش بلند گردانید- و بہ اعزاز و اکرام فراوان رخصت فرمود صاحب البرکات ہمین سلسلہ را جاری کرد و بہ علاقہ مرقد بزرگوار خود سید عبد الجلیل قدس سرہٗ بہ قصبہ مارہرہ من توابع مستقر الخلافۃ اکبرآباد تشریف برد- و دران مقام طرح توطن ریخت- و جلوہ ظہورش عرصۂ آفاق را فرا گرفت- خلائق بے شمار از اطراف و اکناف از یمن تربیتش بہ مقصد اعلی پیوستند- و اوراق تفرقہ را شیرازۂ جمعیت بستند- ہموارہ

دست ایثار کشادہ می داشت و ذخائر مثوبات اخروی فراہم می آورد۔ تصانیف ایشان رسالہ مسمی بہ سوال وجواب در حل معانی حقائق ورسالہ مسمی بہ چہار انواع در آداب ورسالہ مسمی بہ عوارف ہندی کہ امثال زبان ہندی را بہ سمت معانی حقائق کشیدہ۔ و لطافتہا بہ کار بردہ۔ و دیوان شعر موجزی ومثنوی موجزی مسمی بہ ریاض عشق ورسالہ مسمی بہ بیم بر کاس مشتمل بر اشعار ہندی قدری از اشعار فارسی وہندی ایشان در فصلین آخرین دفتر ثانی ایراد نمودہ می شود انشاء اللہ تعالیٰ۔ تولد آن جناب در ۱۰۷۰ھ سبعین والف دست داد۔ عظیم الہدیٰ تاریخ است۔ و روز عاشورا ۱۱۴۲ھ اثنین واربعین ومائة والف عنان از عالم سفلی تافت۔ و با روح مقدس امام علیہ السلام بہ گلگشت فردوس اعلیٰ شتافت۔ عمر شریف ہفتاد و دو سال وقبر لطیف در مارہرہ یزار و یتبرک بہ وچون روز عاشورا روز شہادت امام علیہ السلام است مجمع عرس ایشان پانزدہم محرم مکرم قرار دادہ اند راقم الحروف گوید ؎

بیدار دلی رفت سوے محفل قدس	بر بست ز صحرا ے جہان محمل قدس
تاریخ وصال او خرد کرد رقم	صاحب برکات وصل منزل قدس ۱۱۴۲ھ

(۵۶) سید آل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ

بن سید برکت اللہ مذکور قدس سرہ نوزدہم رمضان المبارک روز پنجشنبہ ۱۱۱۱ھ احدی عشر مائة والف در بلگرام متولد گردید۔ و در ظل رافت پدر بزرگوار خود تربیت باطنی

یافت - وخرقہ خلافت پوشید - وبہ اجازت سلاسل خمسہ سلاسل سعادت بہ دست آورد
وبعد رحلت والد بزرگوار بہ دار القرار بر سجادہ آبائے کرام قرار گرفت واز سید العارفین قدس
سرہٗ نیز التماس خلافت نمود - حضرت قدس سرہٗ بہ ارسال خلافت نامہ ودستار مبارک
سر افتخارش بہ آسمان رسانیدند - مشار الیہ در مارہرہ کوس مشیخت می نواخت - وحمایے
شریعت را بہ جد تمام نگاہبانی می کرد - ودر ازالۂ امراض قلبی مسیحائی داشت - وسر گشتگان
وادی شوق را از تلوین بہ تمکین می آورد - وبہ اتباع سنت سنیۂ نبوی تیر خوب می انداخت
ودست وبازویش بہ صفائے شست تیر وکمان را می نواخت - وبیشتر اوقات
بہ کتب تصوف خصوص مولفات والد ماجد خود مشتغل بود - ومردم بسیار از اطراف
واکناف بہ ارادت او کامیاب بودند - سید بتاریخ پانزدہم ۱۱۶۴ھ اربع وستین ومائۃ
والف در نزہت کدۂ قدس خرامید - ودر مارہرہ مدفون گردید - مولف اوراق گوید ؎

چراغِ آل عبا شمع دودمانِ علا		فزود جلوۂ او رونقِ حریم بہشت	
افادہ کرد بہ من سال رحلتش ہاتف		نصیب آل محمد بود نعیم بہشت ۱۱۶۴ھ	

(۵۷) سید نجات اللہ المعروف بہ شاہ میان سلمہ اللہ تعالیٰ

بن سید برکت اللہ مسطور قدس سرہٗ مجمع فضائل وکمالات است - ومستجمع شرائف
حالات صاحب خلق عظیم - وجود کریم - ولادت او در ۱۱۱۷ھ سبعۃ عشر ومائۃ والف در بلگرام
اتفاق افتاد - وہمین جا نشو ونما یافت - واز اول عمر تا آخر ثمرات معارف از شجرہ طیبہ والد

بلند قدر رسید۔ وحظی وافر از لذات روحانی فراگرفت۔ وپس از انتقال آن بزرگوار سجادۂ ارشاد را رونقی تازہ افزود۔ وبہ خدمت رسید العارفین قدس سرہٗ عریضہ متضمن استدعای خلافت والا بہ قلم آورد۔ جناب ایشان قدس سرہٗ بہ عنایت مثال خلافت ودستار فیض آثار نوازش فرمودند۔ الیوم در مارہرہ رایت ہدایت می افرازد۔ واوارکان طرق کثرت را بہ دائرہ وحدت می کشد۔ ودر احیائے قلوب فیض مسیحائی دارد وبا دل شکستگان لطفش کار مومیائی می کند طبعش وقاد داشت۔ وذہنش نقاد بہ قماش شعر نیک می رسد۔ واوقات را بہ تلاوت قرآن ومطالعہ کتب حدیث وتصوف وحق پرستی معمور می دارد۔ وعالمے ازان دیار بہ شرف ارادت او مستفیض است صاحب البرکات قدس سرہٗ در بعض رسائل خود موعظتی بہ ہر دو فرزند ارجمند خود قلمی فرمودہ ہر دو برادر بہ مفہوم آیۂ کریمۂ وتعیھا اذن واعیۃ بر آن کار بستند وبہ توفیقات ربانی وتائیدات یزدانی فائز گشتند۔ عبارت موعظت در این جا بعینہا نقل کردہ می شود:۔

"آل محمد ونجات اللہ سلامت باشند۔ این چند نصیحت نوشتہ شدہ بر آن عمل نمایند واین رسالہ
" راہموارہ با خود دارند باید کہ مشغول بہ یاد الٰہی باشند۔ وبہ کتب فقہ وسلوک الفت نمایند
" واز مقام خود ہا جنبش نہ نمایند۔ وبہ خانۂ مخلوق ومردم رنیانہ روند۔ وبہ زیارت قبور وبہ
" دیدن عالمے کہ دلی داشتہ باشد یا آنکہ ظاہر او بہ دین ودیانت آراستہ باشد البتہ
" روند۔ ودیدن او را سعادت کونین دانند۔ وبہ ہیچ کارے ومطلبی بہ حاکم وبہ کسی رجوع

نہ کنند کہ سازندۂ کارہا کارساز است۔ و حسبتہ للہ برائے کار خلق با ہر کس تملق و لجاجت
نمایند کہ باعثِ ثواب است۔ روزے حاکمی با این عاجز برائے کارے مخالفت کرد
در گذر کردہ شد۔ اکثر عزیزان بہ او ملتجی شدند قبول نہ کرد و گفت اگر فلانی مرا رقعہ نویسد
ازین کار و انکار بگذرم۔ عزیزان بہ این محتاج الی اللہ تقاضائے رقعہ نوشتن بہ کد و جہد
پیش کردند ناچار این بیت نوشتہ شد ؎

آنکہ رخسار ترا رنگ گل و نسرین داد	صبر و آرام تواند بہ منِ مسکین داد

خواند و باز آمد۔ و موافقت نمود۔ بہر حال دریا دل باشند و بہر آن ففروا الی اللہ ولا تقنطوا
من رحمۃ اللہ و توکلوا علی اللہ بر دل و جان و زبان جاری دارند۔ و طریقۂ ظاہر را
بہ اسلوب لاردو لاکد پیش سازند۔ و شعار دین را ہر چہ تقید و تکلف کردہ آید دریغ نہ کنند۔
جاہدوا فی سبیل اللہ آرے جہاد اکبر ہمین است کہ خود را آرام نہ دہند تا کہ آرام نیابند محاربہ
بالنفس کنند۔ و بہ محکمہ رجوع نشوند۔ و بر خلق ہرگز ہرگز اعتماد نہ کنند۔ و بہ اینہا محتاج نہ شوند ؎

باغ مرا چہ حاجت سرو صنوبر است	شمشادِ خانہ پرورِ ما از کہ کمتر است

؎

نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر	کہ این حدیث ز پیر طریقتم یاد است
مجو درستی عہد از جہانِ سست نہاد	کہ این عجوز عروس ہزار داماد است

المقصود علم و عمل پیش گیرند و بران مغرور نہ شوند۔ و آرزوے آن کنند کہ چشم گریان و دلِ
بریان و عمل خالص و اجابتِ دعا و رفاقتِ درویشان و مسکنِ مسجد و آہِ دردناک و اخفاے حالِ

" از مدد الٰہی و از فیضِ عالم پناہی میسر شود - آمین ثم آمین - ہم درین بودم کہ دل با من عتاب کرد
" وجانم پیچ وتاب نمود - مطابق قول مشہور کہ خود فضیحت و دیگران را نصیحت -
" اے ناہموار موبت سفید شد و دلت ہمچنان سیاہ است - ظاہرت آراستہ و باطنت تباہ
" پس کار خود بنشین و بر حال خود غم والم نمائے - کدام حسنہ از تو سرزدہ کہ دیگرے را بہ نصیحت
" پیش می آئی - وکدام حمیدہ را سرانجام دادہ کہ ارشاد می فرمائی - بس کن و وقت از دست
" مدہ ؎

" بنشین پس کار و دیدہ بر دوز		از نارِ فراقِ خود ہمین سوز	

" این گندم نمائی وجو فروشی تا چند آنچنان باش کہ می نمائی - وآن چنان نمائے کہ می باشی -
" چون نیک نگریستم ازان ہم بترم کہ دل گفت آہ صد آہ ؎

" وقتِ ۶۰ بیز رفت بیا تا قضا کنیم		عمرے کہ بے حضور صراحی وجام رفت	

" بس کردم توبہ نمودم - خموش گشتم بہ جوش وخروش آمدہ بودم بازبہ ہوش رسیدم یخرج الحی
" من المیت بمنہ وکرمہ "

(۵۸) سید عین الدین

بن سید حسین بن سید ابوالفتح بن میر عبدالجلیل بن میر عبدالواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم در مبادی شعور کلام اللہ را یاد گرفت - و در عنفوانِ شباب مہیلِ حق جوئی بہم رساند و عتبۂ علیہ سید العارفین را ملتزم گردید - وبعد کشف برہان شرف بیعت دریافت - و در بوتۂ ریاضت گداختہ طلائے خالص برآمد - ومشق ذکر قلبی

بجائے رساند کہ شبہا چون می غنود از دل او اسم جلالہ بآواز بلند مردم می شنیدند از ابتداء عمر تا انتہا در گوشۂ قناعت قدم افشرد - و بہ مزروع زمین قلیلے کہ بہ طریق وراثت رسیدہ بود اکتفا کردہ بسر می برد و بہ اختلاط مردم کم می پرداخت - و در احضار جن و احراق شیاطین تصرفی عالی داشت وفاتش در عشرۂ ثانی بعد مائۃ والف آرام گاہش بلگرام رحمۃ اللہ علیہ -

(۵۹) سید محب اللہ بلگرامی قدس سرہٗ

از احفاد سید محمود اکبر مذکور است - بدین ترتیب - سید محب اللہ بن سید محمود بن سید محمد فاضل بن سید عبد الحکیم بن سید ابو القاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر قدس سرہٗ در عنفوان جوانی ذوق حفظ کلام ربانی بہم رسانید - بر بالاخانہ حویلی خود نشستہ در عرصۂ شش ماہ قرآن را یاد کرد - و تا این مدت گاہے از انجا فرود نیامد - ردای ورع و تقوی بر دوش گرفت - و خود را بہ فتراک ارادت سید العارفین بست - و کتان ہستی بہ مہتاب فنا دادہ در انوار سرمدی مستہلک گردید - و ستر حال شعار خود ساخت - بہ شایبہ کہ ہیچکس او را از ین طائفہ نمی دانست - صورۃً در زی سپاہی و معنی دریاد الٰہی - در صفت شجاعت و مردانگی تمام عیار بود و بارہا کارہا از و بہ ظہور رسید - داولوکر شاہزادہ محمد اعظم بن سلطان عالمگیر بود - چون صوبہ دار الفتح اجین از پیشگاہ خلافت بہ شاہزادہ محمد اعظم تفویض یافت - و نیابت بہ میر زین العابدین پسر فضائل خان مقرر گشت سید محب اللہ

درزمرۂ منصبداران متعین میرزین العابدین بہ اُجین رسید۔ ودران سرزمین بسر می برد اتفاقاً در بعضے اسفار روزے از فوج جدا شدہ متصل سراے سیئی رسید۔ وپیش دروازہ زیر درختان سایہ دار از اسپ فرود آمد وزین پوشش فرش کردہ نشست۔ وباآنکہ محل نزول لشکر پیشتر بود خدمتگاران را فرمود تا احمال واثقال فرود آوردند۔ ولباس سفید برآوردہ تجدید لباس کرد وشربتی ساختہ نوش فرمود۔ وبہ تلاوت قرآن مشغول گشت۔ بعد فراغ تلاوت بالاے کست آمد وچادرے برخود کشیدہ بہ خواب رفت۔ مقارن این حال میرزا سلطان نظر کہ از اقرباے میرزین العابدین وبخشی فوج بود۔ وبا سید محب اللہ ربط داشت از آنجا گذر کرد واسپ سید محب اللہ را شناخت۔ نزدیک رسیدہ خدمتگاران را فرمود منزل پیشتر است بیدار باید ساخت۔ وخود از بالاے اسپ دو سہ بار آواز کرد جوابی برنیامد۔ آخر خدمت گاران را فرمود چادر بکشید چون چادر کشیدند دیدند کہ جان بہ حق سپردہ است۔ میرزا سلطان نظر تجہیز وتکفین کردہ ہمانجا بہ خاک سپرد۔

میر سید احمد بلگرامی کہ دران وقت بہ حکومت شاہجہان پور وسجاد لپور واندور محالات صوبۂ مالوا می پرداخت۔ ومیر لطف اللہ برادر اعیانی سید محب اللہ کہ ہمراہ میر سید احمد بود اینہا شخصے را بازرے فرستادند کہ قبر آن مرحوم را پختہ سازد چون فرستادہ آنجا رسید دید کہ حاکم سراے مذکور قبر را با چبوترہ از خشت ورگج پیشتر تعمیر کردہ است واسپ ایشان دانہ وکاہ را ترک دادہ شب وروز اشک از چشم می ریخت لہذا حاکم بعد سہ روز اسپ را ذبح کردہ پائین مرقد دفن نمود۔ وقبر اسپ مربع ساخت، وچاہی کندہ

آن را نیز بہ خشت تعمیر نمود - مردم آنجا بہ زیارت سید می آیند - ونقارہ می نوازند - ونیاز ہا
می گذارند وفاتش چہار دہم ماہ شعبان سنہ ۱۱۰۰ ہزار وصدم اتفاق افتاد - سراے سیبی
حصار سنگین دارد - قبر سید متصل دروازہ جانب اکبر آباد است و این سیبی از توابع
سیپری است مابین نرور وکالا باغ - نسخہ کلام اللہ جملہ سی جزء درپانزدہ مجلد بہ دستخط
سید محب اللہ کہ صحت تمام دارد امروز موجودہ است مردم تلاوت می کنند - ونسخہ
ہاے دیگر را از روے آن تصحیح می نمایند - سید العارفین قدس سرہٗ می فرمودند
سید محب اللہ می گفت در وقت ذکر کلمہ طیب ہرگاہ لا آلہ می گویم ہیچ چیز در نظرم نمی آید
وہرگاہ الا اللہ می گویم ہمہ موجود می گردد - ونیز سید العارفین قدس سرہ می فرمودند کہ وقتے
خطی بہ سید محب اللہ نوشتم این بیت مندرج ساختم ؎

	غیرت روانہ داشت کہ برقع برافگنم		تاجملہ بنگرند کہ جانانہ خودم	

سید محب اللہ در مقابل بیت مذکور این بیت نوشت ؎

	جز تو کس نیست تاترا بیند		زچہ برقع نمی کشائی تو	

سید العارفین فرمودند کلام سید محب اللہ از کلام من سبقت برد -

(۶۰) میر سید لطف اللہ المعروف بہ خورد میر قدس سرہٗ

برادر حقیقی وطریقی سید محب اللہ مسطور است - اگرچہ ظاہر حال بہ ملازمت
امرا می پرداخت اما فی الحقیقۃ شمع خلعت در انجمن می افروخت وحظی وافر از ثروت صوری

داشت - ودوام ہمت بر انجاح مطالب مستمندان صرف می کرد - بے تصنع تشریف مروت واحسان بر قامت اودوختہ بودند - وباوصف ملازمت امرا کوشش بلیغ در صلاح وتقوی داشت ودقیقہ از دقائق فرو نمی گذاشت - گاہے نماز تہجد فوت نہ کرد - وبہ جمعیت ظاہر وباطن روزگار بسر آورد - ودر ۱۱۳۲ھ اثنین وثلثین ومائۃ والف از دار الخلافہ شاہجہان آباد بہ بلگرام می آمد - قضارا مابین سکندرہ وقنوج قطاع الطریق ریختہ زخم ہائے کاری رسانیدند - بہ ہمان حال در وطن رسیدہ بعد یک ہفتہ از زخمی شدن - ساغر موت احمر چشید - ودر قبرستانی کہ متصل دیوار قلعچہ سید احمد بن سید بدہ جانب شمال است آسائش گزید - آیۂ "رضوا عنہ" ۱۱۳۲ھ تاریخ یافتہ ام استاد المحققین میر سید طفیل محمد متعہد تجہیز وتکفین او شدند رحمۃ اللہ علیہ -

(۶۱) شیخ محمد سلیم قدس سرہٗ

از قبیلہ قضاۃ بلگرام است واز احفاد قاضی یوسف عثمانی ممتاز اقران خود بود وکمال تمکین ووقار واخلاق سنیہ داشت - در بدو حال چندی بہ منصب قضائے بلگرام پرداخت وبہ کمال دیانت وامانت سرانجام داد - آخر بہ اقتضائے علو ہمت خود را کنار کشیدہ ومنصب قضا بہ برادر زادہ خود قاضی محمد حافظ تفویض نمود - وبہ اعتصام حبل المتین یعنی ارادت سید العارفین سعادت اندوخت وسالہا کمر بہ خدمتگزاری بست وہلال استعداد خود را بہ اقتباس اشعہ قدس بدر کامل ساخت وبست وہشتم محرم ۱۱۱۴ھ اربعہ عشر ومائۃ والف

درسلک منهم من قضی نحبہ منتظم گردید۔ مرقدش درباغچہ ایست کہ قریب قلیچہ میر سید احمد
واقع شدہ بر چبوترہ کلانی مربع راقم الحروف تاریخش از آیہ کریمہ ونجزی الذین احسنوا بالحسنی
استخراج نمود۔ چون میر نوازش علی سلمہ اللہ تعالیٰ صاحب سجادہ سید العارفین قدس سرہٗ
متولد شدند۔ شیخ محمد سلیم اہل خانۂ خود را در عالم رویا بشارت داد کہ امشب حضرت
شاہ لدہا را نبیرۂ کرامت شد پارۂ شیرینی کہ در خانۂ حاضر است بہ طریق نیاز ارسال
باید داشت چون اہل خانہ بیدار شد۔ موافق اشارہ بہ عمل آورد رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶۲) شیخ محمد حافظ

برادر زادہ شیخ محمد سلیم مذکور است قدس اللہ اسرارہما در عصر خود بہ غایت مکرم و مجل
می زیست۔ واکابر و اصاغر شہر ادب و احترام بہ تقدیم می رسانیدند۔ در آوان خوردسالی
قرآن مجید را حفظ کرد۔ و در ریعان شباب بہ کسب علم پرداخت۔ و در حلقہ درس قاضی
علیم اللہ گجندوی تلمذ نمود۔ و در زمرۂ مستعدان بہ امتیاز برآمد۔ و خط نسخ و نستعلیق
در جودت می نوشت۔ چون شیخ محمد سلیم منصب قضا بہ او تسلیم کرد۔ چندی این امر بنا بر
ضرورت وقت تمشیت نمود۔ دل بہ یار و دست بہ کار داشت۔ و متاع دنیا را در میزان
اعتبار می سنجید و سیم و زر در دست نمی گرفت۔ آخر الامر عہدۂ قضا را بہ دستور عم بزرگوار
بہ یکے از اقربا سپرد و سر بر خط ارادت سید العارفین گذاشت در ریاضت لانہایہ کشید
و سجل حال بہ مہر داغ عشق مزین ساخت بسیار خوش صحبت بود و سراپا ذوق و شوق

مجمہم اشعار را استانہ می خواند واہتزاز می کرد و می گریست ۔ میر سید محمد سلمہ اللہ تعالیٰ
خلف الصدق حضرت علامی میر عبد الجلیل بلگرامی فرمود کہ روزے از سر راہ خانہ
قاضی محمد حافظامی گذشتم قاضی بر بلندی ایستادہ بود سلام کردم و خواستم بگذرم کہ آواز
داد ایستادہ باشید و بیتی از میرزا صائب گوش کنید ؎

ساعد سیمین او را تا کلیم اللہ دید		نسخۂ افسوس شد دستی کہ در اعجاز داشت	

وحالتے در ایشان مشاہدہ افتاد کہ دامن تاثیر تمام کرد و نیز فرمود کہ روزے بخانہ
قاضی رفتم بشاشت بسیار نمود و گفت ابیات امانت پدر خود بگیرید و این غزل امیر خسرو
علیہ الرحمۃ را کہ از علامہ مرحوم میر عبد الجلیل شنیدہ بود خواندن گرفت بہ ذوقی و کیفیتی
کہ بہ زبان قال تعبیر نتوان کرد ؎

یار قبا چست کرد رخش بہ میدان برید		این سر و ہر سر کہ ہست در خم چوگان برید
غمزہ زن یار سید ساختہ دارید جان		یوسف ما بازگشت مژدہ بہ کنعان برید
مست خراب مرا حاجتِ نقل است اگر		این جگر خام سوز را بہ نمکدان برید
نیست دلِ چون منی درخور شاہین شاہ		پارۂ مردار را بر سگ دربان برید
بردو رخ از خون نوشت خسرو دل خستہ حال		وہ ز دل ماندہ ام قصہ بہ سلطان برید

وفات او بست و چہارم ماہ محرم سنہ ۱۱۲۳ ثلث و عشرین و مائۃ والف در مقام
سوہان من توابع لکھنو واقع شد ۔ نعش او را بہ بلگرام آوردہ بست و ہفتم ماہ مذکور بہ خاک
سپردند قبرش پائین مرقد قاضی محمد سلیم بر چبوترہ علیحدہ قطعہ تاریخش در ترجمہ سید محمدی گذشت

(۶۳) شاہ رحمت اللہ قدس اللہ سرہٗ

از سادات حسینی واسطی بلگرامی قبیلۂ پنج بھیہ ساکن محلہ میدانپورہ است - وی سلطان العاشقین و برہان العارفین است حصور بود - از عنفوان شعور اورا درد طلب نعل در آتش کرد - خانمان را ترک داده - دست توسل - و ارادت بہ دامانِ سید العارفین زد - و ساغر عرفان نوش کرد - و مستانہ در نہایات الوصال خرامید - و طریق آزادگی و گذشتگی پیش گرفت سال دوازدہ ماہ بہ یک جا در و کلاہ و زیر جامہ اکتفا کرد - و در کنج مسجد جامع محلہ میدانپورہ مسکن گرفت - از حطام دنیا ذرہ برنہ داشت - و مدۃ العمر سیم و زر را دست نہ کرد - و گاہے لب بہ سوال ہیچ چیز با ہیچکس نہ کشود از خانہ مرشد خود قوت سہلی کہ سد رمق می تواند شد قبول کرد - ابتداء حال مشرب سکر و مستی بر مزاجش غالب بود آخر حالت اطمینان بہم رسانید - مریدنمی گرفت - می گفت پیش ما پیری و مریدی محبت است عزیزے با فقیر نقل کرد کہ من بادشاہ اعتقاد خاص داشتم و ہمیشہ عرض می کردم کہ می خواہم شرف بیعت حاصل کنم - وانکار می کرد - روزے بجد شدم فرمود از ارادت مقصد چیست اگر این است کہ فردا ے قیامت بہ کار شما بیایم از دو حال خالی نیست در ان روز کلمہ من نا فذ ہست بیعت در صورت ثانی مرید شدن بے فائدہ و در صورت اول ما و شما آشنا ئیم حیف آشنا کہ با وصف قدرت از خدمت آشنا خود را مقصر دار داز آن روز کہ ارشاد فرمود دست از داعیۂ بیعت بر داشتم

رغبت به مظاهر صوریه بیشتر داشت تخصص حسن انسان نبود بلکه هر شے که در نظرش خوش مے نمود فریفتهٔ او می گشت و می گفت سر شوق من سلامت هر جا نظر می افگنم تمام حسن به نظر می آید و بردست خان ناظم صوبه اوده از راه بلگرام عبور کرد فیلان او می گذشتند فیلے را خوش کرد و اورا دیده و دیده قریب هفت هشت کروه راه طے کرد - فیل بانان نگاه کردند که فقیرے برهنه پاے ژولیده موے همراه می آید پرسیدند که اے فقیر چه می خواهی فرمود نزدیک بودن به این فیل و خوب ملاحظه کردن حالانکه آن فیل مست بود و در زنجیرها مقید و نگاهبانان نیزه ها در دست گرد فیل می رفتند فیل بانان عرض کردند که فیل مست است مبادا آسیبی رساند فرمود شمارا چه کار فیل بانان فیل را ایستاده کردند - شاه نزدیک رفت و خوب ملاحظه کرد - حضار نقل می کنند که فیل در آن وقت گویا تن بے جانی بود چون فیل بانان این معامله مشاهده کردند به تواضع پیش آمدند و بجد شدند که امروز منزل مارا شرف اندوز باید ساخت - فرمود ذوق ما تا همین جا بود و برگشت - و هر کرا نظر انتخاب می زد با آنکه سابق منظور مردم نه بودے از پرتو التفات او قبول خاص و عام بهم رساندے - وقتے با یکے از مظاهر تعلق خاطر پیدا کرد بسیار سیاه فام بود - عزیزے در مجلسے که راقم الحروف در آنجا حاضر بود زبان اعتراض گشود که عجب از شاه است که برین سیاه التفات کرده اند حرف تمام نه شده بود که حضرت شاه از غیب پیدا شد و با معترض خطاب کرد که لیلی را به چشم مجنون باید دید و با منظور تنها نمی نشست و تا که ثالثی حاضر نمی بود اختلاط نمی کرد اکابر و اصاغر فریفتهٔ آزادمنشی او بودند و به

ادب و به اعتقاد تمام سلوک می کردند داد آئینه دار همه کس را به یک نگاه می دید هر کس می داشت
بر من مهربان تر است از غلبات سکر مقید به نماز نه بود مردم زبان طعن دراز ساختند و به خدمت
سید العارفین عرض کردند حضرت فرمودند باشد من بیک پا نشسته او را هیچ نه باید گفت۔
تمناے مرگ بسیار داشت و هاذم اللذات را اکثر یاد می کرد وقتے مار را به گرفت خنصر دست
راست او را گزید زهر سرایت نه کرد و کرتے هر دو دست خود را نشتر زد و خون سر داد
تا وقتیکه خون در عروق نه ماند۔ و بدن سفید گشت و بارها سم قاتل فرو برد۔ چون اجل موعود
نه رسیده بود هیچ کدام کارگر نیفتاد۔

فرمود وقتے از شاهجهان پور به بلگرام می آمدم چون به سرحد آٹھ کنوه که دهی ست عمده
رسیدم شخصے از ساکنان دیه زیر درختے نشسته بود از دور به من گفت چادر خود را بینداز
هنوز سخن تمام نه شده بود که چادر را از خود کشیده جانب او بر تافتم و سر راه گرفتم۔ بعد دو سه روز
روح الامین خان بلگرامی که دران ایام به حکومت بعضے محالات صوبه اوده می پرداخت
بر سر آٹھ کنوه رفته تاراج نمود و هزار و صد کس را از مردم آنجا به قتل رسانید۔ خلائق حمل بر کرامت
شاه کردند و او فرمود سرش این است که چادر من مملو از شپشها بود و من آنها را از چادر
جدا نمی کردم که رزاق حقیقی قوت آنها را از جسم من میسر سازد۔ قاطع الطریق جمعی را بے رزق
ساخته در معرض هلاک انداخت۔ و به شامت یک کس جم غفیر را غیرت الٰهی در زیر تیغ
کشید۔ چه اصناف آفرینش همه هم رنگ اند۔ و در میزان عدل خداوندی هم سنگ و
مامن دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم ازینجا است۔ که طائفه ابدال قدس الله

اسرار ہم مو ذی را ہم نہ رنجانند - و ہر نیشے کہ پیش آید بجاے نوش در کشند - و از الم کشیدن شاہ توان دریافت کہ گویا در مقام ایوبی بود - عزیزے نقل کرد کہ من و شاہ از قصبہ ساندی بہ بلگرام می آمدم در باغستان ساندی وزدی را کشتہ از درختے آویختہ بودند شاہ مرا گفت باش و خود پیش رفتہ پاے وزد را بوسید - سوال کردم کہ این چہ بود - فرمود این وزد شیوہ خود را بہ کمال رسانید - حق تعالی ہر کس را در ہر راہی کہ اختیار کند مثل این وزد ثابت قدم دارد -

وقتے جمعی از مردم بلگرام بہ تقریبی طرف جاجمو گذشتند و بہ دریاے گنگ کہ از زیر جاجمو می گذرد - شاہ ہم دران کشتی نشست - آشناے بر کنار دریا کہ در آنجا ساحل بسیار بلند واقع شدہ شاہ را در کشتی دید و بغل اشتیاق وا کردہ خود را در دریا افگند - شاہ نیز بغل وا کردہ در دریا افتاد و ہر دو ہم آغوش شدہ در آب فرو رفتند - غوغا از اہل کشتی برخاست - ملاحان بہ سرعت رسیدند و آن ہر دو آشناے دریاے محبت را برآوردہ در کشتی گرفتند -

شبے از بلگرام قصد ملاوہ کرد آخر شب در آنجا رسید - طائفہ عسس وزد گفتہ او را گرفتند - و در زندان نگاہ داشتند - و صبح عسس را خبر کردند عسس او را طلبید چون جمال مبارک مشاہدہ کرد در قدم افتاد معذرتہا نمود -

روزے سید محمد باقر فاضل بلگرامی طفلی را نزد شاہ آورد و التماس کرد کہ این طفل یتیم است - در حق این دعاے کنند فرمود این طفل یتیم نیست چرا کہ فراست و عقل صحیح دارد یتیم کسے است کہ فراست و عقل صحیح نہ داشتہ باشد -

نقصئہ وفاتش چنین است کہ شبے در شہر تقریب اجتماعی درمیان بود۔ اتفاقا
مردم ہر محلہ دریک مکان جمع شدند۔ ومحفل عظیمی بہ جلوہ افروزی حسن ودل فریبی نغمہ
انعقاد یافت شاہ دران ہنگامہ طرفہ ذوقی وحالتے داشت ناگاہ برخاست۔ واز فرد فرد
حضار مجلس رخصت گرفت۔ بہ سوالی کہ گویا بہ سفر دور ودراز می رود۔ مردم استفسار کردند
بہ جواب مبہم گذرانید شبا شب بہ قصبہ ملاوہ کہ از بلگرام بہ مسافت شش کروہ است۔
شتافت وبا قاضی آنجا بنا بر سبق ارتباطے کہ داشت ملاقات کرد۔ وعلی الصباح بہ اتفاق
قاضی بہ موضع فرحت نگر بہ مسافت یک کروہ از ملاوہ متوجہ گردیدہ وبہ گلگشت چمنستانی
کہ دران موضع قاضی ترتیب دادہ بود خرامش نمود۔ ودرخت گلے را خوش کردہ با قاضی
تبسم کنان فرمود اگر اجل من در رسد نزد این درخت دفن باید کرد۔ قاضی عرض
کرد۔ کہ بر مرقد ایشان گنبد عالی شانی تعمیر می کنم بہ این مصراع جواب داد ؎

بر سر گور غریبان گنبد گردون بس است

تمام روز اثرے از کسل نہ داشت۔ چون شب شد با قاضی فرمود امشب وعدہ
من در رسیدہ پارۂ از شب گذشتہ پیچشی در شکم عارض شد ودر عرصہ دو سہ ساعت
جان بحق تسلیم نمود در نفس واپسین دو سہ مرتبہ لفظ حق بر زبان آورد۔ در وقت احتضار
سید عبدالوہاب بلگرامی پر سید چہ حال دارید این بیت برخواند ؎

مست ذوق عرفیم گر نغمہ توحید تو		لذت آوازہ در کام جہان انداختہ

واین واقعہ شب چہاردہم شہر ربیع الآخر سنہ ۱۱۳۰ ثلاثین ومائۃ والف اتفاق افتاد

قبرش درہمان موضع است راقم الحروف گوید ؎

رحمت اللہ شاہ کشور دین		یافت در عالم تقدس راہ	
سال تاریخ رحلتش آزاد		گفت مشمول رحمت اللہ سنہ ۱۱۰۳ھ	

(۶۴) سید محمد بلگرامی قدس سرہٗ

از قبیلۂ سادات پچ بہیہ محلہ میدانپورہ است مرید سید العارفین واز دیدار مشائخ مرزوق بود پیش از بیعت مرشد سیاحت بسیار کرد۔ وبہ صحبت خیلے از صاحب دلان رسید وفیضہا گرد آورد۔ وسالہا ریاضت جسم شکن روح پرور کشید۔ در علم دعوت وتکسیر وجفر ید طولی داشت۔

روزے نقل کرد کہ وقتے عزم بہاگل پور از توابع بہار کردم۔ روز داخل شدن شہر باران بہ شدت گرفت وآفتاب قریب بہ غروب رسید۔ در سوادِ شہر تکیۂ ہندوی جوگی بہ نظر در آمد در آنجا پناہ بردم۔ چون صبح دمید از کلفت سفر وآبلۂ پا آن روز در تکیہ توقف کردم ہندوان بسیار رجال ونسا از معتقدان جوگی ہجوم آوردند۔ ودر حضور نمازِ من خلل کردند مزاجِ من بر آشفت۔ باجوگی گفتم این چہ دام مکر وفریب چیدۂ۔ جوگی جواب تلخ داد۔ حرف طول کشید جوگی گفت باش والا ترا ہلاک می کنم۔ گفتم انچہ توانی دریغ مکن۔ جوگی قدرے شکر آورد وافسونی خواندہ بر شکر دمید۔ وگفت اگر مرد باشی این را بخور۔ فی الفور از دست او گرفتہ فرو بردم اصلا تاثیرے نکرد۔ پس باجوگی گفتم اکنون خبردار باش وسنگریزہ

از زمین بر داشته و اسمی از اسماء جلالی دمیده بر جوگی زد م فی الحال بر زمین افتاد۔ روزے بہ دعوتِ اسما مشغول بود۔ ناگاہ دیوے بہ شکل مہیب بہ نظر در آمد۔ دیو او را از جا بر داشتہ بر زمین زد بیہوش گشت۔ و بعد افاقہ سوزشی قوی و دردی سخت در سینہ یافت بہ اضطراب تمام پیش سید العارفین قدس سرہٗ شتافت۔ وخواست کہ ماجرائے خود بہ عرض رساند حضرت قلیان می کشیدند پیش از تکلم او فرمودند برخیز آبِ قلیان را تازہ کن۔ سید محمدی برخاست۔ و برائے آب کشیدن دلو در چاہ انداخت۔ بہ مجرد استماع صدائے کہ از پر شدن دلو بہ گوش رسید سوزش و درد رو بہ کمی آورد چون آب قلیان تازہ کرد۔ و قلیان را آوردہ پیش حضرت گذاشت بہ مجرد استماع صدائے قلیان سوزش و درد باقی زائل گشت۔ و بعد ازان کہ بہ شرف بیعت حضرت فائز شد طرفہ حالتے و کیفیتی بہم رساند برق و اسوختگی در خرمن افتاد دنیا و مافیہا را پشت پا زد و زن و فرزند و یار و آشنا از ہمہ بیگانہ گشت۔ و دوام بہ ادائے صلوٰۃ و نوافل و اوراد اشتغال گرفت۔ و خود را در انوار سرمدی محو ساخت و غلبہ جذبات بجائے رسید کہ بہ اندک آہنگ نغمہ از خود می رفت۔ و قلق و اضطراب می کرد۔ از صداہائے موزون بے خودی دست می داد۔ و مضمون این شعر معائنہ می شد ؎

کسانیکہ یزدان پرستی کنند		بہ آواز دولاب مستی کنند	

و صبح تا شام نالہ ہائے دل سوز و صیحہ ہائے جان گداز می کشید ساعتے نمی آسود مردم می گفتند عجب است کہ با این ہمہ فریاد گلو شق نمی شود با اینحالت عزیزے او را

نظر بہ سبق الفتی کہ داشت بہ الہ آباد برد - ودر آن جا نیز ہمان شورش درس داشت
از انجا بہ طور خود بہ کالپی شتافت - ودر حجرۂ پائین مرقد قطبین فلک ولایت میر سید محمد
ومیر سید احمد قدس اللہ اسرارہما منزوی گشت - ودر زاویۂ خمول وگم نامی پا افشرد
ودر اختلاط خلق بربست وشورشی کہ داشت روز بہ روز در ازدیاد بود - تا آنکہ سرے
بہ سمتی کشید - در اواخر داعیۂ حج مصمم داشت ظن غالب آنکہ میر خود را در راہ حرمین
شریفین باخت وسانحۂ مقصود شدن او در ۱۱۴۱ھ احدی واربعین ومائۃ والف
واقع شد رحمۃ اللہ علیہ -

(۶۵) سید غلام مصطفے قدس سرہٗ

بن سید عبد اللہ برادر زادہ حقیقی سید العارفین از خواص مریدانِ آن جناب
است قدس سرہٗ - صاحبِ مشربِ عالی بود - ونشاء فقر ودرویشی دو بالا داشت ودر کمال
حسن خلق وتواضع می زیست - ابتدای حال چندان سواد نہ داشت در ریعان شباب
قائد توفیق دلالت کرد وکمال تہذیب ظاہر وباطن بہم رساند ودست انابت بہ سید العارفین
قدس سرہٗ داد وطریق ریاضت ومجاہدہ پیش گرفت - وقدم بر سلم کمال گذاشتہ بہ ذروۂ تکمیل
برآمد وہموارہ بہ شیوۂ سپاہگری کسبِ معاش ضروری می کرد ونعل وا ژون زدہ شبدیز
سیر فی اللہ جولان می داد - اما چون آثار ولایت از جبین او ہویدا بود دران لباس ہم مردم
بہ او گرویدگی داشتند - ومعتقدانہ سلوک می کردند - بحال راقم الحروف شفقت ومہربانی

خاص داشت و نتایج طبع خود اکثر در مراسلات می فرستاد۔ در سنہ ۱۱۳۶ ست و ثلثین و
مائۃ والف مولف اوراق در دار الخلافہ شاہجہان آباد زیر سایۂ عنایت حضرت علامی میر عبد الجلیل
بلگرامی جا داشت مشار الیہ نیز دران مقام و ایام بہ علاقہ نوکری نواب مبارز الملک سربلند خان
تونی وارد شد و مثنوی ترجمان اسرار قیومی مولانائی رومی قدس سرہ از خدمت حضرت
علامی سند کرد دران نزدیکی نواب مسطور را ایالت صوبۂ گجرات احمد آباد از پیشگاہ خلافت
مفوض گردید مشار الیہ در رکاب نواب بآن دیار شتافت و چون حکومت گجرات از عزل
نواب بہ راجہ ابے سنگ ولد راجہ اجیت سنگہ مرزبان خطۂ ماروار مقرر شد۔ و با نواب
و راجہ صورتِ مخالفت رو نمود۔ و در سواد احمد آباد جنگی صعب واقع شد مشار الیہ دران
معرکہ جرعہ شہادت چشید۔ و در سلک احیاء عند ربہم یرزقون منتظم گردید۔ و این
واقعہ ہشتم شہر ربیع الآخر سنہ ۱۱۴۳ ثلث و اربعین و مائۃ والف رو داد۔ بعد انفصال
محاربہ اجساد جمیع شہدا در میدان یافتند۔ الا سید غلام مصطفے کہ ہر چند تفحص کردند اثرے
ازگل نہ کرد و او بہ چند روز پیش از شہادت رباعی گفتہ بود و از حال آئندہ اخبار نمودہ رباعی
این است ؎

در خلوتِ ما ورای ما یاری نیست	یعنی کہ بہ عرش و فرش اغیاری نیست
ما روے مجرد یم ز آرایشِ مرگ	ما را بہ جنازہ و کفن کاری نیست

و درین حرب سید نجابت نیز بہ مرتبہ علیاے شہادت فایز گردید۔ سید نجابت برادر
اکبر اعیانی سید غلام مصطفے است۔ و مرید سید العارفین قدس سرہ بہ حلیہ صلاح و

تقوے آراستہ بود۔ وسرآمد شجعان عصر می زیست۔ و در معارک بارہا کار دست بستہ کرد محرر سطور گوید ع

چو میر نجابت بہ شہادت برسید		وین بادۂ غلام مصطفٰی نیز چشید	
از ہاتف غیب خواستم تاریخی		فرمود شدند ہر دو ہمراہ شہید ۱۱۴۳ھ	

(۶۶) سید فرید الدین

المعروف بہ سید بدلی بن سید خواجہ معین الدین بن سید عبدالوہاب بن سید اجل بلگرامی قدس سرہٗ کہ ترجمہ اش تقدیم یافت۔ بزرگ عہد۔ متقی۔ متورع فاضل حمید بود وخصائل رضیہ وشمائل مرضیہ داشت۔ در بدو حال مشار الیہ و میر سید قادری خلف الصدق سید ضیاء اللہ بلگرامی ہر دو بہ خدمت شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون امیتھوی طاب ثراہ تحصیل علوم نمودند۔ بعد ازان در حوزۂ درس شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہٗ رسیدند وتتمہ کتب گذرانیدند۔ سید فرید الدین بہ خدمت شیخ فاتحہ فراغ خواند۔ و سید قادری جزو انداخت۔ سید فرید الدین بعد از فراغ تحصیل علوم بہ خدمت شیخ جنید معروف بہ شیخی میان بن شیخ عبدالواحد بن شیخ شبلی ابن شیخ سری سقطی بن شیخ محمد بن شیخ نظام الدین امیتھوی قدس اللہ اسرارہم مرید گردید۔ وبہ اتفاق سید قادری ارادہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وکرامۃ کرد۔ و بعد از نیل این سعادت عطف عنان نمود۔ و در بندر مبارک سورت لنگر انداختہ بہ افادہ علوم وطاعت حی قیوم بسر می برد و در عشرۂ ثالث بعد مائۃ والف

سفر گزین عقبیٰ گردید۔ و در ہمان شہر مدفون گشت کتب فراوان درسی از مختصرات
و مطولات مصحح و محشی بہ خط او در بلگرام موجود است رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶۷) سید قادری بلگرامی قدس سرہٗ

سید قادری الاسم والطریقۃ صاحب العرفان کاشف الحقیقۃ است جامع فضائل
صوری و معنوی بود۔ و شانِ شریعت غرا را نہایت اعتنامی کرد۔ در صغر سن نزد پدر بزرگوار
خود سید ضیاء اللہ بلگرامی کہ ترجمہ اش در فصل ثانی می آید۔ کلام اللہ را حفظ کرد۔ و تجوید آموخت
و مبادی کتب تحصیلی را گذرانید۔ بعد ازان بہ اتفاق سید فریدالدین بلگرامی چنانچہ گذشت
در خدمت ملا جیون امیتھوی تلمذ نمود۔ از آنجا بہ حلقہ درس شیخ غلام نقشبند لکھنوی پیوست
و بقیہ نسخ درسی استفادہ کرد و مقید بہ رسم فاتحہ نہ شدہ جزو انداخت آنگاہ قائد توفیق زمام
اورا بہ جانب حرمین محترمین شرفہما اللہ تعالیٰ کشید۔ سہ نوبت مناسک حج ادا کرد۔ و بہ زیارت
طیبہ مقدسہ علیٰ ساکنہا الصلوٰۃ والتحیۃ مستعد گردید از انجا عازم کربلاے معلیٰ و بغداد کرامت
آباد شد۔ در اثناء راہ قطاع الطریق ریختہ بہ سلاح جنبیہ زخم ہاے منکر زدند۔ و ساز و سامان
غارت کردند۔ بعضے بدویان آن ناحیہ ترحم کردہ در قریہ خود بردند۔ و بہ تیمار پرداختند۔ بعد مندمل
شدن جراحتہا بہ کربلاے مقدس شتافت و شرف زیارت سبط شہید رضی اللہ عنہ سرخ
روے نشاتین حاصل کرد بعدہٗ جانب دار السلام بغداد متوجہ گردید و در حدود سنہ ۱۱۱۵ خمسہ
عشر و مائۃ والف بہ وصول دار السلام از رنج سفر آسود۔ و مزارات بابرکات آنجا را سیما مرقد

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ زیارت نمود۔ ازانجا بہ سمت حما نضت کرد و بہ ملازمت
سید یس حموی صاحب سجادہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سرمایہ افتخار اندوخت و دست
بہ دامان ارادت زد۔ صاحبزادہ از کمال قدر شناسی مقدم اورا گرامی داشت و در خانقاہ
شریف جا داد۔ و بہ تفویض خلافت و الباس خرقہ و تسلیم بعضے تبرکات غوث الثقلین
رضی اللہ عنہ نوازشش فرمود سلسلہ ارادت او برین نہج است۔ اخذ السید قادری
الطریقۃ القادریۃ عن شیخہ السید یس وهو من والدہ سید عبدالرزاق
وهو من والدہ السید شرف الدین وهو من ابن عمہ السید جلال الدین
وهو من ابن عمہ السیّد شہاب الدین احمد وهو من شفیقہ السیّد
جمال الدین عبداللہ وهو من ابن عمہ السیّد شمس الدین ابوالوفا وهو من شفیقہ
السید شہاب الدین احمد وهو من والدہ السیّد قاسم وهو من ابن عمہ السید عبدا لباسط
وهو من والدہ السید شہاب الدین ابوالعباس احمد وهو من والدہ السیّد
بدرالدین حسن وهو من والدہ السید علاء الدین علی وهو من والدہ
السید شمس الدین محمد وهو من والدہ السید شرف الدین یحییٰ وهو
من والدہ السیّد شہاب الدین احمد وهو من والدہ السید عماد الدین ابی صالح نصر وهو من
والدہ جمال الدین السید عبدالرزاق وهو من والدہ القطب الربانی الشیخ
عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم سید قادری از حما باز بہ بغداد آمدہ و مدتے روضۂ
غوث الثقلین قدس سرہٗ را مجاورت نمود۔ و علم تجوید از مولانا سلطان بن ناصر بن احمد غابوری

قدس سرہ اخذ کرد۔ وشاطبیہ را نزد مولانا مذکور خواند۔ وسند علم تجوید وسند صحاح ستہ وسائر مفردات
مولانا از کتب تفسیر وحدیث وفقہ وغیر ذلک حاصل کرد واسانید اجازت ہر کدام معنعن با سامی
کتب بہ ترتیب حروف تہجی در اجازت نامہ او مسطور است وطریقۂ رفاعیہ وشاذلیہ نیز از مولانا سلطان
خابوری قدس سرہ فرا گرفت۔ شجرۂ ہر دو طریقہ در اجازت نامۂ او مندرج است مولانا سلطان
قدس سرہ در عنوان اجازت نامہ بعد حمد وصلوٰۃ می گوید لما کان فی حدود سنہ خمسۃ عشر
"ومائۃ والف قدم دار السلام بغداد الامام العالم والحبر الھمام الکامل الزاھد
"الورع العابد بقیۃ السلف عمدۃ الخلف نخبۃ ائمۃ الاقتداء وعین نجوم
"الاھتداء الحسیب النسیب المتخلق بالاخلاق المرضیۃ المقتفی آثار السنۃ
"النبویۃ السید محمد قادری بن السید ضیاء اللہ الحسینی الواسطی ثم الھندی البلگرامی
"الحنفی عاملہ اللہ بلطفہ الخفی وقد جاور حرم الغوث الصمدانی والقطب الربانی
"السید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز وقرء علی ھذا العبد الکسیر
"الشاطبیۃ قراءۃ بحث واتقان ونظر وامعان ثم حرکہ الشوق الی زیارۃ
"الاھل والخلان وکان ینبغی لکل طالب علم ان یعتنی بمعرفۃ انساب ما یقرءہ
"ومعرفۃ ما یاخذ عنہ عن الاشیاخ وقد قرروا فی ھذہ الصناعۃ ان الشخص لا
"یطلق علیہ اسم المحدث الا اذا علم رتبۃ الحدیث وحال راویہ
"وتحمل الحدیث عمن ھو اعلی منہ ومن ھو دونہ ومن یساویہ
"ولولا ذلک لما سال العبد الفقیر سیدہ ومولاہ العالم النحریر

" السید محمد قادری حفظ الله ان یجزیه بما یجوزله وعنه
" روایة عن الائمة المعتبرین من حدیث وتفسیر وفقه
" وغیر ذلک فاجبته راجیا منه الدعاءٓ فی خلواته
" وجلواته " انتہی۔

ونیز مولانا سلطان قدس سرہ در خاتمۂ اجازت نامہ می نویسد :-

" وقد اخرجت السیّد محمّد قادری مذکور بالکتب المذکورة
" وما تضمنه هذه الاوراق وباحزاب الشیخ ابی الحسن شاذلی
" واوراده ویلقن ذلک الفقرآء والاخوان ای وقت شاء فی ای
" مکان شاء وکیف شاء لاهلیته لذلک سلک الله بنا وبه
" احسن المسالک سائل من السید محمد قادری و انا العبد الفقیر
" سلطان بن ناصر بن احمد الخاپوری بلدا ثم البغدادی
" الجبوری بضمتین قبیلة الشافعی مذهبا الاشعری اعتقادا
" القادری الرفاعی ثم الشاذلی طریقة ان لا ینسانی من صالح دعواته فی خلواته
" وجلواته بحسن الخواتم مع العافیة والحمد لله وحده والسلام علی من لا نبی بعده"

ونیز مولانا سلطان قدس سرہ درہمین رسالہ اجازت می فرماید :-

" وقد اجزته للضیا بشرح المسمی بالعقود المجوهرة واللآلی المبتکرة علی القواعد
" المقررة والفوائد المحررة للشیخ محمد البقری"

القصہ سید محمد قادری بافراوان برکات عنان مراجعت بہ ہندوستان معطوف داشت
وچندی در دارالخلافہ شاہجہان آباد اقامت گزید۔ و بہ ہدایت ارشاد طالبان مشغول
گردید۔ مردم کثیر داخل طریقہ شدند۔ عاقبتہ الامر بہ بلگرام تشریف ارزانی فرمود وخلوت
گزینی اختیار کرد سوائے اوقات نماز از خانہ کم برمی آمد۔ صلوات خمسہ در مسجد جامع
محلہ ادامی کرد۔ وامامت می نمود۔ وبہ الحان دلپذیر قرآن می خواند۔ روزے از
زبان شریف ایشان مسموع افتاد کہ مردم ہند و یمن چون از راہ دریائے محیط بہ زیارت
بیت اللہ می روند۔ درعین دریا محاذی یلیلم احرام می بندند۔ حالانکہ احرام بستن از جدہ ہم
درست است۔ مشقت احرام در دریا کشیدن ضرورت نیست چہ مسئلہ این است کہ کسے
کہ از غیر راہ میقات قصد مکہ معظمہ کند محاذی میقات احرام بندد۔ ومعنی محاذات این است
کہ مسافت از جائے کہ احرام بستہ شود تا مکہ برابر مسافت مابین میقات و مکہ باشد۔ یلیلم
میقات اہل یمن و ہند است۔ وبہ ثبوت پیوستہ کہ مسافت مابین جدہ و مکہ مثل مسافت
مابین یلیلم و مکہ است۔ ودریا خود خارج از میقات است۔ احرام بستن در دریا چہ لازم
دران وقت کہ این مسئلہ از ایشان شنیدم بہ خاطر نہ رسید کہ استفسار نمایم کہ از کدام کتاب
می فرمایند تا آنکہ درعین تحریر این کلمات مسئلہ در تحفہ شرح منہاج از شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالی
بہ نظر درآمد۔ کلام تحفہ در این جا نقل کردہ می شود :-

" لوجاوز المیقات یمنہ او یسرۃ ای لا الی جہۃ الحرم فلہ ان یوخر احرامہ
" لکن بشرط ان یحرم من محل مسافۃ الی مکۃ مثل مسافۃ ذلک المیقات

" قاله الماوردی وجزم به غیرہ وبه یعلم ان الجائی من الیمن فی البحر
" له ان یوخر احرامه عن محاذاة یلملم الی جدة لان مسافتها الی مکة
" کمسافة یلملم کما صرحوا به بخلاف الجائی فیه من مصر لیس
" له ان یؤخر احرامه عن محاذاة الجحفة لان کل محل من
" البحر بعد الجحفة اقرب الی مکة منها۔"

سید قادری به تاریخ سیزدہم شهر ربیع الاول شب پنجشنبه ۱۱۴۵ھ خمس واربعین ومائة والف در جوار رحمت آسود قبر شریف در حویلی نشست گاه راقم الحروف گوید ؎

رحل القادری سیدنا	صاحب الکشف والکرامات
الهم الحق عام رحلته	ان للمتقی لجنات

۱۱۴۵ھ

واز ابنای او سید محمد مقتدی بن سید محمد بن سید قادری سطور کتب عربی تحصیل کردہ ودر حداثت سن توفیق زیارت حرمین شریفین یافته۔ ودر ۱۱۶۴ھ اربع وستین ومائة والف به این سعادت فایز گشته۔ ودر اماکن متبرکه علم حدیث تحصیل نمودہ درین ایام در زبید یمن اقامت دارد ونزد شیخ عبد الخالق زبیدی فن حدیث سند می کند حق تعالی در عمر او بیفزاید۔ وترقیات دینی کرامت نماید۔

(۶۸) میر طفیل محمد بلگرامی قدس سرہ

مجمع البحرین معقول ومنقول ومطلع النیرین فروع واصول۔ در تجرد وتفرد یکتا۔ ودر خصائل

رضیہ وشمائل سنیہ بے ہمتا۔ والد آن جناب سید شکر اللہ طاب ثراہ ایشان را در صغر سن
مرید سید سعد اللہ بلگرامی ساخت۔ آن جناب بر ہمین اکتفا کردہ اند۔ و از ریعان شعور
طریقہ ترک وتجرد و انقطاع از علائق دنیوی قاطبتہ اختیار نمودہ۔ اصل ایشان از سادات تجرید
معتبر شہر اترولی من اعمال آگرہ است وہمانجا در تاریخ ہفتم ذی الحجہ ۱۰۷۳ سنہ ثلاث وسبعین
والف از خلوت کدۂ علم در انجمن عین جلوہ فرمودند۔ و در سن ہفت سالگی با عم بزرگوار
خود سید احسن اللہ نور اللہ ضریحہ از اترولی بہ دار الخلافہ شاہجہان آباد تشریف بردند و
سبق اول عربی بہ تمنا بہ خدمت سید حسن رسول نما قدس سرہٗ خواندند۔ وتا شرح ملا جامی
بر کافیہ ابن حاجب از خدمت عم بزرگوار استفادہ نمودند و در پانزدہ سالگی در حدود سنہ ۱۰۸۸
ثمان وثمانین والف بہ ارادہ کسب علم از اترولی بہ بلگرام تشریف آوردند۔ ومختصرات
اوائل بہ خدمت میر سید مربی بلگرامی وپیر خود سید سعد اللہ قدس اللہ اسرارہما گذرانیدند
ومتوسطات از خدمت قاضی علیم اللہ کچندوی وبعضے فضلائے اکبر آباد بر گرفتند۔
ومنتہیات را در حوزہ درس مولوی سید قطب الدین شمس آبادی بختم رسانیدند و در طلبہ علم
بہ جودت طبع وقوت مطالعہ ومباحثہ اشتہار داشتند واکثر آن بود کہ ہر کتابے کہ خود می خواندند
بہ تلامذہ خود درس می گفتند قوت طبع اقدس ازین جا فہم توان کرد۔ می فرمودند۔ در حینیکہ
من وعلامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بہ اکبر آباد رفتیم و در مجلس نواب فضائل خان
اول مرتبہ وارد شدیم۔ نواب با جماعۂ فضلا نشستہ بود۔ اتفاقاً در اثنائے ذکر علمی از
زبان نواب برآمد کہ در آیۂ کریمہ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین بعضے مفسران

لاتقدیر کرده اند به خاطر من توجیهی گذشته که بے تقدیر لا معنی سلبی پیدا می شود یعنی یطیق از باب افعال است ہمزہ افعال برائے سلب ہم آمدہ پس یطیقونہ بمعنی لا یطیقونہ است حاضران لب بہ تحسین وا کردند من گفتم اگر امر شود بندہ حرفی التماس کنم۔ نواب اجازت داد۔ گفتم این توجیہ بہ غایت مستقیم است۔ بہ شرطی کہ معنی سلبی در اطاقت مسموع باشد چہ ہمزۂ سلب در باب افعال سماعی است نہ قیاسی۔ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی و کشاف و بیضاوی و دیگر تفاسیر و از کتب لغت صحاح جوہری و قاموس و غیرہما ملاحظہ کردند ہیچ جا معنی سلبی درین مادہ بر نیامد۔ نواب داد انصاف داد و گفت اعتراض شما بجا است و بہ این تقریب گرم جوشی نمود۔ و مراد علامۂ مرحوم را در رفاقت خود گرفت می فرمودند این حرف اوائل تحصیل است بعد ازانی کہ بر تفاسیر دیگر عبور دست داد معلوم شد کہ شمس الائمہ برین ست کہ ہمزۂ اطاقت ہمزہ سلب است و بعضے علما توجیہ او را مستحسن داشتہ اند و بعضے دیگر اعتراضات متوجہ ساختہ اند آن جناب بعد از تکمیل تحصیل در بلگرام طرح اقامت ریختند۔ در اوائل بہ خانہ سید محمد فیض زمیندار کہ از اعیان سادات بلگرام ست اقامت داشتند۔ بعد ازان قریب سی سال تا دم واپسین در محلہ میدانپورہ در دیوان خانۂ علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل نور اللہ مرقدہٗ سکونت ورزیدند۔ و درین مدت احیاناً بہ جانب گجرات شاہ دولہ و کشمیر و امکنۂ دیگر بہ طریق سیر بر خاستند۔ و در ہر نوبت بہ فرصت قلیل معاودت فرمودند۔ و بسیار بہ وضع لطافت و نزاکت و تمکین و وقار زندگانی می کردند۔ و زبانی لطیف و بیانی شیرین داشتند۔ و در متانت عقل و رزانت رائے و ظرافت طبع

مستثنی می زیستند - ہر کس بہ حضور محفل اقدس فائز می شد - از کسب آداب صحبت حظی اندوختہ تشنہ تر و فریفتہ تر می گشت قریب ہفتاد سال بر مسند تدریس بہ احیای علوم پرداختند - و عالم عالم طلبہ را از حضیض شاگردی بہ اوج استادی رسانیدند - اکابر و اصاغر شہر ہمہ غاشیۂ عقیدت بر دوش و حلقۂ ارادت در گوش داشتند - درین کتاب آن جناب را بہ استاد المحققین یاد کردہ ایم - در ماہ صفر ۱۱۵۶ھ ستہ و خمسین و مائۃ والف در خجستہ بنیاد اورنگ آباد فقیر را تب عارض شد - و امتداد کشید - و شبی بر بستر ناتوانی خوابیدہ بودم - آن جناب در عالم رویا در خانۂ چشم تشریف می آرند و می فرمایند فلانی بسیار تصدیع کشیدی - فردا انشاء اللہ تعالی تپ مفارقت می کند خاطر جمع دار آخر شب از خواب بیدار شدم - و ازین بشرۂ راحت افزا عافیتی در مزاج احساس کردم و در ہمان وقت ملہم غیب این رباعی در خاطرم انداخت ؎

	کس را خبرے نیست چہ آید فردا		نیرنگی قدرت چہ نماید فردا
	نومید مشو ز مژدۂ عالم غیب		شب حاملہ است تا چہ زاید فردا

می فرمودند شکست نفس معراج انسان است - و می فرمودند حرف خاصی از عامی شنیدہ ام کہ ہیچ وقت از خاطر نمی رود - روزے در دار الخلافہ شاہجہان آباد از کوچہ می گذشتم جمع کثیر از کناسان بہ تقریب طوی کناسی در مکانی مجتمع بودند - و با وفروشی ثنا خوانی این قوم می کرد - یک کلمۂ او در دل من موثر افتاد - حاصل کلامش این کہ شما بہترین مردم اید در آخرت زیرا کہ در میزان قیامت ہیچ عمل ثقیل تر از شکست نفس نیست

و این وصف در شما بہ مرتبہ اتم یافت می شود

مے فرمودند شخصے حاکم بلگرام بود و فی الجملہ مناسبتے بہ علم داشت۔ روزے با من سوال کرد کہ معنی "فرض کفایہ" بہ فہم من نمی رسد کہ اگر یکے فعل را بجا آرد ہمہ بری الذمہ می شوند و الا ہمہ آثم۔ گفتم این خود ظاہر است۔ مثلاً شما بر سر قریہ می روید۔ اگر یکے از اہل قریہ آمدہ اظہار اطاعت کرد ہمہ مامون می شوند۔ و الا ہمہ ماخوذ۔

مے فرمودند۔ طالب علمی نزد من ہدایہ فقہ می خواند گاہ گاہے بر سبیل ہدیہ جنس قماشی یا شیرینی برائے من می آورد۔ زرگران شہر آمدہ ظاہر می کردند کہ فلانے شاگرد شما کیمیا ساز است اکثر اوقات نقرہ نزد ما می آرد و می فروشد۔ من این حرف را گاہے بر روئے طالب علم نیاوردم تا آنکہ روزے طالب علم نزد من آمد و رخصت خواست و خود بہ خود لب بہ اظہار کشود۔ من کہ کیمیا سازم استاد من در کوہ سوالک می باشد۔ عمل قمری مرا تعلیم کردہ است و فرمود بعد ہفت سال دیگر عمل شمسی ہم تعلیم می کنم موعد الحال رسید می خواہم کہ در کوہ سوالک پیش استاد بروم و عمل شمسی یاد گیرم۔ گفتم از عمل نقرہ می توان عالم عالم نقرہ حاصل کرد۔ این قدر راہ دور و دراز پُر دشوار رفتن و خود را در تعب انداختن چرا۔ گوش نہ کرد و عزم مصمم ساخت۔ و مرا مقید شد کہ حق استادی شما خیلے ثابت شدہ۔ خدمت من ہمین کہ این عمل را یاد می دہم۔ ہر چند مراتب مبالغہ طے کرد آستین افشاندم۔ آخر گفت یک مرتبہ این عمل در نظر شما می کنم تا گمان راہ نیابد کہ حرف من مجرد دعوی است آتش آورد و بوتہ و ارزیر از جیب بر آوردہ ارزیر را گداخت۔ و خاکستری از کاغذ پارہ پیچیدہ بر آوردہ

اند کے در از ریز ریخت - فی الفور قرص نقرہ بر لبست - بعد ازان طالب علم رخصت شدہ رفت و باز نیامد -

آن جناب بتاریخ لبست وچہارم ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ احدی وخمسین و مائۃ والف انجمن روحانیان برافروختند - و مطابق وصیت در باغ محمود متصل مرقد علامہ مرحوم میر عبد الجلیل نور اللہ مضجعہ جانب مشرق مدفون گردیدند - مولف اوراق گوید ہ

افسوس کہ آفتاب معنی	از حلقۂ آسمان برون رفت
تاریخ وصال او خرد گفت	علامۂ از جہان برون رفت ۱۱۵۱ھ

ایشان بقیۃ السلف علماء اعلام بلگرام اند و برکات والا بہ تمامی شہر سیما اہل بیت علامہ مرحوم شامل گشتہ و چنانچہ ابو الطفیل صحابی رضی اللہ عنہ آخر جمیع صحابہ روے زمین اند کہ در ۱۰۲ھ اثنین و مائۃ در مکہ معظمہ ازین عالم رو بہ عالم قدس آوردند آن جناب آخر علمائے سلف بلگرام اند کہ از دار فانی بہ ریاض جاودانی انتقال نمودہ اند - راقم الحروف و میر محمد یوسف کہ ذکرش در فصل ثانی می آید تربیت کردہ جناب فیض انتسابیم - میر محمد یوسف ایشان را تجہیز و تکفین کردہ بہ منزل رسانید - و بندہ درہمان ذی الحجہ ماہ وصال مبارک فریضۂ حج ادا نمودہ و در جمیع اماکن فیض مواطن بہ ادعیۂ زاکیہ رطب اللسان گشت - و یک عمرہ مستقل بنام نامی بجا آورد و بعد استماع خبر رحلت قصیدۂ عربی در مرثیہ املا نمود - درین جریدہ قصیدہ قلمی می شود بہ اقتدائے شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہ کہ در اخبار الاخیار دو قصیدہ اثبات نمودہ یکے والیہ از مولانا احمد تھانیسری کہ مطلعش این ست ہ

اطار لی حنین الطائر المفرد	وهاج لوعة قلبی الثانیه الکمد

دوم لامیهٔ از قاضی عبدالمقتدر دهلوی مطلعش این است ع

یا سابق الظعن فی الاسحار والاصل	سلم علی دار سلمی فالمک ثم سل

اما ناسخان چه تحریف ها که درین قصائد نه کرده اند - راقم الحروف چندین نسخه اخبار الاخیار به تصحیح رساند اگر درین صحیفه هم زبان قلم ناسخان غلط کند و استادی را عبور افتد - چشم دارم که به تصحیح افکار یتیمهٔ من خاک شده را از خاک بردارد قصیده این است ع

یا للاحبة سادوا فی التباشیر	فاسودیومی کاحداق العیافیر
نحن الجسوم هم الارواح فارتحلوا	وخلفونا کامثال التصاویر
لقد اجبنا بانواع الدموع متی	غنی الحداة باقسام المزامیر
کم من قلوب رقاق اثر عیسهم	یاحادی العیس رفقا بالقواریر
عجبت منهم فضوا بالبین واعتذروا	ایسکن القلب عن تلک المعاذیر
ما جن لیل وما راعیت انجمه	الا وقد لسعتنی کالزنابیر
هی المجرة فانظر فی کواکبها	تنشق قلبی کاسنان المناشیر
وما الروض الحمی من بعد ما رحلوا	کمامه فی فوادی کالمسامیر
تساقط النور والاغصان قد یبست	فیا حمامة عن روض الحمی طیری
قلبی اذنب وفیه الحب مرتسم	فلا تقاس علی نقش الدنانیر
لان تخلت فقد زادت مودتهم	والطیب یزداد من سحق العقاقیر

احوم حول فوادی وهو مسکنهم — وتسکب الماء عینی کالنواعیر
کم من عقایق دمع ان لقیتهم — افدی او لاء بها الا بالقناطیر
ان الهموم التی حلت بانفسنا — مخالب فی شراعین العصافیر
من لی بابراء امراض زمنت بها — راح الطبیب المداوی بالتدابیر
السید القدوة المختار ضئضئ — من آل احمد اقمار الدیاجیر
عونی ملاذی معاذی سیدی سندی — وفق تی عضدی خیر المناصیر
من الاسمه الاشرف الاعلی طفیل محمد — ومن هو مقبول الجماهیر
صدر الاماثل فی مجد وفی شرف — راس المعاریف اکلیل المشاهیر
العلم عقلا ونقلا قد احاط به — واستوفر الحظ من فن التحاریر
مدارس العلم احیی فهی تشکره — کالروض یشکر احسان النواطیر
کم صیر الترب تبرا من له نظر — تاثیره فوق تاثیر الاکاسیر
لله دره امام کان منفردا — فی حسن نطق وفی حسن التعابیر
کم من جواهر لفظ جاد مقوله — بها فزین اجیاد المناشیر
تقاطر دمع عن براعته — الا وضحک اوراق الدساتیر
لم انس عهد الحمی والنور مبتسم — والقلب منشرح مثل الازاهیر
وکنت ملتزما اعتاب حضرته — وکنت لم ارض فیها بالتقاصیر
وقد کسبت علوما من افادته — عقلا ونقلا الی فن التفاسیر

سقاه صوب الغیوم الهاطلات کما — روی الغلیل بسلسال التقادیر

ثم النجوم اصابتنی باعینها — ومر عن کبدی سهم التقادیر

والدهر مدبر العدوان حیث طوی — بساط عافیتی طی الطوامیر

فصار مولای دوح الکون مرتحلا — وزلزل الحزن ارکان الدهاریر

اذا تذکرت ایامی به هملت — عینای کالسحب البیض المقاطیر

ضاقت علی الطباق السبع واضطرمت — بمارج من عذاب کالتنانیر

لا یرتجی الصبر منه فی مصیبة — اذ خزنه جل عن حصر المقادیر

ورب معتصم بالصبر صیره — عضب المصیبة مقطوع النواشیر

لا یحمل الصخر نار انلك فی کبدی — فکیف یحملها سلك الاساطیر

حمامة بالحمی ناحت مورخه — قد راح نجم الیها بدر النحاریر

اثره الله فی روض النعیم علی — اریکه بین ربات التقاصیر

معنی بعض لغات قصیده

فی القاموس التباشیر اوائل الصبح ۱۰ وفی المنتخب یعفور بالفتح آهو بره یعافیر جمع فی القاموس مزامیر داود ما کان تیغنی به من الزبور وضروب الدعا جمع مزمار ومزمور فی الحدیث رفقا بالقواریر کان النبی صلی اللہ علیه وسلم فی بعض الاسفار وانجشة یحدو وهو کان حادیا حسن الصوت فنهاه عن الحدی وقال یا انجشة رفقا بالقواریر شبه النساء بالقواریر لسرعة الانکسار فیهاد

ہمانہی لئلا تزعجہن الابل فانہا تسرع باسماع الحدی اذ لئلا یقع فی قلبہن فان
النار رقیتہ الاوثار فی القاموس جبنہ اللیل وعلیہ سترہ فی القاموس راعی
النجوم راقبہا فی المنتخب مجرہ بکسر میم وفتح جیم ورائے مشددہ مفتوحہ کہکشان فی القاموس
الکم دعاء النور جمع الکمام فی تاج المصادر نخول گداختہ شدن من باب فتح۔ عقاقیر
ادویہ خوشبو سکب ریختن ناعورہ دولاب نواعیر جمع ۔عقائق جمع عقیق قنطار یک پوست
گاو پر زر قناطیر جمع۔ فی القاموس الشریان واحد الشرائین العروق النابضہ۔ فی القاموس
الوجع محرکۃ المرض جمع اوجاع و وجاع کجبال۔ فی المنتخب ضئضئ بکسر ہر دو ضاد معجمہ
وسکون ہمزہ اول اصل۔ اقمار جمع قمر۔ دیاجیر جمع دیجور۔ مناصیر جمع منصار اکلیل تاج
فی القاموس الناطور حافظ الکرم والنخل جمع نواطیر۔ تبر بالکسر زر غیر مسلوک مقول بالکسر
زبان۔ مناشیر جمع منشور۔ یراعہ بالفتح قلم۔ دستور بالضم نسخہ جامع کل حساب کہ نسخہ
ہائے دیگر ازان بردارند۔ نور بالفتح شگوفہ۔ ازاہیر جمع ازہار وآن جمع زہر بمعنی شگوفہ
صوب بالفتح ریختن۔ روی مشتق از تردیہ بمعنی سیراب کردن۔ غلیل تشنگی سلسال بالکسر
آب شیرین روان۔ فی القاموس الدہار یر اول الدہر فی الزمن۔ الماضی بلا واحد فی القاموس
ہملت عینہ فاضت فی القاموس سحاب مقطار کثیر القطر جمع مقاطیر فی تاج المصادر
اضطرام زبانہ زدن آتش۔ بارح شعلہ بے دود۔ تنانیر جمع تنور۔ معتصم جنگل زنندہ۔ عضب
بالفتح شمشیر۔ فی القاموس النواشیر عصب الذراع من داخل وخارج فی القاموس۔ التقصار
بالکسر القلادہ جمع تقاصیر رباب التقاصیر یعنی حوران۔

(۶۹) شیخ فخر الدین احمد مانکپوری بلگرامی

پسر ملک بہاء الدین المعروف بہ ملک بہلی ست کہ ذکرش در فصل فضلامی آید۔ انشاءاللہ تعالیٰ ملک بہاء الدین از بلگرام بہ جانب مانکپور بہ تقریبی رفتہ بود۔ شیخ فخر الدین احمد در انجا متولد گردید لہذا بہ مانکپوری اشتہار یافت۔ مختصرات کتب درسی بہ خدمت پدر خود تحصیل کرد لبعد ازان حسب الارشاد پدر بہ خدمت استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی تلمذ نمود و سائر کتب گذراند و در فقاہت ید طولی بہم رساند۔ دست بیعت بہ میر سید قادری بلگرامی قدس سرہ داد و توشۂ یاد آلہی برکر بستہ مراحل زندگانی بہ حضور طے کرد و در نیف واربعین ومائۃ والالف بسر منزل عقبی واصل گردید۔

(۷۰) میر سید اسمعیل بلگرامی قدس سرہ

از سادات حسینی واسطی بلگرام عشیرۂ پیچ بہیہ ساکن محلہ میدانپورہ است نسبش برین نہج سید اسمعیل بن سید ابراہیم بن سید شاہ میر بن سید نعمت اللہ برادر اعیانی سید تاج الدین حجرہ نشین قدس سرہ بن سید طیب باقی نسب سابق مذکور شد۔

سید اسمعیل مقتداے انام و مرجع خاص وعام بود۔ در مبدء حال بہ اکتساب فضائل رسمی پرداخت۔ وکتب درسی مرتب عبور نمود۔ برخے بہ خدمت استاد المحققین میر طفیل محمد قدس سرہ و برخی جائے دیگر لبعد ازان شورش خداطلبی در سر افتاد۔ و بہ ملازمت شیخ عبدالرزاق

ساکن بانسہ قدس سرہ رسیدہ مورد عنایات گردید و شرف بیعت حاصل کرد و قریب دوازدہ سال در ظل تربیت حضرت شیخ ریاضات شاقہ کشید۔ و فیض ہا دریوزہ کرد و بہ منتہائے معارج فقر برآمد۔ و بعد از انتقال شیخ بر سجادہ خلافت مقدم نشست۔ سائر خلفا و مریدان حضرت شیخ اورا مقتدامی شناختند۔ و شرائط ادب و اعتقاد بجامی آوردند۔ و علامۃ العصر مولوی نظام الدین خلف الصدق مولانا قطب الدین شہید سہالوی نور اللہ ضریحہما کہ در فضل فضلا مذکور می گردد بعد وفات شیخ بہ خدمت میر رجوع آورد۔ و از باطن انوار پرتوہا اقتباس کرد۔ میر در رسولی من توابع لکھنو اقامت داشت۔ و اکثر بہ بلگرام تشریف می آورد و ہمیشہ بہ ہدایت و ارشاد طالبان اشتغال داشت۔ و خلقی کثیر بہ تمسک ارادتش دست بہ دامن مدعا زد۔ میر بہ تاریخ چہار دہم ذی الحجہ ۱۱۶۴ھ اربع وستین ومائۃ والف بہ رفیق اعلی پیوست۔ و در رسولی آرام گرفت۔ خاک پاکش زیارت گدہ خاص و عام است راقم الحروف گوید۔

آفتاب سحر آگاہے	پیر روشن دل صاحب تکمیل
گفت تاریخ وصالش ہاتف	زیب خلد آمدہ میر اسمعیل ۱۱۶۴ھ

درین محل دو کلمہ احوال شاہ عبد الرزاق بانسوی قدس سرہ تیمنا در قلم می آید۔

(۷۱) شاہ عبد الرزاق

ساکن بانسہ من توابع لکھنو اصلش از قصبۂ محمود آباد است کہ در جوار بانسہ واقع شدہ پدرش با دختر بعضے از شیوخ قدوائی ساکن بانسہ کدخدا شد۔ شاہ عبد الرزاق از بطن

ان عفیفہ متولد گردید و بہ علاقہ ارث مادر در بانسہ آمدہ توطن گرفت - ابتداے حال بہ نوکر پیشگی کسب معاش می کرد - آخر ترک دادہ عمرے در سیاحت گذرانید - و در سواد گجرات احمد آباد شرف خدمت شاہ عبد الصمد خدا نما قدس سرہ دریافت و در حلقہ ارادت در گوش کشید و بہ مقصد اعلیٰ فائز شد - و بہ وطن مالوف برگشت - دوام لباس بہ طور اہل دنیا می بود و بہ شغل زراعت کسب قوت حلال می کرد - چون برہانی ساطع داشت وضیع و شریف منقاد شدند - و علما و فضلا غاشیہ ارادت بر دوش کشیدند - و با آنکہ امی محض بود آیاتِ قرآنی را از بر خواندہ نوعے تفسیر می کرد و حقائق و معارف بیان می فرمود کہ دانشمندان را حیرت دست می داد - وفاتش پنجم ماہِ شوال ۱۱۳۶ھ ست و ثلثین و مائۃ والف واقع شد مدفن قصبۂ بانسہ بزار و تبرک بہ -

(۷۲) راقم الحروف فقیر آزاد

الحسینی نسبا والواسطی اصلا والبلگرامی جوارا و منشا و حنفی مذہبا والچشتی طریقۃ در تاریخ بست و پنجم ماہ صفر ۱۱۱۶ھ ست عشر و مائۃ والف لباس ہستی پوشید - و از ریعان آگاہی سر رشتہ تحصیل علم بدست آورد - و کتب درسی از بدایت تا نہایت در حلقہ درس استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی طاب ثراہ مرتب گذرانید و لغت و حدیث و سیر نبوی و فنون ادب از خدمت قدسی منزلت جدی و استاذی حضرت علامی میر عبد الجلیل بلگرامی طاب مضجعہ اخذ نمود و عروض و قافیہ و بعضے فنون ادب از خدمت والا درجت میر سید محمد

خلف الصدق علامہ مرحوم مرقوم تلمذ کرد و در ۱۱۳۷ سبع و ثلثین و مائۃ والف شرف بیعت
جناب مستطاب سید العارفین میر سید لطف اللہ المعروف بہ شاہ لدہا بلگرامی قدس سرہٗ
اندوخت۔ و در ۱۱۵۰ خمسین و مائۃ والف مطابق کلمہ سفر خیر از بلگرام بہ ارادۂ حرمین شریفین
زادہما اللہ شرفا و کرامۃ برآمد۔ و در ۱۱۵۱ احدی و خمسین و مائۃ والف مطابق کلمہ عمل اعظم
این سعادت عظمی حاصل کرد۔ و در مدینہ منورہ علی منورہا الصلوٰۃ والتحیۃ بخدمت شیخنا و
مولانا الشیخ محمد حیات السندی المدنی الحنفی قدس سرہ صحیح بخاری قرات نمود۔ و اجازت
صحاح ستہ و سائر مفردات مولانا فرا گرفت۔ و در مکۂ معظمہ صحبت شیخ عبد الوہاب
الطنطاوی المصری دریافت و برخی از فوائد عظمی کسب نمود شیخ عبد الوہاب نور اللہ مرقدہٗ
سر آمد علماء عصر و نزیل مکہ معظمہ بود و ہمیشہ بہ نشر لوامع علوم می پرداخت۔ در ۱۱۵۷ سبع و
خمسین و مائۃ والف بہ جنۃ الماوی خرامید و در جنت المعلی آرامش گزید۔ شیخ عبد الوہاب
علیہ الرحمۃ اشعار عربی فقیر را بسیار تحسین کرد و ہر گاہ آزاد تخلص بندہ شنید و معنی آن را
فہمید۔ فرمود یا سیدی انت من عتقاء اللہ و ازین نفس مبارک حضرت شیخ قدس سرہٗ
کہ در حق این سراپا گرفتار سر زدہ امید واری ہا دارم۔ الحاصل فقیر در مکہ معظمہ بہ جنانہ
شیخ عبد اللطیف قدس سرہٗ اقامت گزید و در ۱۱۵۲ اثنین و خمسین و مائۃ والف مطابق
کلمہ سفر بخیر جانب ہند عطف عنان نمود تفصیل سفر حرمین شریفہما اللہ تعالیٰ در آخر این
مجلد می طرازد۔ و ذکر اماکن مقدسہ خیر الخاتمہ کلام می سازد۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ و در بین
سعادت پنج ماہ اقامت بندر سورت صورت بست۔ از انجا سرے بہ دیار دکن کشید

ولبست وہفتم ذی القعدہ ۱۱۵۲ اثنین وخمسین ومائۃ والف وارو خجستہ بنیاد اورنگ آباد گردید و در تکیۂ بابا شاہ مسافر نقشبندی قدس سرہ گوشۂ انزوا گرفت۔ واز برکات روح مقدس طرفی بربست بعد چندی سلسلہ جنبانِ ازل تعالی شانہ سکون را باحرکت بدل ساخت اکثر بلاد دکن سرمشق قدم سیاحت شد۔ وعجائبۂ صنع آلہی کحل الجواہر بصیرت در چشم کشید للہ الحمد والمنۃ ازان روزے کہ ناصیۂ اخلاص باآستان بیت اللہ آشنا شد بیگانگی از رسوم ابنائے روزگار بہم رسید۔ ومعنی تخلص آزاد بہ قدر استعداد جلوہ افروز گردید۔ فقیر را بالنواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید خلف نواب آصف جاہ ربط عجیبی اتفاق افتاد وموافقتی کہ بالاتر ازان متصور نہ باشد دست بہم داد۔

چون نواب نظام الدولہ بعد رحلت پدر بر مسند ایالت دکن نشست۔ بعض یاران دلالت کردند کہ حالا ہر رتبۂ کہ خواہید میسر است اختیار باید کرد۔ ووقت را غنیمت باید شمرد۔ گفتم آزاد شدہ ام بندہ مخلوق نمی توانم شد۔ دنیا بہ نہر طالوت می نماید غرفہ ازان حلال است زیادہ حرام واین شعر فرو خواندہ شد ؎

درین دیار کہ شاہی بہر گدا بخشند	غنیمت است کہ مارا ہمین بما بخشند

کلاہ ترکیۂ نفس شکستن عہد ہمرنگی باآئینہ جوہر نما بستن است اما نعمت آلہی را حق برزبان کہ بے تحدث ادا نہ تواند شد۔ ایزد سبحانہ سرو آزاد ہمت را نشوونمائے استقامت کرامت نماید۔ وگل سبد توفیق را آب رنگ ثبات مرحمت فرماید انہ علی مایشاء قدیر وبالاجابۃ جدیر۔ اکنون من تقریب جو ذکر بعض اکابر کہ درین سطور اسماء ایشان بر زبان

قلم گذشت می پردازم - وادہم خامۂ خوش رفتار را جلو ریز می سازم -

(۳۷) شیخ محمد حیات السندی المدنی قدس سرہ

از علماء ربانیین و عظماء محدثین است - روزے از اصل و نسب شیخ استفسار کردم بہ خط شریف بر قطعہ کاغذے نوشتہ داد - والد الفقیر محمد حیات السندی المدنی اسمہ ملا فلاریہ من قبیلہ چاچر الساکن فی اطراف عادل پور و السید موسی القادری الساکن فی کوتہ یعرفہ انتہی چاچر بہ جیمین فارسیین بروزن ساغر قومی از کشور سند و عادل پور از توابع بھکر فقیر آن را دیدہ ام - وسید موسی قادری از اعیان حوالی بھکر است وکوت او مشہور مولد و منشا شیخ محمد حیات قدس سرہ سید در عنفوان شباب توفیق زیارت حرمین شریفین یافت و در مدینہ منورہ توطن و تاہل گزید و کمر بہ تحصیل علم بربست - و با وجود فقدان وجہ معاش استقامت را کار فرمود و نزد علماء حرمین معظمین سیما شیخ ابو الحسن سندی نزیل مدینہ منورہ نور اللہ مضجعہ کسب کمالات نمود و برخی پیش شیخ عبد اللہ بن سالم البصری المکی قدس سرہ تلمذ کرد و تمام عمر در خدمت حدیث شریف صرف ساخت - و تبحرے عظیم درین فن اندوخت و ہمیشہ ناشر علوم لطیفہ و عامر اوقات شریفہ بود - خواص و عام حرمین مکرمین و مصر و روم و شام اعتقاد و اخلاص خاص داشتند و از ذات ہمایون کسب برکات می نمودند وقتے کہ فقیر از مدینہ منورہ بہ مکہ معظمہ زادہما اللہ شرفا و کرامۃ معاودت نمود - شیخ قدس سرہ مکتوبی نامزد فقیر نمود و اسم فقیر سید علی بے اضافت غلام تحریر فرمود و از جہت آنکہ در حدیث

شریف آمدہ کہ ہمہ کس عباد اللہ اند اطلاق عبودیت نسبت بہ مخلوق نباید کرد۔ فقیر در جواب نامہ نوشت باین مضمون کہ مسلم روایت میکند "عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یقولن احدکم عبدی وامتی کلکم عباد اللہ وکل نساءکم اماء اللہ ولکن یقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی" و بخاری روایت میکند لا یقل احدکم عبدی وامتی ولیقل فتای وفتاتی وغلامی" نیز قلمی ساختم کہ اگر واضع اسم غلام را بمعنی عبد ارادہ کردہ باشد و دیگرے معنی فرزند ارادہ کردہ تلفظ نماید او را می رسد کہ لکل امرء ما نوی شیخ قدس سرہ بعد وصول خط داد انصاف داد و بعد ازین اسم فقیر غلام علی تحریر فرمود وچہ خوب واقع شد انچہ ابن نجار در تاریخ بغداد در ذکر احمد غزالی آوردہ کہ نوبتے قاری در مجلس او این آیہ خواند قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم الآیہ فقال شرفھم بیاء الاضافۃ الی نفسہ بقولہ یا عبادی ثم انشد ؏

وھان علی اللوم فی جنب حبہا	وقول الاعادی انہ لخلیع
اصم اذا نودیت باسمی واننی	اذا قیل لی یا عبدھا السمیع

شیخ محمد حیات قدس سرہ در تاریخ بست وششم صفر روز چہار شنبہ ۱۱۶۳ھ ثلث وستین ومائۃ والف ودیعت حیات سپرد۔ و در بقعۂ مبارک بقیع مدفون گردید۔ "رحلتہ شیخی" تاریخ یافتہ ام تا در رحلت پنج عدد محسوب است زیرا کہ معتبر در قاعدۂ جمل صورت کتابت باشد نہ تلفظ شلی[۱] در عقد الجواہر گوید۔ وقتیکہ لفظ در رسم الخط مختلف واقع شد مثل حصی و یحی کہ در نطق الف است

[۱] نوٹ لفظ شلی معلوم نشد کہ کدام نسبت است ۱۲

و در رسم یا - و مثل حمزة و طلحة که در نطق تا است و در رسم ها - بعضی گویند معتبر مکتوب است نہ ملفوظ - و بعضی گویند معتبر لفظ است نہ رسم - سید عبد اللہ مدہر مینی مکی گوید قول اول معتمد علیہ است و قول ثانی نادر -

(۳۴۷) شیخ عبد اللطیف

مولد و منشا او امروہہ از مضافات دہلی نسبش بہ شیخ عبد اللہ المعروف بہ شیخ ابن اللہ قدس سرہ می رسد کہ از مشاہیر اولیاے آن مقام است - و در تاریخ پانزدہم ذی الحجہ سنہ ۹۷۷ھ سبع و سبعین و تسعمائۃ متوجہ عالم قدس گردید - شیخ عبد اللطیف در عنفوان شباب ہمت بہ احراز فضائل صوری گماشت - و از امروہہ بر آمدہ مدتہا در بلگرام و قنوج بہ کسب علوم پرداخت و اکثر کتب درسی در حوزۂ درس میر سید نعمت اللہ نبیرہ و وارث سجادہ میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہما گذرانید - و فیضہا بر گرفت - و بہ خدمت شیخ حبیب اللہ قنوجی بیعت کرد - و نقد ہستی در بوتۂ ریاضت گداختہ سرمایۂ کنز مخفی بدست آورد - آخر بہ حرمین شریفین شتافت و در مکۂ معظمہ بار اقامت کشاد - بعد چندے قصد ہند کرد بہ ارادہ این کہ والدۂ خود را از ہند بہ حرمین شریفین برد - چون بہ وطن اصلی برگشت والدہ از ین عالم انتقال کردہ بود - باز بہ حرم محترم معاودت نمود - و قریب پنجاہ سال در ام القری شرفہا اللہ تعالی بسر برد - ہر سال مناسک حج بجا می آورد و قریب سی نوبت بہ زیارت مدینۂ منورہ علی صاحبہا الصلوۃ و التحیۃ سرمایۂ افتخار اندوخت - بسیار لطیف طبع رقیق القلب بود - و در مروت قدر دانی ارباب کمال نظیر نہ داشت - ہر سال در موسم حج تلاش می کرد کہ اگر صاحب کمالی یا احدے از شرفا و نجباے ہند وارد شدہ باشد

ملاقات کند۔ و بہ قدر استطاعت خدمتی بہ تقدیم رساند۔ محرر اوراق ہرگاہ از مدینہ منورہ بہ اُم القریٰ عود کرد۔ شیخ عبداللطیف خبر مقدم فقیر یافتہ بہ استقبال شتافت و مقید شد کہ در مخلص خانہ نازل باید شد۔ قریب پنج ماہ درین بلدۂ طیبہ بہ خانۂ شیخ اقامت داشتم۔ مروت ہا از ین عزیز مشاہدہ شد کہ جز بہ زبان بے زبانی ادا نہ توان کرد۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء۔ و بہ مصاحبت و مجالست او اوقات بہ حضور وافر گذشت۔

می گفت۔ روزے پیش باب السلام حرم مکی درویشی ہندی نژاد بہ نظر در آمد بہ غایت کثیف و بد معاش بہ مجرد افتادن نظر کراہت دست داد۔ درہمان لحظہ پرتو عنایت الٰہی بر دل تافت۔ نفس خود را ملامت کردم کہ از بنی نوع خود این قدر وحشت و نفرت چرا۔ الحال سزا یت این است کہ با این شخص در یک ظرف ہم طعام شوی۔ بخانہ آمدم و طعامی مہیا ساختم و نزد درویش رفتہ گفتم کہ سرے بجانب غریب خانہ باید کشید۔ درویش دم نہ زد و بہ خانۂ من قدم رنجہ فرمود طعام پیش آوردم۔ و با او در یک ظرف ہم لقمہ شدم۔ درویش از اول صحبت تا آخر حرفی نہ زد و طعام را تناول نمودہ بہ محل خود برگشت۔ روز دیگر باز طعامی مہیا ساختم۔ و درویش را از باب السلام بہ خانہ آوردہ در یک ظرف ہم لقمہ شدم چہل روز کامل برین منوال گذشت۔ روز چہلم درویش بہ سخن در آمد و گفت سالہا سیاحت کردم انسانی بہ قماش تو نہ یافتم و من کیمیا سازم۔ در پاداش خدمتی کہ بجا آوردی ترا این صنعت تعلیم می کنم۔ گفتم من ہم کیمیا سازم۔ گفت چگونہ؟ گفتم قوت بازوے کہ بآن کسب قوت حلال می کنم کیمیاے من است و لب بوریا را اگر دانیدم۔ دراہم و دنانیری کہ از کسب بازوے خود حاصل کردہ بودم افتادہ بود التفات نہ کرد۔ و بہ دستور او در مقام اصرار بود

ومن در مقام انکار۔ آخر خود بہ خود آتش و بوتہ آورد و مس را در بوتہ گداخت و خاکسترے از کاغذ پارہ پیچیدہ برآوردہ در بوتہ ریخت۔ فی الحال قرص طلا بر بست۔ گفت این را غنیمت باید شمرد کہ من اکنون قصد ہندوستان دارم مبادا بر فقدان این نعمت حسرت کشی۔ گفتم حرفی دارم گفت چیست۔ گفتم اگر در دو صحراے اتفاق شود کہ در آنجا مس بہم نہ رسد می تواند خاک را زر ساختن۔ گفت این خود مقدور انسان نیست۔ گفتم پس چرا نظر بر آن کس نہ باید داشت کہ خاک را زر می سازد۔ درویش بر استقلال من آفرین کرد و رخصت گرفت و باز در نظر نیامد۔

شیخ عبد اللطیف در اوائل قدوم خود بہ مکہ معظمہ یک سال کامل در جبل ثور منزوی بود و ریاضت شاقہ کشید این جبل از شہر مسافت دو فرسنگ دارد و بر قلۂ این کوہ غارے نمونۂ برج ثور واقع شدہ و شب ہجرت ماہ جہان افروز رسالت را در بر کشیدہ بہ تقریب جبل ثور نقلی از خودم بیاد آمد کہ در موسم تابستان کہ ہواے سموم برق تاز و جوش حرارت خارا گداز بود دست و نہم محرم مکرم ۱۱۵۲ھ اثنین و خمسین و مائۃ والف قصد زیارت جبل ثور کردم ہمین کہ قدم از شہر بیرون گذاشتم۔ حرارت تشنگی غلبہ کرد آب ہمراہ نہ گرفتہ بودم بخیال آنکہ در اثناء راہ بہم می رسد در راہ جز عرق سعی آبے تراوش نہ کرد چند کس دیگر در عرض راہ بہم آمدند۔ این ہا آب قلیلے با خود داشتند اما شرم زبان سوال را بر بست کہ آب بہ نفس این ہا کفایہ نمی کرد بہ دیگران چہ رسد۔ این مسافت نشیب و فراز بہ چہ مشقت طے شد جگر از التہاب حرارت کباب گشت۔ و نفس از طغیان پیوست موج سراب بہ پاے کوہ رسیدہ

صعوبت دیگر پیش آمد که با وصف این حالت کوه آسمان شکوه را به قدم صعود باید پیمود تا کمر کوه افشان وخیزان خود را رسانیدم بیشتر طاقت طاق شد۔ وشوق آب در مرآت خیال به کیفیت عجبی نقش بست ۔ عزیزے از فقیر دو سه قدم بالاتر می گذشت و صراحی سفال در دست داشت ۔ ناگاه صراحی باسنگی ملاقات می کند نصف اعلی در دست او می ماند و نصف اسفل بشکل کاسه امانت نزول می کند۔ وبه حفظ قادر مطلق تعالی شانه قطره آبے ضایع نمی شود کاسه را بهر دو دست از هوا گرفتم و از ان عزیز اجازت خواسته تجرع نمودم بحق آفریننده که جان شیرین را خلق کرد آبے سرد به این شیرینی وخوش طعمی یاد نه دارم هنوز لذت آن درکام من است ۔ و هرگاه تصور می کنم ذوق خاص در مے یابم و شک نیست که کارساز بے نیاز جل شانه دران ساعت ترحم را کار فرمود و بنده سوخته را به ساغر رحمت سیراب نمود فسبحان الذی هو یطعمنی و یسقین ۔

وفات شیخ عبد اللطیف در مکه معظمه سنه ۱۱۵۰ خمسین و مائة والف اتفاق افتاد و در جنت معلی مدفون گردید ۔ بهشت نشیمن ۔ تاریخ یافته شد رحمة الله علیه ۔ شاه حبیب الله قنوجی پیر بیعت شیخ عبد اللطیف حاوی علوم ظاهر و باطن بود ۔ و همواره به لوازم ریاضت و درس علوم می پرداخت ۔ در ایام طلب علم به مطالب کتاب چنانچه باید نمی رسید ۔ ازین وجه خار خاری در دل داشت ۔ شبے حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم را در خواب دید والتماس کرد که این هیچمدان را کشایشے در علوم نصیب شود ۔ التماس او درجه قبول یافت ۔ همین که از خواب بیدار شد ابواب علوم برو مفتوح گشت ۔ و بر مسند تدریس نشسته عالمے را

بہ تکمیلِ علوم ظاہر و باطن کامیاب ساخت۔ و در ۱۱۴۰ھ سنہ اربعین و مائۃ والف رو بہ عالم قدس آورد۔ کاتب الحروف فقرۂ الموت جسر یوصل الحبیب الی المولی الجلیب۔ تاریخ یافت قبرش در قنوج است و مرید شاہ عبد الجلیل آلہ آبادی واو مرید شاہ محمد صادق و او مرید شیخ ابوسعید گنگوہی از احفاد امجاد شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس اللہ اسرارہم۔ بر ناظران این سواد روشن باد کہ باباشاہ مسافر اورنگ آبادی قدس سرہٗ کہ فقیر در تکیۂ آن حضرت مدت ہفت سال طرح اقامت ریخت۔ سلسلہ ایشان بہ مخدوم اعظم قدس سرہٗ منتہی می شود۔ مناقب و مآثر حضرت مخدوم از غایت ظہور مستغنی از بیان است احوال اکابر متاخر مجملاً قلمی می گردد۔

(۷۵) مولانا میر خورد عزیزان بلخی قدس سرہٗ

خواہر زادۂ مخدوم اعظم است۔ صاحب حالات سینہ وجذبات قویہ بود و در بلخ کوس مشیخت می زد۔ صاحبِ طبقاتِ شاہ جہانی گوید "در سال نہ صد و نود و سہ بہ عالم علوی عروج نمود"

(۷۶) مولانا پایندہ اخسیکتی قدس سرہ

اکبر خلفاء مولانا میر خورد عزیزان است۔ او را نقشبند ثانی و شیخ ولی تراش می گفتند خضر راہ از خود رفتن بود۔ و بلد کوچہ بہ خدا پیوستن ناظران از مشاہدۂ جمال باکمالش مدہوش می گشتند وخدا طلبان در اندک فرصت بہ سرحد کمال می رسیدند۔ در بخارا مسند نشین ارشاد بود دہموارہ بآبِ سخا و ایثار بر روے خلائق می کشود۔ صاحب طبقات شاہ جہانی گوید "در سال ہزار و دہ

عالمِ فانی را پدرود نمود۔

(۷۷) شیخ درویش عزیزان قدس سرہٗ

اکمل خلفاء مولانا پایندہ اخسیکتی است اورا احرار ثانی می گفتند کہ جامع غنائے صوری ومعنوی بود۔ قریات فراوان در ملک داشت ۔ حاصلاتِ آن را ہمہ صرف وارد وصادر می ساخت ۔ بادشاہ عصر نذر محمد خان در وقتِ نماز جمعہ بہ دیدنِ او آمد شیخ در مراقبہ بود یک دست بالا کردہ تا بہ حدی کہ نزدیک شد کہ وقتِ نماز جمعہ بگذرد۔ کسے را قدرت نہ شد کہ تعرض کند۔ آخر دست فرود آوردہ اشارہ بہ اقامت فرمود۔ بعد فراغ نماز پادشاہ بہ ادب تمام استفسار نمود کہ این توقف بہ کیفیتِ خاص چہ بود۔ فرمود در ہفت کروہی بلخ دہی است در آنجا عبداللہ خان آدینہ مسجد نام مسجدی عالی بنا نہادہ در انجا ہمہ مخلصان خود ند۔ وقتِ نماز جمعہ ہمہ بہ نماز مقید بودند کہ سقف مسجد آغاز فرورفتن کرد۔ دست بالا کردہ بہ نگاہداشتِ سقف مشغول بودم تا ہمہ بیرون آمدند بعد ازان گذاشتہ شد تا فرورفت پادشاہ مردم را بہ تحقیق فرستاد ہمان تاریخ برآمد۔ موضع اقامت او عجدوان در جوار خواجہ جہان بعد وفات ہمانجا مدفون گشت ۔

(۷۸) باباشاہ سعید پلنگ پوش

ازکمل خلفاء شیخ درویش عزیزان است۔ وجہ تلقب آنکہ ہمیشہ پوست پلنگ در بر

داشت - مولد بابا غجدوان است - پدر ایشان متمول بود - بابا در اوائل تحصیل علوم رسمی
می پرداخت - و بر اقران لواے فوقیت می افراخت - روزے بعد درس باشر کا مقابله
داشت - دران حال دید که جوقی از قلندران در گذر است و شخصے است درمیان
ایشان لبس سنور به مجرد دیدن منجذب شده درپے او رفت چون شخص به مسکن خود رسید التماس
همرنگی نمود - او فرمود فقیری کار دشوار است به تحصیل مقید باید شد که سن شما تقاضاے
آن دارد - در آن وقت هفت ساله بود - دست از طلب باز نه داشت آن بزرگ
او را برهنه ساخته ازارے مرحمت نمود همان ساعت آن قدر جذب قوی در گرفت
که راه بیابان پیش گرفت و قریب یازده سال در صحراها برین منوال برهنه می بود در
قرشی هفته دو بار بازار علی العموم می شود گاہے روز بازار می آمد هر چند مردم لباس می دادند قبول
نمی کرد و بین الجمهور به دیوانه سعید مشهور بود - بعد یازده سال روزی در بازار قرشی در هجوم مردم
به افاقه آمد و لباس شخصے را گرفته خود را پوشیده مردم در شگفت ماندند که دیوانه سعید هشیار
شد - و آن شخصے که ایشان را جذب کرده بود بابا قل فرید نام داشت - بعد افاقه بازار
بخارا به خدمت بابا قل فرید رسید و همراه به حرمین شریفین رفت - و هم در رکاب سعادت مرید
به بخارا مراجعت نمود تا آنکه روزی بابا قل فرید دست او را گرفته به خدمت شیخ درویش
عزیزان گفت که این فرزند ماست تربیت او حواله شما می کنم که مرا وقت نزدیک رسیده
است بابا قل فرید در همان ایام رحلت کرد - بابا شاه سعید خدمت شیخ لازم گرفت
از فیض تربیت والا به درجه کمال و تکمیل فائز گشت بابا قل فرید پیر خرقه است و حضرت

شیخ پیر ارادت باباشاہ سعید بعد ورود ہندوستان بہ حراست لشکر نواب غازی الدین خان فیروز جنگ پدر نواب آصف جاہ مامور گردید لہذا ہمیشہ ہمراہ این لشکر می بود۔ واورا اشراق عام وخارق عادات بسیار است۔

خلیفتی عبد الرحیم بلخی کہ از اعاظم خلفاء باباشاہ مسافر است و در ۱۱۳۰ثلثین ومائۃ والف مطابق قطب المحققین در دار السلطنت لاہور متوجہ ملک بقا گردید۔ نقل فرمود کہ وقتے ایشان خورد یعنی باباشاہ مسافر قدس سرہٗ از اورنگ آباد مرا بہ خدمت ایشان کلان یعنی باباشاہ سعید قدس سرہ در لشکر نواب فیروز جنگ فرستادند در اثناء راہ در خواب مے بینم کہ دو فیل پیش وپس می روند وفقیر درمیانہ است۔ فیل پیش صغیر الجثہ است در کمال مستی وشورش وفیل قفا عظیم الجثہ با تمکین وکمال آہستگی در رفتار۔ بعد بیداری شد ان چنین بہ خاطر رسید کہ فیل پیش ایشان کلان اند وفیل قفاء ایشان خورد مگر ایشان خورد در مرتبہ عظیم تر باشند۔ چون بہ خدمت ایشان کلان رسیدم شش ماہ در خدمت بودم گاہے ہیچ خاطرے را بہ خود راہ نہ دادم مگر روزے بہ سعادت حضور فائز بودم۔ وسخن در حقائق ومعارف می رفت ہمان واقعہ رویا در باطن خطور کرد ایشان کلان دفعۃ این آیہ فرو خواندند لا نفرق بین احد من رسلہ وکرت دیگر روزے با جمعی حرف می زدند کہ بہ خاطر گذشت چون اندیشہ را یکسوئی بہ کلی حاصل شود چرا بہ معاش ومعاشرت روآرد فورا ملتفت شدہ فرمودند تقاضاء این نشاء چنین است۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام با وجود مرتبہ نبوت ازین فارغ نہ بودہ اند۔ روزے فرمودند چہل سال است کہ خواب از چشم من نہ رسیدہ

وآں تصرف نہ نمودہ رحلت ایشاں ہفتم رمضان سنہ ۱۱۱۰ھ عشر ومائۃ والف در لشکر نواب فیروز جنگ در سواد شہر گلبرگہ واقعہ شد نعش مبارک را بہ اورنگ آباد آوردہ در تکیہ شریف دفن کردند این مصراع تاریخ است ع۔

قصر جنت بود مکان سعید

سنہ ۱۱۱۰ھ

(۷۹) باباشاہ مسافر قدس سرہٗ

لوائے ولایت بردوش وارشد خلفاء باباشاہ سعید پلنگ پوش است ۵

قطب زمان صاحب شاہ عظیم		لمولفہ	شاہ مسافر بہ درِ حق مقیم
خسروِ بے تاج ونگین وعلم			تاج دہ قیصر وخاقان وجیم
ریشہ بہ اسرار حقیقت دواند			دامن ہمت بہ دو عالم فشاند
خود شکنی ہا اثر ذکر او			روشنی دل اثر فکر او
بادشہ سلسلہ نقشبند			یک نظر او دو جہاں را پسند

باباشاہ سعید می فرمود شانزدہ کس از ما خرقہ ہاشدند ہمہ مخفی رفتند۔ مگر شاہ مسافر کہ شیخی را اظاہر کرد۔ مولد ومنشاء باباشاہ مسافر غجدوان است ونام اصلی او حافظ محمد عاشور باباشاہ سعید ایشاں را مسافر خطاب فرمود در اوائل بہ خدمت میر عطاء اللہ ساکتری پیوست وبہ طریق کبرویہ ریاضت ہا کشید۔ بعد چندے میر عطاء اللہ ایشاں را امر خصر بہ سیاحت نمود از انجا در غور آمدہ دوازدہ سال اقامت نمود۔ وبامشایخ آنجا صحبت ہا داشت

ازآنجا بہ کابل آمدہ باباشاہ سعید را دریافت و بہ حلقۂ ارادت درآمد و بعد ہفت سال رخصت گرفتہ بہ حرمین شریفین شتافت۔ و بعد تحصیل این سعادت در اوائل عہد خلد مکان بہ ہند معاودت نمود و در اورنگ آباد جاے کہ الان تکیہ مرقد مبارک است طرح اقامت ریخت وتا نفس والپسین بر نہ خاست و حاشیہ نشینان بساطِ ارادت را بہ صدر کمال و تکمیل رسانید۔ و چہارم رجب ۱۱۲۶ھ ست وعشرین ومائۃ والف دامن از عالم سفلی برچید و پہلوے پیر خود جانب قبلہ آسایش گزید میرزا عنایت اللہ بیگ اندجانی متخلص بہ راجی گوید

مسافر شاہ اربابِ معارف		مقیم عرش شد از فرش این طاق	
خرد تاریخ سال رحلتش گفت		مسافر شد زعالم قطبِ آفاق	

(۸۰) بی بی خورد قدس سرھا

مولد و منشاء او بلگرام است۔ آوردہ اند کہ پدر و مادر خواستند کہ او را کد خدا سازند ابا کرد آخر نہ گذاشتند و مراسم طوی شروع کردند وقتے کہ مشاطہ او را آراستہ بہ جلوہ آورد۔ جلوہ دیگر نمود و تبسم کنان در انجمن روحانیان خرامید۔ مادر و پدر از مشاہدہ این حال داغ شدند و باہمان لباس و زیور زیر خاک سپردند۔ و زدان خبر یافتہ شب بر سر تربت او آمدند و خواستند کہ قبر او را وا کردہ زیور و لباس بہ دست آرند بہ حکم قادر مطلق تعالی شانہ ہمہ نابینا شدند۔ و در مقام حیرت فرو ماندند۔ صبح از ظہور این کرامت شورے در خلق افتاد و خاک پاک او تا صبح قیامت زیارت گاہ خلائق شد محلہ خورد پورہ بہ نام اوست رحمۃ اللہ تعالی علیہا۔

فصل دوم

در ذکر فضلا نور اللہ مضاجعهم

و پیش از شروع تراجم اکابر کلی چند مناسب فصل در دامن قرطاس ریخته می شود که اگر هوشیار مغزی چشم التفات کشاید به استشمام روائح میل نماید۔

بر ضمائر مواقفان منازل اخبار و عابران مراحل آثار مبرهن است که در قرون سالفه پیش ازان که دین اسلام بر منصهٔ ظهور جلوه افروز شود عالی فطرتانی گذشته اند که خود را در بوتهٔ ریاضت گداخته روح مجرد ساختند و عالم ملک و ملکوت را به نظر دقت سیر کردند۔ و حقایق اشیا را به قدر طاقت بشری دریافتند و ضوابط و قوانین علوم وضع کردند و احسانی عظیم بر زمانیان استقبال واگذاشتند۔ صاحب کشف الظنون به عبارت عربی گوید۔ خلاصهٔ کلامش این که

مردم عالم دو قسم اند فرقه هستند که به شان علم اهتمام کرده اند و اصناف معارف به ظهور آورده و فرقهٔ دیگر اند که اعتنا کرده اند به شانِ علم به حیثیتی که اسم عالم بر ایشان اطلاق توان کرد۔

از جملهٔ قسم اول اهل مصر و روم و هند و فرس و عبرانیین یعنی بنی اسرائیل و کلدانیین و آن گروهی بودند در زمان قدیم مسکنِ این ها زمین عراق و جزیره عرب و لغت این ها سریانی بود و از جملهٔ قسم ثانی بقیهٔ امم سوای مردم چین و ترک و چون آفتاب عالم تاب اسلام

سر از اُفق عرب برآورد و مضمون قولِ خیر الانام علیه الصلوٰۃ والسلام گُل کرد کہ ادا بیت لی الارض فارایت مشارقها و مغاربها وسیبلغ امتی ما ادی لی اوائل برانداختہ شد۔ و مسلمانان کتب عمل سابقہ فراوان سوختند۔ و علما مطالعہ توریت و انجیل و غیر ہمارا منع کردند بلکہ بعضے بہ تحریم رفتند۔ کرمانی شارح بخاری گوید در تحریف توریت و انجیل اختلاف کردہ اند۔ آیا در لفظ است یا در معنی بعضے میل کردہ اند بہ شق ثانی و جائز داشتہ اند مطالعہ و این قول باطل است و جائز نیست مطالعہ بہ اجماع و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم با عمر رضی اللہ عنہ صحیفہ توریت دید و غضب فرمود" انتہی کلام الکرمانی۔

و چون سعد بن وقاص ملک فارس را فتح کرد و کتب فلاسفہ بیش از حصر بدست افتاد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ را نوشت چہ باید کرد۔ عمر رضی اللہ عنہ نوشت :۔

اطرحها فی الماء فان یکن هدی فقد هدانا الله باهدی منها وان یکن ضلالا فقد کفانا ها الله فطرحوها فی الماء والنار"

الحاصل جمیع مسلمین اتفاق کردند بر اخذ و عمل کتاب الٰہی از دست رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین از جہت برکت صحبت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و قرب عہد مبارک و کثرۃ علم و این چنین تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ حاجت بہ تدوین علوم شرائع نہ داشتند بہ حدے کہ بعضے کتابت علم را مکروہ پنداشتند و استدلال کردند بہ حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کہ استاذن النبی صلی اللہ علیہ

وسلم فی کتب العلم فلم یأذن لہ وشخصے کتابے نوشتہ بر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
عرض کرد۔ عبداللہ کتاب را گرفت وبہ آب محو ساخت۔ آن شخص سبب استفسار نمود فرمود
ازبیم آنکہ مبادا بر کتاب اعتماد کنید وحفظ را ترک دہید وچون ملت اسلام وسعت گرفت
وبلاد شرق وغرب بہ تصرف اسلامیان در آمد وصحابہ رضی اللہ عنہم در اقطار امصار متفرق
شدند ورخت زندگانی از جہانِ فانی بربستند وفتنہ ہا سر از گریبان بر آورد وتخالفِ عقول وآرا
تکل کرد ووجود علما وحفظہ علوم رو بہ کمی آورد وہمت ہا قاصر افتاد۔ وخلائق بہ بقیۂ علما ومجتہدین
رحمہم اللہ تعالی رجوع آوردند وامر فتوی شیوع گرفت۔ وبیم آن شد کہ احکام شریعت
غرّا اضمحلال پذیرد۔ وحق با باطل التباس گیرد در اواخر عہد تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین
علماء ملت اسلام اساس تدوین گذاشتند وحقی عظیم برین است مرحومہ ثابت کردند جزاہم
اللہ عنا خیر الجزاء ودر اختلاف است درین کہ اول کسیکہ در عہد اسلام تصنیف کرد کیست بعضی
گفتہ اند عبدالملک بن عبدالعزیز بصری متوفی در ۱۵۶ھ ست وخمسین ومائۃ بعضے گفتہ اند
ربیع بن صبیح متوفی در ۱۶۰ھ ستین ومائۃ وبعد ازان تصنیف کرد سفیان بن عیینہ۔ بعد ازان
امام مالک رضی اللہ عنہ موطا را در مدینۂ منورہ۔ بعد ازان عبداللہ بن وہب در مصر ومعمر
بن عبدالرزاق در یمن۔ وسفیان ثوری ومحمد بن عقیل وابن عران در کوفہ۔ وحماد بن سلمہ
وروح بن عبادہ در بصرہ۔ وہشیم در واسط۔ وعبداللہ بن مبارک در خراسان۔ ومطمح نظر
این اکابر در تصانیف خود ضبطِ مبانی وکشفِ معانی قرآن وحدیث بود رحمہم اللہ تعالی
وچون امر خلافت بر بنی عباس قرار گرفت خلیفہ ثانی منصور دوانیقی از اثر صحبت اعاجم رغبتی

به علوم فلاسفه بهم رساند. خصوص تنجیم را بسیار دوست گرفت. و منجمین را فراوان تربیت و نوازش نمود. چون نوبت خلافت هفتم مامون بن هارون رشید میل کلی به این علوم پیدا کرد. و بنیادی که جدا و گذاشته بود به اتمام رسانید. و علوم فلاسفه را از معادن و مواضع اصلی استخراج نمود. و ایلچیان نزد ملک روم فرستاد و کتب فلاسفه را خواهش نمود. ملک روم آن قدر کتب که بهم رسید از افلاطون و ارسطاطالیس و بقراط و جالینوس و اقلیدس و بطلیموس وغیرهم پیش خلیفه ارسال داشتند. خلیفه ترجمانانِ ماهر را فرمود تا ترجمه ساختند و در حلقه درس انداختند. دانش پژوهانِ روزگار کمرِ همت بر بستند و حسب الطاقه ورزش و اتقان علوم را به درجهٔ کمال رسانیدند. و تصانیف لطیفه برای نورسانِ ریاض استقبال وا گذاشتند و عمدهٔ این ها معلم ثانی ابونصر فاریابی است و ابو علی سینا و قاضی ابو الولید بن الرشیدی و وزیر ابو بکر مشهور به ابن الاصایغ اندلسی وغیرهم کشف الظنون گوید و درین جا ملخص کلامش نقل کرده می شود.

از غرائب آنکه علماء ملت اسلامیه در علوم شرعیه و عقلیه اکثر اعاجم اند الا فن فصاحت و بلاغت و نظم اشعار آبدار و ترتیب خطب و اخبار که مجموع این فنون را عرب به درجهٔ قصوی رسانیده اند اما علوم شرعیه بنا بر مجموع بر قوانین و ضوابط است و محتاج به علوم دیگر اند که وسیله علوم شرائع باشد مثل قواعد عربیت و قوانین استنباط و قیاس و ادلهٔ قاطعه که به آن رد عقائد باطله توان کرد. و مجموع این فنون مفتقر به تعلیم و تعلم اند و مندرج تحت صنائع که اهل حضارت راجی باشد و گفته اند که جمیع حصر در صفت حضارت تابع عجم است چه این

در صنائع و حرف ملکۂ راسخہ دارند و درین باب از سائر امم فائق اند اما جرم در ضبط و اتقاق
علوم و تدوین فنون ہیچکس بہ اعاجم نمی رسد و از جملہ علمائے عجم در صناعت نحو سیبویہ
و ابو علی فارسی و زجاج کہ ہمہ عجمی الاصل اند۔ و از مخالطت عرب زبان را کسب نمودند
و قوانین عربیت بہ ضبط و قید کتابت در آوردند و ہمچنین محدثین و حفاظ مثل اصحاب صحاح
ستہ و مفسرین و اصولیین و غیرہم رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اما علوم عقلیہ ہمہ بلہ
صناعت اند۔ و قرعۂ این علوم بنام اعاجم افتادہ تا اینجا خلاصۂ کشف الظنون است
و چون ولایت روم و ایران و توران قدیم الاسلام است نہال علم اول درین سرزمین
ریشہ دوانید و رتبہ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء بہم رسانید۔ و بعد از ان کہ طلیعۂ اسلام
الویۂ تسخیر ہند بر افراخت و پرچم اعلام ظفر انجام برین مملکت سایہ انداخت جمعی از علماء
والا قدر بہ پرتو ورود خود شبستان ہند را منور ساختند و بہ افاضۂ انوار علوم عقلی و نقلی
چراغانی بر افروختند و بعد ازان در ہر عصر جمعی ازین طائفہ علیہ قدم در شہرستان وجود گذاشتند
و رایت ترویج علوم و تمہید فنون بر افراشتہ تفصیل از کتب تواریخ باید جست درین
مختصر تیمناً چندے از مشاہیر این گروہ والا شکوہ را بیان می سازم و بعد ازان بہ ذکر
فضلائے بلگرام کہ محرک سلسلۂ تدوین است می پردازم۔

(۱) مولانا حسن

بن محمد بن حسن بن حیدر الصغانی اللاہوری نور اللہ ضریحہ عالم ربانی و دانائے غوامض

معانی بود و در فقه و حدیث و علوم دیگر پایۂ عالی داشت۔ ولادت او در لاہور پانزدہم صفر ۵۷۷ھ سبع وسبعین وخمسمائۃ واقع شد۔ صغانی او را به اعتبار اصل گویند۔ صغان به فتح صاد مہملہ وغین معجمہ شہری ست از بلاد ماوراء النہر ابتداء حال نزد والد خود تلمذ کرد و فنون کثیرہ تحصیل نمود و استعداد عالی بہم رساند و در ۶۱۵ھ خمسۃ عشر وستمائۃ به بغداد رفت و سالہا در آنجا رحل اقامت افگند و به تدریس و تصنیف مشغول گشت از آنجا به مکۂ معظمہ شتافت و مدتے به مجاورت بیت اللہ سعادت اندوخت و جانب عراق عطف عنان نمود و در ۶۱۷ھ سبعۃ عشر وستمائۃ خلیفۂ وقت او را بر سبیل رسالت به ہند فرستاد۔ و در ۶۲۴ھ اربع وعشرین وستمائۃ از ہند به عراق برگشت و کرت ثانی بر سبیل سفارت از انجا به ہند آمد۔ و در ۶۳۷ھ سبع وثلثین وستمائۃ به بغداد معاودت نمود و او در مکہ معظمہ و عراق عرب ہند از شیوخ فراوان حدیث را سماع نمود۔ وتصانیف غرا پرداخت مثل مشارق الانوار کہ شہرت تمام دارد۔ وشرح بخاری۔ ومصباح الدجی والشمس المنیرہ۔ ودر السحابہ وشرح آن ہمہ در فن حدیث وکتاب شوارد وعباب وشرح القلادۃ السمطیہ فی توشیح الدریدیہ وکتاب الافتعال در لغت۔ وکتاب الفرایض وکتاب العروض۔

وفاتش در بغداد ۶۵۰ھ خمسین وستمائۃ در عہد معتصم ختم خلفاء عباسیہ اتفاق افتاد فرزندان خود را وصیت کرد کہ نعش او را به مکہ معظمہ نقل کنند۔ اول او را در حرم ظاہری واقع بغداد به خانۂ خودش امانت گذاشتند۔ و در سال مذکور به مکۂ مقدسہ آوردہ دفن ساختند مولانا در آغاز مشارق الانوار تمنائے قبر خود دران بلدۂ فاخرہ بیان کردہ و گفتہ ؎ انہا جمیل ؎ فاقبرہ

نورالله اشاء النشرة رحمة الله تعالیٰ۔

(۲) شیخ حمید الدین دہلوی

دانش مند والا قدر بودہ وشرحی مفید بر ہدایہ فقہ نوشتہ۔ و در ۶۶۴ھ سنہ اربع وستین وسبع مائۃ متوجہ دار البقا گردید۔ صاحب کشف الظنون گوید:-

"شرح الشیخ حمید الدین شرح لطیف ممزوج۔ اوّلہ "الحمد للّٰہ الذی ہدانا فی بدایتنا الی خدمۃ کتابہ

"المبین الی آخرہ" قال العلامۃ ابن الکمال ہو شرح جلیل جمع فیہ لب شروح کثیرۃ لکنہ اطنب

"فی موضع الایجاز واوجز فی موضع التفصیل فلذلک بحث علیہ الاعتراضات اقوال العلامۃ ابن الکمال و

"ان کان فرید دہرہ بلا مانع ووحید عصرہ بلا مدافع لکنہ صرف عنان عزمہ عن التحقیق فی اکثر مصنفاتہ

"وسلک طریق الجدل فی اشہر مؤلفاتہ سیما فی شرحہ علی الہدایۃ فانہ وصل فیہ الجدل الی النہایۃ"

"انتہیٰ کلام کشف الظنون ملخصاً۔

(۳) مولانا شمس الدین یحییٰ الاودی نور اللہ مرقدہ

آفتابے است مفیض انوار دانش وعالی جنابے ست مفید انواع بینش۔ تلمیذ مولانا ظہیر الدین بھکری ومولانا فرید الدین شافعی شیخ الاسلام اودھ است۔ شیخ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلوی قدس سرہٗ بہ خدمت مولانا شمس الدین تلمذ نمودہ در مدح استاد می گوید

سألت العلم من احیاک حقاً	فقال العلم شمس الدین یحییٰ

مولانا از اجلۂ خلفاء سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی است قدس سرہٗ
زی علما داشت و ہموارہ بہ اشاعۂ علوم و افاضۂ تصانیف می پرداخت ۔ وکار علم وتبحر مولانا
بہ جائے کشید کہ اُستادان شہر دہلی در حلقۂ درس او بہ زانوے ادب نشستند و در ذیل
تلامذہ منسلک گشتہ بہ شاگردی افتخار نمودند ۔ مولانا تصانیف دارد ۔ امادرین عصر کم یافت
می شود ۔ آرامگاہ دہلی ۔

(۴) قاضی عبد المقتدر

بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی الدہلوی قدس سرہٗ سر آمد روزگار و در فضائل
صوری و معنوی عظیم الاقتدار است ۔ در آوان تحصیل بہ شرف ملازمت شیخ نصیر الدین
محمود قدس سرہٗ می رسید ۔ و ذکر مقدمات علمی درمیان می آورد ۔ شیخ او را بسیار دوست
می داشت ۔ و ابجاث او را تحسین می کرد و بہ تحصیل علم ترغیب می فرمود ۔ آخر الامر
دست بہ دامن ارادت زد و کمال صوری را با جمال معنوی ہم آغوش ساخت ۔ ہموارہ
بہ افادۂ طلبہ می پرداخت ۔ و لب تشنگان را بہ سلسبیل علوم سیراب می ساخت و طریقۂ
انیقۂ شیخ نصیر الدین محمود و اکثر خلفاء او نور اللہ مضاجعہم حفظ آداب شریعت و اشتغال
درس بود ۔ شیخ نصیر الدین می فرمود یک مسئلہ شرعی فضل دارد بر ہزار رکعتے کہ
آمیختہ با عجب وریا باشد ۔

قاضی عبد المقتدر در تاریخ بست و ششم محرم ۷۹۱ھ احدی و تسعین و سبعمائۃ مقام
عندلیک مقتدر قرار گرفت و ہشتاد و ہشت سال عمر یافت ۔ خوابگاہ دہلی ۔ قاضی

در لسان عربی شاعر با رتبه است قصیده لامیه او را الشیخ عبدالحق دهلوی قدس سره در اخبار الاخیار ذکر کرده درین صحیفه چند بیت به اتباع حضرت شیخ درج می شود ۵

یاسابق الظعن فی الاسحار والاصل — سلم علی دار سلمی وابک ثم سل
عن الظباء التی من دابها ابدا — صید الاسود بحسن الدل والخجل
وان ملوک الکرام قد مضوا فقدوا — حتی یجیبک عنهم شاهد الطلل
اضحت اذ ابعدت عنها کواعبها — اطلالها مثل اجفان بلا مقل
ان الظباء التی یصحن رافلة — فیها لها حرضت عن الحول
ان کن مستغنیات فی تزیینها — عن الحلی وکحل العین والحلل
فان من ملکت قلبی لها شرف — علی المها العین والآرام بالاطل
فدی فوادی اعرابیة سکنت — بیتا من القلب معمورا بلا احول
یا طالب الجاه فی الدنیا تکون غدا — علی شفا حفرة النیران والشغل
یا طالب العز فی العقبی بلا عمل — هل تنفعک فیها کثرة الامل
مکارة اکلت کالهر ما ولدت — حبالة قتلت من جاء بالحیل
فلا تکن لمزید الرزق مضطربا — واقنع بما قسم القسام فی الازل

(۵۱) مولانا معین الدین عمرانی دهلوی قدس سره

از علمای فحول و جمله فروع و اصول بود - و استاد شهر دهلی عمرنا الله تعالی و معاصر سلطان محمد بن تغلق شاه

آوردہ اند کہ سلطان محمد مولانا معین الدین را بہ ولایت فارس نزد قاضی عضد ایجی فرستاد والتماس نمود کہ بہ ہندوستان تشریف آرد۔ وتن مواقف را بہ نام او سازد۔ سلطان ابواسحق والی شیراز مانع شد۔ وفرمود تخت سلطنت بہ شما تسلیم می کنم۔ وہر خدمتے کہ باید بہ تقدیم می رسانم قاضی چون تواضع سلطان را بہ این مرتبہ مشاہدہ کرد از عزیمت ہندوستان درگذشت ودر وطن خود قدم اقامت افشرد ومواقف را بہ نام سلطان ابواسحق موشح ساخت۔ ونام اورا تا دور روزگار بہ کرسی عزت نشاند۔

مولانا معین الدین عمرانی وقتے کہ بہ خطہ شیراز وارد شد در آنجا آثار فضل ودانش ازو بہ ظہور رسید وبہ مزید اعزاز واکرام اختصاص یافت۔ از تصانیف اوست حواشی کنز وحسامی ومفتاح۔

(۶) مولانا خواجگی دہلوی نور اللہ مضجعہ

عالم ربانی وتلمیذ مولانا معین الدین عمرانی است۔ پس از طے منازل فنون ظاہر جادہ پیمائی طریق باطن شد۔ وسعادت ارادت شیخ نصیر الدین محمود اودی قدس سرہ دریافت ومراتب تزکیہ وتصفیہ بہ کمال رساند وخلعت خلافت وارشاد پوشید وبر طریقہ اینقہ حضرت مرشد وبرادران طریقت قدس اللہ اسرارہم شغل درس پیش گرفت۔ ہموارہ بہ دانش آموزی می پرداخت۔ وطائفہ تحصیلیان را از سرمایۂ علوم بہرہ مند می ساخت۔ ہنگامی کہ امیر تیمور صاحبقران قصد دہلی کرد میر سید محمد گیسو دراز قدس سرہ در عالم رویا بر نہضت

افواج تیموری وخرابی ولایت دہلی آگاہ شد۔ ومردم را ازین واقعہ بیدار ساخت۔ مولانا خواجگی بر رویاے حضرت سید قدس سرہٗ از دہلی برآمد ورخت سفر جانب کالپی کشید وبقیہ ایام زندگانی ہمانجا بہ پایان رسانید۔ مقبرہ او بیرون شہر کالپی است۔

(۷) مولانا احمد تھانیسری روح اللہ روحہ

فاضل بے نظیر وشاعر خوش تقریر است ومقتبس انوار معنوی ومرید چراغ دہلوی نور اللہ مرقدہٗ او را با مولانا خواجگی دہلوی طالب اثر اہ مواخات بود۔ اما در ہجرت از شہر دہلی موافقت اتفاق نیفتاد تا آنکہ عساکر تیموری در رسید وولایت دہلی را تاالان نمود۔ متعلقان مولانا احمد تھانیسری بہ اسیری در آمدند۔ وبعد فرونشستن غبار فتنہ نجات یافتند۔ صاحب قران امیر تیمور تعریف مولانا گوش کردہ در حضور طلبید وجوہر فضل وکمال معائنہ نمودہ بہ مجالست ومصاحبت مخصوص ساخت۔ بعد معاودت موکب تیموری وبرہم شدن رونق دہلی۔ مولانا احمد نیز با اہل وعیال قصد کالپی کرد۔ ودر آنجا طرح توطن ریخت وتتمۂ حصۂ عمر را بہ تقدیم عبادت ودرس علوم معمور ساخت۔ قبر مولانا درون قلعہ کالپی واقع شدہ۔ شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہٗ قصیدۂ دالیۂ او را در اخبار الاخیار آوردہ چند بیت از آنجا برچیدہ زیور این کتاب ساختہ می شود ؎

اطار لبی حنین الطائر الغرد	وہاج لوعۃ قلبی التائہ الکمد

؎ شاید کہ تاراج باشد ۱۲

واذكرتني عهودا بالحمى سلفت ... حمامة صدحت من لاعج الكبد

بانت تورقني والقوم قد هجعوا ... من بين مضطجع منهم ومستند

ما ذاق طرفي غمضا بعد بعدكم ... ولا خيال سرور دار في خلدي

ليت الهوى لم يكن بيني وبينكم ... وليت حبل ودادي غير منعقد

كانت مواسم ايام وعزتها ... وليت سراعا على رغم ولم تعد

كانه لم يكن بين الحمى انس الى ... اللوى وكان الحي لم تفد

لا عيش بعد لييلات اللوى رغدا ... ولا وصول الى ذاك الحمى بيدي

خل الاحاديث عن ليلى وجارتها ... وارحل الى السيد المختار من ادد

محمد احمد الهادي لامته الى ... الصراط صراط غير ملتحد

بر رؤف رحيم سيد سند ... سهل الفناء رحيب الباع والعضد

افديك بالروح والقلب المشوق معا ... والنفس والمال والاهلين والولد

قد عاقني البعد عن مرماي يا سكني ... وطال شوقي الى لقياك يا سندي

ارجو الوفادة في ارض حللت به ... يا لهف نفسي اذا ما كنت لم افد

عطفا علي ورفقا بي ومكرمة ... فليس غيرك يا مولاي ملتحدي

يا رب صل وسلم دائما ابدا ... على النبي نبي الحق والرشد

وصحبه وذويه الطاهرين ومن ... احبهم شغفا في الغيب والعند

ما لاح برق وما سح الغمام على ... ربى الفلا فكساها حلة الفنا

وما تفرد غرید علی فنن	عض الا رومتہ محفل ملتبة

(۸) قاضی شہاب الدین ملک العلماء

بن شمس الدین بن عمر الزاولی الدولت آبادی روح اللہ روحہ عمدۂ دانش مندان ہند است - وشہرۂ بلاد عرب وعجم مولدا ودولت آباد دہلی است دانش بہمی نزد - مولانا خواجگی دہلوی وقاضی عبد المقتدر شریحی اندوخت - وچراغ امتیاز در انجمن اقران برافروخت اگرچہ دران عہد دانش مندان دیگر نیز فائق عصر بودند اما طالع شہرتی کہ او یافت احدی را میسر نہ گشت وآثاری کہ ازو بر صحیفۂ روزگار باقی ماند از دیگرے پیدا نیست - قاضی عبد المقتدر درباب او می فرمود پیش من طالب علمی می آید کہ پوست او علم - ومغز او علم واستخوان او علم است ایامی کہ رایات تیموریہ جانب دہلی حرکت کرد - قاضی در رکاب استاد خود مولانا خواجگی طریق مہاجرت از دہلی پیمود - مولانا در کالپی رحل اقامت افگند - وقاضی جانب جونپور رفت - سلطان ابراہیم شرقی انشرق اللہ ضریحہ مقدم او را مغتنم دانستہ لوازم قدرشناسی افزون از وصف بجا آورد وبہ خطاب ملک العلمائی بلند آوازہ ساخت - عرق حسد ابنای جنس در جنبش آمد - قاضی شکایت حساد بمولانا خواجگی نوشت - مولانا این دو بیت شیخ سعدی شیرازی در جواب قلمی فرمود ؎

اے پیش از آنکہ در قلم آید ثنائے تو	واجب براہل مشرق ومغرب دعائے تو
اے در بقائے عمر تو نفع جہانیان	باقی مباد آنکہ نخواہد بقائے تو

گویند در اندک زمانی جماعۂ حساد فانی گشتند۔ از تصانیف قاضی حواشی کافیہ در حین حیات او مشہور آفاق گشتہ۔ وارشاد متن در علم نحو کہ تمثیل مسئلہ در ضمن تعبیر التزام کردہ وطرزی تازہ بر روے کار آوردہ وبدیع المیزان متن در فن بلاغت کہ عبارات مسجعہ دارد۔ وبحر مواج تفسیر کلام اللہ بزبان فارسی ودرین تفسیر سعی بلیغ در بیان ترکیب ومعنی ووجوہ وصل وفصل آیات بینات بہ کار بردہ۔ وشرحی بر اصول بزودی تا بحث امر۔ وشرحی طویل بر قصیدہ بانت سعاد[۵۷]۔ ورسالہ فارسی در تقسیم علوم وصنائع۔ ورسالہ مناقب السادات وغیرہا قاضی در تاریخ بست وپنجم رجب المرجب سنہ ۸۴۹ تسع واربعین وثمانمائۃ بہ گلگشت فردوس اعلی شتافت۔ مرقد منورش در بلدۂ جونپور جانب جنوبی مسجد سلطان ابراہیم شرقی۔

(۹) شیخ علی بن شیخ احمد مہایمی قدس سرہ

از قوم نوایت ست وقوم نوایت در بلاد دکن معروف ومشہور اند۔ طبری در تاریخ خود گوید:۔

نایتہ طائفہ ایست از قریش کہ از ترس حجاج بن یوسف ثقفی کہ پنجاہ ہزار کس علما واولیا را ناحق کشت۔ از مدینہ منورہ بر آمدند وخود را بہ ساحل بحر ہند رسانیدند ودران سرزمین توطن برگرفتند۔ واین تفرقہ در سنہ ۱۵۲ اثنین وخمسین ومائۃ ہجری واقع شد۔

مہایم بروزن عظایم یکے از بناد رگجرات احمد آباد شیخ علی تحریر زمان وصاحب ذوق

---

[۵۷] این شرح در بلدۂ حیدرآباد دکن بمطبع دائرۃ المعارف النظامیہ چاپ شدہ ۱۲

و عرفان بود مثبت توحید وجودی و پیرو شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ کہ تصانیف رائقہ مثل تفسیر رحمانی و زوارف شرح عوارف المعارف و شرح فصوص الحکم و شرح نصوص شیخ صدر الدین قونوی قدس سرہ و ادلۃ التوحید و غیر ذلک در جمادی الاولی ۸۸۵ھ خمس و ثلثین و ثمانمائۃ متوجہ عالم قدس گردیدہ در مہایم جاے آرامش برگزیدہ زار و یتبرک بہ ۔

(۱۰) شیخ سعد الدین خیرآبادی قدس سرہٗ

پدرش قاضی بڈھن نام قاضی قصبۂ اناؤ[۵۱] بود ۔ شیخ سعد الدین را طفل گذاشتہ از عالم رحلت کرد ۔ آثار رشد در آوانِ طفولیت از ناصیۂ شیخ سعد الدین ہویدا بود چون اورا در مکتب فرستادند ہر روز لوح خود را ضبط می کرد و ہر شب ہزار بار می خواند ۔ قرآن مجید را ہم برایں نمط تختہ تختہ یاد گرفت ۔ و در عنفوان سن تمیز بہ خدمت مولانا اعظم لکھنوی روح اللہ روحہ پیوست و کمر بہ کسب علم بربست ۔ و در فرصت کمی تبحر بہم رسانده سرآمد علماء عصر گردید ۔ و دست ارادت بہ شیخ مینائے لکھنوی داد و ساغر لبریز از مینائے معرفت نوش کرد ۔ شیخ مینا چہارم صفر ۸۷۴ھ اربع و سبعین و ثمانمائۃ بہ گلشن مینو خرامید ۔ شیخ سعد الدین بعد انتقال مرشد ایامے در لکھنو اقامت داشت ۔ آخر الامر در عالم رویا از حضرت مرشد اشارہ شد کہ ترا بہ خیرآباد باید رفت شیخ حسب الارشاد بہ خیرآباد شتافتہ رنگ توطن ریخت ۔ حق تعالی اعتبار و اشتہار عظیم کرامت نمود ۔ و فتوحات از ہر جانب ریزش کرد

[۵۱] شاید کہ اناؤ دن باشد ۱۲

ہمہ در مہمانداری وارد و صادر صرف شد۔ و بلغوری[۵۱] برائے مستحقین تعین فرمود۔ واقربارا
از انام بہ خیر آباد طلبید و عمارت ہا طرح انداخت۔ با این ہمہ روزے کہ ازین جہان رحلت
کرد جامۂ کفن از خانۂ پیدا نہ شد۔ بر طریقہ حضرت مرشد حصور زیست وسالہا مسند تدریس
و ارشاد را رونق بخشید۔ و شروح غرا بر متداولات بہ قلم آورد۔ مثل شرح بزدوی و حسامی
و کافیہ و مصباح و امثال آن و مجمع السلوک نام شرحی بر رسالہ مکیہ نوشتہ درین کتاب
ملفوظات و حالات شیخ مینا بسیار درج کردہ ہرگاہ از شیخ خود نقل می کند می گوید۔ قال شیخی شیخ
مینا ادامہ اللہ فینا۔ مزار فائض الانوارش در خیر آباد حاجت روائے خلائق است۔

(۱۱) مولانا عبد اللہ تلنبی

تلنبہ بضم تاء فوقانی و فتح لام و سکون نون و فتح باء موحدہ آخر ہا زدہ شہری است
مشہور از ملحقات ملتان پیشتر و علماء است و قافلہ سالار فضلا مستجمع معقول و منقول و مستکمل
فروع و اصول عمر ہا در وطن مالوف بر چار بالش افادہ نشست و شش جہت را بہ نشر
لوامع علوم منور ساخت۔ آخر الامر از خرابی ملتان او و شیخ عزیز اللہ تلنبی رخت رحلت
بہ دار الخلافہ دہلی کشیدند و علم معقول را درین دیار مروج ساختند۔ و پیش ازین غیر شرح
شمسیہ و شرح صحائف از علم منطق و کلام در ہند شایع نہ بود۔ سلطان سکندر لودی مقدم
ایشان را گرامی داشت و مراسم اعزاز و اکرام فوق الحد بہ تقدیم رساند۔ وفات مولانا

[۵۱] بلغوری آش گندم۔

عبداللہ در سنہ ۹۲۲ اثنین وعشرین وتسعمائۃ اتفاق افتاد اولٓئک لھم اللہ رجات العلی

تاریخ یافتہ اند آرام گاہ دہلی۔

(۱۲) مولانا الہداد جونپوری قدس سرہٗ

ذات والاصفاتش بہ مقتضائے اسم خود موہبت ربانی وعطیۂ یزدانی بود مفتاح خزائن قال ومصباح مجالس حال تلمیذ مولانا عبداللہ تلنبی نوراللہ ضریحہ ومرید راجی حامد شاہ مانک پوری است۔ عمر گرامی را بیشتر بہ تدریس وتصنیف صرف ساخت والتصانیف رائقہ وتوالیف فائقہ پرداخت۔ مثل شرح ہدایہ فقہ در چند مجلد۔ وشرح بزدوی وحواشی بر حواشی ہندیہ وحاشیۂ تفسیر مدارک۔

(۱۳) شیخ علی متقی قدس سرہٗ

جونپوری الاصل برہانپوری المولد است۔ در وصیت نامۂ خود می فرماید بہ عبارت عربی تلخیص کلامش این کہ۔

والد من در صغر سن مرا مرید شیخ باجن برہان پوری ساخت۔ چون بہ سن تمیز رسیدم شیخ را پیر خود گرفتم بہ موافقت والد خود بنا بر قول بزرگان کہ گفتہ اند کہ اگر طفل مرید شیخی کردہ شود بعد بلوغ مختار است اگر خواہد ہمان شیخ را پیر خود گیرد۔ واگر خواہد شیخی دیگر اختیار کند وچون والد وشیخ من فوت کردند خرقۂ مشائخ چشت از شیخ عبدالحکیم بن شیخ باجن مذکور پوشیدم

بعدازان صحبت شیخی خواستم که مرا ارشاد کند و دلالت به طریق حق نماید قصد بلاد ملتان کردم و مدتے صحبت شیخ حسام الدین متقی دریافتم بعدازان به حرمین شریفین رفتم۔ و با شیخ ابوالحسن بکری صحبت داشتم۔ وخرقہ قادری وشاذلی ومدنی اخذ نمودم۔ ونیز ہر ۳ سہ خرقہ از شیخ محمد بن محمد سخاوی پوشیدم۔ انتہی۔

آن جناب در ۹۵۳ھ ثلث وخمسین وتسعمائۃ بہ صوب حرمین شریفین خرامید و در مکہ معظمہ رحل اقامت افگند۔ و از کثرت ریاضت وتقوی ونشر علوم ظاہر وباطن غلغلۂ بہ ملاء اعلیٰ رسانید۔ خواص وعوام بقاع مقدسہ بہ کمال فضل و ولایت او اعتراف داشتند۔ شیخ ابن حجر مکی مفتی حرم محترم۔ صاحب صواعق محرقہ در ابتداء حال استاد شیخ بود آخر خود را تلمیذ می خواند و رسم ارادت بجا آورد و خرقہ خلافت پوشید عدد تصانیف او از صد متجاوز است۔ کتاب جمع الجوامع وجامع صغیر شیخ جلال الدین سیوطی را بر ابواب فقہیہ ترتیب داد۔ و وجوہ تصرفات را بہ قدر طاقت استیعاب نمود شیخ ابوالحسن بکری می فرمود۔ للسیوطی منۃ اللّٰہ علی العالمین وللمتقی منۃ اللّٰہ علیہ" وفاتِ او دوم جمادی الاولیٰ سنہ ۹۷۵ھ خمس وسبعین وتسعمائۃ اتفاق افتاد۔ شیخ مکہ تاریخ است۔ عمر گرامی نود سال

شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہٗ در ترجمہ مشکوۃ در کتاب الامارہ والقضا از شیخ عبدالوہاب متقی نقل کردہ می فرمود۔

"یک باری بہ خاطر شیخ علی متقی رحمۃ اللہ رسید کہ ثواب عدالت بے شمار است اگر بہ دست "آید غنیمت است۔ چندگاہ بہ این نیت منصب عدالت اختیار باید کرد و نیز امتحان باید کرد کہ

شغل دنیا با حضور و جمعیت خاطر جمع می شود یا نہ - چون سلطان محمود گجراتی کہ بہ غایت معتقد و
منقاد حضرت شیخ بود - این حکایت شنید و غنیمت دانست - و سعادت کارخانہ سلطنت
شمرد - پس شیخ منصب داروغگی اختیار کردند - و بہ دار العدالۃ نشستند و جمعی از خادمان
و باجیان کہ در خدمت می بودند رشوت گرفتن بنیاد نہادند - بہ سلطان رسید کہ شیخ با آن
تقوی و دیانت کہ داشتند رشوت می گیرند - و افراط و تفریط می نمایند - سلطان باور
نہ داشت گفتند جماعہ کہ ہمیشہ با ایشان می باشند - رشوت می ستانند البتہ شیخ نیز می دانند
در وامی دارند - چون شیخ شنیدند کہ بہ سلطان این چنین رسانیدہ اند - چندگاہ در مقام
اصلاح این کار بودند آخر دیدند کہ راست نمی آید - روزے در چبوترۂ عدالت نشستہ بودند
عصاے خود گرفتہ برخاستند و بہ یاران سلام علیک کردند و برخاستہ دویدند و گفتند
کہ این ہر دو کار جمع نمی شود - والعاقبۃ بالخیر"

(۱۴) شیخ محمد بن طاہر الفتنی قدس سرہٗ

خادم حدیث نبوی و ناصر سنن مصطفوی است - بعد تحصیل کتب متداولہ جادہ نورد
حرمین شریفین گردید و علماء مشائخ ان دیار کرامت آثار را دریافت - سیما شیخ علی متقی کہ از
حاشیۂ محفل اشرف فیوض فراوان اندوخت و بہ سعادت ارادت والا فائز گشت - و عنان
بہ وطن اصلی گردانید - و ہنگامۂ افادۂ علوم و اعلاء کلمۃ الحق گرم ساخت - و بر وفق وصیت
شیخ خود قدس سرہٗ ہمیشہ مداد براے امداد نسخہ نویسانِ علوم حل می کرد بہ حدے کہ در وقتِ

درس گفتن ہم بہ حل کردن مرکب[۱۱] مشغول می بود۔ تا دست نیز در کار باشد۔ تو الیف مفیدہ دارد۔ مثل مجمع البحار در غرائب الحدیث و مغنی در اسماء الرجال وغیرہما۔ و او در شکست بواہیر مہدویہ کہ ہم قوم او بودند۔ واقتدا او سید محمد جونپوری می کردند مثل استاد خود کمر بربست وعہد کرد کہ تا داغ بدعت از پیشانی این طائفہ نہ شوید دستار برسر نہ بندد۔ چون اکبر بادشاہ در سنہ ۹۸۰ ثمانین وتسعمائۃ گجرات را تسخیر کرد۔ و در پتن با شیخ ملاقات واقع شد۔ بادشاہ دستار بدست خود بر سر شیخ پیچید و فرمود باعث ترک دستار بہ سمع رسیدہ نصرت دین متین بر وفق ارادہ شما بر ذمہ معدلت من لازم است۔ دران سال حکومت گجرات بہ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ تفویض یافت۔ وبہ اعانت خان اعظم اکثر رسوم بدعت بر انداختہ شد اما عنقریب صوبہ گجرات بر عبد الرحیم خانخانان قرار گرفت وبہ حمایت او طائفہ مہدویہ باز از کمین بر جستند۔ شیخ دستار از سر بکشاد وعزم آگرہ کرد کہ ماجرا را بہ سمع اکبری رساند و تدارکی بہ عمل آرد۔ شیخ وجیہ الدین علوی قدس سرہ ہر چند بہ طریق کنایہ منع کرد و فرمود عالم مظہر اسماء جمالی وجلالی است۔ حفظ آثار و احکام ہر اسم صراطی است مستقیم سود مند نیفتاد۔ و رخت کوچ بر بست۔ جمعی از مخالفان در پے افتادند و مابین اُجین و سارنگپور ریختہ شہید ساختند۔ فی سنہ ۹۸۶ ست وثمانین وتسعمائۃ نعش او را از مالوا بہ فتن[۵۱] بردہ در مقابر اسلاف او دفن ساختند۔ یکے از احفاد او شیخ عبد القادر بن شیخ ابو بکر مفتی مکہ معظمہ بود و در علم و فضل و فصاحت و بلاغت سیما[۱۱] فقاہت ممتاز عصر می زیست۔ و سالہا بر مسند افتاء حرم محترم بر بلندی

[۵۱] فتن یعنی پٹن گجرات ۱۲

داشت۔ واز تو الیف اوست فتاوی در چہار مجلد ونسخہ منشات۔ وفاتش در ۱۱۳۸ھ ثمان و ثلثین وماتہ والف واقع شد۔ شیخ عبد اللہ طرفہ انصاری مکی شافعی استاد شیخ عبد القادر در مدح تلمیذ قصیدہ پرداختہ در آنجا نسب شیخ محمد طاہر جد او بہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ می رساند ومی گوید

قد کان جد ابیک بل اللہ ضریحہ		من اوحد العلماء والفضلاء	
اعنی محمد طاہر من منجی		الصدا بن حفقہ بغیر مراء	

اما شیخ محمد طاہر بہ اتفاق جمہور از قوم بوہرہ است وکلام شیخ عبد الحق دہلوی در اخبار الاخیار ہم تصریح می کند۔ وصدیقی بعضے می گویند بہ اعتبار نسب از جانب مادر بود وبعضے می گویند از جہت اعتقاد بود کہ چون شیعہ خود را حیدری می گویند او خود را صدیقی خواند۔

(۱۵) شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی قدس سرہ

دانائے علوم جہتین وخازن کنوز نشاتین است۔ ولادت او در محرم ۹۱۱ھ احدی عشر وتسعمائۃ واقع شد۔ مولد او چانپانیر است وہمانجا نشوونما یافت۔ ودر بلدۂ فاخرۂ گجرات فنون متعارفہ از ملا عماد طارمی کسب نمود ورسم ارادت بہ خدمت شیخ قاضن قدس سرہ بجا آورد۔ وچون محمد غوث گوالیاری قدس سرہ بہ احمد آباد تشریف فرمود شیخ وجیہ الدین در جمال ہمایون محوتیی بہم رسانید۔ ودر سایۂ تربیت شیخ کار تمام کرد۔ وسالہائے دراز بر مسند افادہ وافاضہ نشست وشرق وغرب عالم را از فیض اقدس معمور ساخت۔ تعداد

تصانیفش حاشیۂ بیضاوی حاشیۂ نخبہ در اصول حدیث حاشیۂ عضدی حاشیہ تلویح حاشیہ بزدوے حاشیہ ہدایہ فقہ حاشیہ شرح وقایہ حاشیہ مطول ومختصر حاشیہ اصفہانی حاشیۂ شرح عقائد تفتازانی حاشیہ بر حاشیہ قدیم محقق دوانی حاشیہ شرح حکمتہ العین شرح مقاصد حاشیہ شرح قطبی حاشیہ شرح چغمنی شرح تحفۂ شاہی شرح رسالہ فارسی ملاعلی قوشجی حاشیہ شرح ضیائیہ شرح ارشاد قاضی شہاب الدین دولتآبادی شرح ابیات منہل شرح جام جہان نما شرح کلید مخازن رسالۂ حقیقت محمدیہ - وفاتش روز یکشنبہ بست ونہم صفر سنہ ۹۹۸ ثمان وتسعین وتسعمائۃ واقع شد لہم جنات الفردوس نزلاً۔ تاریخ است مضجع احمد آباد۔

(۱۶) شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری

از فحول علما وصنادید فضلا است - جد پنجمین او از دیار یمن برآمدہ گرد جہان گردید وفراوان عجائب صنع الٰہی مشاہدہ کرد - ودر مائۃ تاسعہ در قصبۂ ایل از توابع سیوستان سند بار غربت کشاد ومتوطن ومتاہل گردید - شیخ خضر در مبادی مائۃ عاشرہ بہ گلگشت ہند شتافت وبلدۂ ناگور را محل اقامت ساخت - شیخ مبارک در سنہ ۹۱۱ احدی عشر وتسعمائۃ در آنجا جامۂ عنصری پوشید - وبعد وصول بہ ایام شباب جانب احمد آباد رفت واز خطیب ابوالفضل گازرونی ودیگر اکابر آنجا فراوان کمالات اندوخت - ودر سنہ ۹۵۰ خمسین وتسعمائۃ رخصت نہضت بہ صوبۂ آگرہ کشید - وقریب پنجاہ سال در آن مکان انجمن افادہ را گرامی بخشید - از غرائب

آنکه پانصد مجلد ضخیم بدستِ خود تحریر نمود۔ و در پایانِ عمر باآنکه باصره از کار رفته بود به قوتِ حافظه تفسیری به قیدِ قلم آورد۔ در چهار مجلد مسمی به منبع عیون المعانی۔ عبارت را مسلسل تقریر می کرد و دبیران کسوتِ تحریر می پوشانیدند۔ وفاتش هفدهم ذی القعده سنه ۱۰۰۱ه احدی و الف اتفاق افتاد۔ خوابگاه آگره۔

(۱۷) شیخ ابوالفیض فیضی بن شیخ مبارک مذکور

پنجم شعبان سنه ۹۵۴ه اربع و خمسین و تسعمائة در آگره به وجود آمد۔ و فنون متداوله را نزد پدر در چهارده سالگی به انجام رسانید۔ و حکمت و عربیت را بیشتر مشق کرد۔ و غلغلهٔ یکتائی در همعصران بلند ساخت۔ و درین وادی جرسی می جنبانند ؏

دو	آنم که فنونِ ذوفنون دارم		انوارِ چراغِ رهنمونان دارم	
دو	این کالبدم ز خاکِ هند است ولی		در هر بنِ مو هزار یونان دارم	

چون جوهرِ قابلیتِ او به عرضِ اکبر بادشاه رسید در سنه ۹۷۴ه اربع و سبعین و تسعمائة منشورِ طلب صادر گشت۔ و بعد ادراکِ ملازمت موردِ عنایات گردید۔ و به مزیدِ تقرب و مصاحبت اختصاص یافت۔ و به خطاب ملک الشعرائی تارکِ مباهات به شعری رسانید۔ اوصافِ شیخ آنچه به شاعری تعلق دارد در دفترِ شعرا به تحریر می آید۔

و او در سنه ۹۹۹ه تسع و تسعین و تسعمائة به رسمِ سفارت از درگاهِ اکبری جانبِ راجه علیخان والی خاندیس رخصت یافت۔ و بعد ابلاغِ احکام از همانجا به ادای سفارت نزد برهان شاه

والی احمدنگر مامور گردید۔ و در ۱۰۰۲ھ اثنین والف بہ پایۂ سریر اکبری سعادت نمود۔ و دہم صفر ۱۰۰۴ھ اربع والف قالب تہی کرد۔ و نزد پدر خود مدفون گردید۔ وقتِ احتضار نیم شبے اکبر بادشاہ بہ عیادت آمد۔ و سر او را گرفتہ بر زانوے خود گذاشت۔

برہان فضیلتِ شیخ فیضی سواطع الالہام تفسیر بے نقطہ است کہ درین ہزار سال ہیچ بشیر ہیچ مستحدی را میسر نہ شد۔ طرفہ این کہ این چنین کار دشوار را در عرض دو سال از مبدء بہ منتہی رسانید۔ میر حیدر معمائی کاشی تاریخ اتمام تفسیر کہ در ۱۰۰۲ھ اثنین والف صورت گرفت۔ سورۂ اخلاص بر آورد و دہ ہزار روپیہ صلہ یافت۔ فضلاء عصر برین تفسیر توقیعات نوشتند مثل شیخ یعقوب کشمیری و سید محمد شامی و ایضاً ملا ظہوری ترشیزی قصیدۂ غراے و قریب ہفتاد رباعی در لطائف اہمال نظم کرد۔ و ملا ملک قمی نیز رباعیات در سلک نظم کشید چون نسخۂ تفسیر کم یاب [1] است تفسیر سورۂ کوثر کہ اقصر سور است بہ تحریر می آید۔ تا کیفیت آن فی الجملہ چہرۂ وضوح وانماید:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لما رحل ولد رسول اللہ صلعم وادرکہ السام

"وسمعہ العاص وکلم وھو عسور لا ولد لہ لوادرکہ السام ھلک و

"حسم اسمہ صلعم ارسل اللہ انا اعطیناک محمدؐ الکوثر

"العطاء الکامل علما وعملا والمورد الامرء ماء والاحمد ھواء وورد

"ماء المدام وھو مورد رسول اللہ صلعم اعطاہ اللہ صلعم کرما او

[1] ۱۳۰۶ھ درسنہ ہجری بمقام لکھنو مطبع منشی نولکشور تفسیر مذکور چھاپہ شدہ ۱۲

"المراد الاولاد او علماء الاسلام او کلام الله المرسل فصل دوامًا

"لربک لله لا لما سواه کما هو عمل مراء عمل الاسهوا وانحر واسلح

"لله واعطه اهل السوال وهو عکس الکلام الاول المصرح لاحوال

"اهل السهو والصد واعما لهم ان شانئک عدوك هو الابتر المعدوم لاولد له

"ادام الله اولادك ومراسم اوامرك وسکارم عمرك ومحامد مراسمك"

حواشی

سام مرگ ۔ وصم عیب کردن ۔ عسور بالفتح دشوار زاینده ۔ حسم بالفتح بریدن ۔ امری بالفتح

گوارا تر ۔ مرائی ریا کننده ۔ سرح ذبح کردن ۔ مراد از کلام اول سورۂ ماعون است ۔

وایضاً موارد الکلم نام رسالہ دارد غیر منقوط در علم اخلاق ۔ وترجمہ لیلاوتی[۱] کہ کتابے است

بزبانِ ہندی در علم حساب ۔

(۱۸) شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ

اشتہارش گوش جہانیان را نواختہ وخامہ مورخان بہ تحریر مناقب ہمایون اجمالاً وتفصیلاً

پرداختہ ۔ سطرے چند بر لوح سنگی نقش کردہ ورقبہ مزار فائض الانوار تعبیہ کردہ اند ۔ درین جریدہ

بر عبارت لوح اکتفا می رود ۔ وآن این است :۔

"مجلی از احوال کرامت منوال این مقتدائے وقت صاحب المفاخر ابوالمجد عبدالحق رحمۃ اللہ رحمۃ

[۱] این کتاب لیلاوتی بزبان فارسی در لکھنو بزمانۂ سلطنت سلاطین اودھ چھاپہ شدہ ۱۲

" واسحٰق آنکه از مبادی شعور به طاعتِ حق و طلبِ علم کمر بسته نزدیک بآوان بلوغ اکثر علوم دین
" تحصیل کرد۔ و در سن بست و دو سالگی از همه آن فارغ شده و کلام مجید از بر گرفته بر مسندِ افاده
" نشست۔ و هم در عنفوانِ جوانی جاذبهٔ الٰهی در رسید۔ به یک بار دل از یار و دیار بر کنده متوجه
" حرمین محترمین گشت۔ مدتے مدیده به آن مقاماتِ شریفه اقامت ورزیده به اقطاب زمان
" و اولیاء کبار صحبت ها داشته به ودائع ارجمند و رخصت ارشاد طالبان اختصاص یافت
" و علاوه (این) تکمیل فن حدیث نموده با برکات فراوان به موطن مالوف مراجعت فرمود۔ و مدت
" پنجاه و دو سال به جمعیت ظاهر و باطن تمکن یافته تکمیل فرزندان و طالبان بجا آورد۔ و به نشر
" علوم سیّما علم شریف حدیث پرداخته به نهجی که در دیارِ عجم احدی را از علماء متقدمین و متأخرین
" دست نه داده است ممتاز و مستثنیٰ گردید۔ و در فنون علمیه خاصه فن حدیث کتبِ معتبره تصنیف
" کرد۔ چنانکه علماء زمان اعتنا به آن ورزیده دستور العمل خود دارند۔ و اهلِ دانش از خواص و عوام
" به جان خریداری می نمایند۔ تصانیف این فیاض والا از صغیر و کبیر به صد مجلد و به حسب شمار
" ابیات با نصد هزار رسیده است۔ در محرم ۹۵۸ھ این نور اتم پرتو ظهور به عالم عنصری داد۔ و در سنه ۱۰۵۲
" به تمام آگهی و کشاده پیشانی به عالم قدس خرامید۔ تاریخ ولادت شیخ اولیا۔ و تاریخ رحلت فخر العالم است"

(۱۹) شیخ نور الحق

خلف الصدق شیخ عبد الحق دهلوی قدس الله اسرارهما تلمیذ و مرید و مقبول والد بزرگوار و وارث
کمالاتِ صوری و معنوی آن یگانهٔ روزگار است۔ چون صاحب قرآن شاهجهان انار الله برهانه

از ایام شاہزادگی بر جواہر استعداد عالی او اطلاع داشت۔ وقت برافراختن رایاتِ توجہ جانب دکن شیخ را قضاء مستقر الخلافہ اکبرآباد تفویض فرمود مدتے بہ قضاء آن مصر جامع پرداخت۔ وحق این منصب نازک نوعی کہ باید بہ تقدیم رسانید۔ تصانیف فراوان دارد۔ چنانچہ شیخ عبدالحق قدس سرہٗ بہ تحریر ترجمہ مشکوۃ دست احسان کشادہ او نیز بہ تحریر ترجمۂ صحیح بخاری صلاے فیض عام دادہ نود سال عمر یافت ودر ۱۰۷۳ھ؁ ثلث وسبعین والف بہ جوار رحمت آسود آرام گاہ دہلی۔

(۲۰) ملا محمود جونپوری

نقاوۂ علماء اشراقیین وسلالۂ حکماء مشائین است۔ نسبش بہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ منتہی شود۔ در فنون عقلی ونقلی سیما حکمت سرآمد افاضل ومشار الیہ اماثل بود نزد استاد الملک شیخ محمد افضل جونپوری تلمذ نمود ودر عرض ہفدہ سالگی فاتحۂ فراغ خواند وکمیت قلم در میدان تصنیف جولان داد۔ وشمس بازغہ در حکمت وفرائد در فن بلاغت۔ املا کرد مدۃ العمر قولے از وسر برنہ زد کہ ازان رجوع کردہ باشد ہرگاہ سائلی مسئلہ می پرسید اگر دل حاضر می بود بہ جواب می پرداخت والا می گفت درین وقت خاطر متوجہ جواب نیست واو صاحب قرآن ثانی شاہجہان را بہ رصد بستن راغب ساخت۔ وزیر از بعضے وجوہ راے بادشاہ را برگردانید وگفت مہم بلخ درپیش است وخزائن فراوان مطلوب وزمینے کہ براے رصد تجویز کردہ بود بعد چندے ظاہر شد کہ یکے از حکماء پیشین آن محل را براے رصد اختیار

کردہ بود۔

شیخ محمد افضل استاد علامہ فرمود از وقتے کہ علامہ تفتازانی وجرجانی از عالم رفتہ اند کسے اجتماع دو فاضل بہ این فضیلت دریک شہر نشان نہ دادہ۔ یعنی ملا محمود وشیخ عبدالرشید کہ ذکرش می آید۔

شاہ شجاع بن صاحب قرآن شاہجہان نزد علامہ تلمذ کردہ بہ امیر الامرا شایستہ خان فرائد گذرانید۔ وا ورا رسالہ ایست درفن نایکا بھید بہ زبان فارسی وآن چنان است کہ ہندیان معشوقہ را بہ اعتبار ادا وانداز ودرجاتِ عمر ومراتب الفت وبے الفتی وغیر ذلک چندین قسم گفتہ اند وہر قسم را نامی معین ساختہ واشعار آبدار درہر قسم بہ نظم آوردہ۔ رحلت ملا محمود نہم ربیع الاول سنہ ۱۰۶۲ اثنین وستین والف اتفاق افتاد روزگار ناتوان بین درحین حیات استاد بساط زندگانی ملا محمود درنوردید۔ تا چہل روز استاد را کسے تبسم نہ دید وبعد چہل روز استاد بہ شاگرد ملحق گردید۔ شخصے این مصراع تاریخ یافت

ع زمحمود وافضل بگو آہ آہ
سنہ ۱۰۶۲ھ

(۲۱) شیخ عبدالرشید جونپوری ملقب بہ شمس الحق قدس سرہٗ

از کبار اولیا واعاظم علما است شاگرد شیخ فضل اللہ جونپوری ومرید پدر خود شیخ مصطفیٰ واو مرید شیخ محمد بن شیخ نظام الدین امیٹھوی است قدس اللہ اسرارہم۔ وخلافت از سلاسل دیگر نیز داشت۔ در اوائل حال مشغول درس بود۔ آخر ہمہ را ترک دادہ بہ مطالعہ کتب حقائق

سیما تصانیف شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ میل کلی بہم رساند و عبارات شیخ را
کہ محل طعن علماء ظاہر است بر محامل نیک فرودمی آورد۔ و با ارباب دول آمیزش نمی کرد
صاحب قرآن شاہجہان بہ استماع اوصاف قدسیہ خواہش ملاقات نمود۔ و منشور طلب
مصحوب یکی از ملازمان آداب دان فرستاد۔ شیخ اباکرد و قدم از کنج عزلت بیرون نہ گذاشت
تصانیف مفیدہ دارد مثل رشیدیہ در فن مناظرہ و زاد السالکین و شرح اسرار الخلوہ
کہ مختصری است از ابن عربی و رسالہ محکوم مربوط ترجمۂ بعض مواضع کلام ابن عربی و حواشی
متفرقہ بر شرح مختصر عضدی و حواشی فارسی بر کافیہ و مقصود الطالبین در اوراد و لطائف
و دیوان شعر شمسی تخلص می کرد۔ سنت نماز صبح خواندہ تحریمۂ فرض بستہ بود کہ داعی حق را
بلبیک اجابت گفت۔ فی ۱۰۸۳ سنہ ثلث و ثمانین والف۔

(۲۲) ملا عبد الحکیم سیالکوٹی برد اللہ مضجعہ

علامۂ زمان و افتخار زمانیان است۔ الحق در جمیع فنون درسی مثل او از زمین ہند
بر نہ خاست۔ آثار دانش باین کیفیت و کمیت و حسن قبول بر صفحۂ روزگار نہ گذاشت۔ مولد
و منشاء او سیالکوٹ از توابع لاہور ست در عنفوان سن تمیز دامن ہمت بہ طلب علم بر زدہ پیشتر
نزد ملا کمال الدین کشمیری کہ متوطن بلدۂ سیالکوٹ و بلند پرواز عالم ملکوت بود تلمذ نمود۔ و در صرف
کمی ہلال استعدادش بدر کامل گشت و عرصۂ جہان را بہ لوامع فیض مملو ساخت۔ در عہد
جہانگیری بہ معاش ضروری ساختہ در وطن مالوف بسر می برد۔ چون نوبت دارائی

ہندوستان بہ صاحب قرآن شاہجہان انار اللہ برہانہ رسید وطائفہ علماء شعرا رارواجی دیگر پدید آمد۔ ملا درین عہد بارہا خود را بہ درگاہ خلافت رسانید۔ ہر گاہ وارد حضور می گردید بہ رعایت نقود نامعدود مخصوص می گشت۔ وو دبار بہ زر سنجیدہ شد و مبالغ ہم سنگ ہم گرفت و چند قریہ بہ رسم سیورغال انعام شد۔ ملا بہ حضور خاطر و فراغ بال در وطن مالوف اقامت داشت و تخم علم و فضل در سرزمین سینہ ہا و سفینہ ہا می کاشت۔ تصانیف او در بلاد عرب و عجم سائر و دائر است۔ بہ این تفصیل۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ حاشیہ مقدمات تلویح۔ حاشیہ مطول۔ حاشیہ شریفیہ۔ حاشیہ شرح مواقف۔ حاشیہ شرح عقاید تفتازانی۔ حاشیہ حاشیہ خیالی۔ حاشیہ شرح شمسیہ۔ حاشیہ حاشیہ عبد الغفور۔ تکملہ حاشیہ عبد الغفور حاشیہ شرح مطالع حاشیہ شرح عقاید ملا جلال دوانی۔ درۂ ثمینہ در اثبات واجب تعالی احواشی درکنار شرح حکمتہ العین۔ حواشی درکنار شرح ہدایہ حکمت۔ حواشی درکنار مراح الارواح۔ دوازدہم ربیع الاول ۱۰۶۷ھ سنہ سبع وستین والف طومار حیات بپیچید۔ و در سیالکوٹ مدفون گردید۔

(۲۲۳) ملا عصمت اللہ سہارنپوری نور اللہ مرقدہ

از مشاہیر علماء ہند است اگرچہ مکفوف البصر اما بینایان را راہ دانش و بینش می نمود۔ عمرہا درس گفت و تصانیف مفیدہ بہ قلم آورد۔ از تحریرا تش حاشیہ شرح ملا متداول است وفاتش در ۱۰۳۹ھ سنہ تسع وثلاثین والف اتفاق افتاد۔ درین سال قلم مستانہ می خرامد و آہنگی از مقام حجاز سر می کند۔ در سال مذکور نوزدہم شعبان شب چہارشنبہ باران شدید بر زمین

مکہ معظم بارید- وسیلے عظیم درونِ مسجد درآمدہ تاطراز جانۂ کعبہ بلند گردید مقام زیر آب ماند- و ناودان فرو افتاد- و درون خانہ یک قدِ آدم آب ایستاد- مقدار قامت آدمی مسجد از خاک وخاشاک پر گشت- و مزۂ آب زمزم تغیر یافت بہ حدے کہ از گلو فرو نمی رفت و ۲۰ شعبان روز پنجشنبہ بعد عصر خانۂ کعبہ فرو نشست- وبناے کہ حجاج کردہ بود افتاد از جہت شامی تمام واز جہت شرقی حتی الباب واز جہت غربی سہ ربع- اللہ اکبر بعد ظہور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سقوط کعبہ شریفہ گاہے واقع نہ شد- درین حادثہ چہار ہزار خانۂ عباد موافقت خانۂ خدا کرد- وقریب پانصد کس بہ طوفان فنا رفت- سلطان مراد رابع بن سلطان احمد والی روم انار اللہ برہانہ بہ تعمیر خانۂ مبارک امر فرمود- و در ۱۰۴۰ھ اربعین والف عمارت ہمایون بہ اتمام رسید- و بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہ سلطان مراد بہ احراز این سعادت عظمیٰ فائز گردید- و عمارت مسجدِ حرام کہ الآن موجود است پیش ازین سلطان سلیم ثانی رفع اللہ قدرہ در ۹۸۰ھ ثمانین وتسع مائۃ بنا نہادہ- وجانب شرقی وشمالی مرتب ساختہ بہ معمورۂ اخروی شتافت- فرزند ارجمندش سلطان مراد ثالث اکرام اللہ مثواہ بہ تعمیر باقی برداشت- و در ۹۸۴ھ اربع وثمانین وتسعمائۃ بہ انجام رسانید- حسن این عمارت عالی شان تعلق بہ مشاہدہ دارد-

(۲۴) میر محمد زاہد الہروی الکابلی

پدرش قاضی محمد اسلم در بلدۂ فاخرۂ ہرات متولد گردید- و در دار الملک کابل توطن

برگزید- قاضی از اولاد مولانا خواجه کوہی است که از مشاہیر مشایخ خراسان بود- در اوائل سلطنت جہانگیری بہ ارادۂ تحصیل علم جانب لاہور شتافت- و در حلقۂ درس شیخ بہلول که از صنادید علماء آن مکان بود تلمذ نمود- و لبعد از تکمیل تحصیل بہ مستقر الخلافہ اکبرآباد رفته باریاب محفل جہانگیری گردید و بہ واسطۂ قرابتی کہ با مولانا میر کلان محدث نور اللہ ضریحہ داشت مورد عنایات سلطانی شد- و منصب قضاء کابل تفویض یافت- مولانا میر کلان نبیرۂ مولانا خواجه کوہی است- علم از علماء اعیان عصر فرا گرفت- و حدیث از میر جمال الدین محدث و سید میرک شاہ سند کرد- و سعادت زیارت حرمین شریفین اندوخت و بسیارے از اکابر سلسلہ علیہ نقشبندیہ را دریافت- و چون وارد ہند گشت- اکبر بادشاہ مراسم احترام فوق الحد بجا آورد- و برائے تعلیم شاہزادہ سلیم برگزید- و جم غفیر از مردم این ملک از مولانا علم حدیث اخذ نمودند- ملا علی قاری از مولانا حدیث سند کرد- چنانچہ در عنوان مرقاة شرح مشکوة می گوید کہ:-

" ثم انی قرأت بعض احادیث المشکوٰة علی منبع بحر العرفان مولانا الشہیر
" بمیر کلان وھو قرأ علی زبدة المحققین وعمدة المدققین میرکشاہ وھو علی
" والدہ السید السند مولانا جمال الدین المحدث صاحب روضة الاحباب
" وھو علی عمہ السید اصل الدین الشیرازی رحمہم اللہ تعالیٰ "

مولانا در محرم سنہ ۹۸۳ ثلاث و ثمانین و تسع مائة در عمر صد سالگی متوجہ دار البقا گردید- خوابگاه آگرہ- چون قاضی محمد اسلم مدت ہا بہ قضاء کابل پرداخت- و بہ تدین و تورع اشتہار یافت

جهانگیر بادشاه او را به حضور طلبیده قضاء عسکر ارزانی داشت۔ و چون صاحب قران آن شاهجهان سریر سلطنت را آرایش داد۔ قاضی را بران عهده بحال داشت و به منصب هزاری پایه اش افزود۔ قاضی مدت سی سال قضاء عسکر را باکمال دیانت ادا کرد۔ و همیشه منظور نظر خسروانی بود۔ و در ۱۰۵۲ھ اثنین و خمسین والف پادشاه او را به زر کشید و شش هزار و پانصد روپیه هم سنگ تسلیم شد۔ و در ۱۰۶۰ھ ستین والف روزے اسپان را به طریق معتاد از نظر بادشاهی می گذرانیدند۔ رائضے[۵۱] اسپ به جولان آورد ناگاه به قاضی می رسد و قاضی را از استیلاء واهمه بالغریزی دست می دهد و بر زمین می افتد۔ قریب چهار ماه ازین آسیب صاحب فراش بود۔ بعد حصول عافیت التماس رخصت کابل نمود۔ درجه پذیرائی یافت۔ و سیورغال کابل وجز آن که زیاده بر ده هزار روپیه به طریق انعام علاوه منصب به او مقرر بود به دستور سابق مسلم ماند۔ و در آغاز ۱۰۶۱ھ احدی و ستین والف قضا کرد۔ قبرش در بلدهٔ لاهور است۔ خلف الصدق او میر محمد زاهد پهلوان میدان تحقیق و پیش رو کوچه تدقیق است۔ وقت طبعش خون از رگ اندیشه چکانیده و لطافت ذهنش رنگ سخن را به مرتبه پور سانیده۔ علم از پدر بزرگوار و دیگر علماء روزگار اخذ کرد۔ اما به قوت ادراک خداداد قدم از استادان پیش گذاشت و رایت فوقیت در مستعدان زمان برافراشت۔ و در رمضان ۱۰۶۴ھ اربع و ستین والف از پیشگاه صاحب قران ثانی شاهجهان به خدمت واقعه نویسی دار الملک کابل مامور شد۔ و در سال هشتم جلوس عالمگیری به منصب احتساب اردوے

---

۵۱ رائض کسے که اسپان را ریاضت آموزد۔ چابک سوار۔

پادشاہی معزز گردید۔ وبعد چندی صدارت کابل تفویض یافت۔ وبہ این تقریب در وطن مالوف گوشۂ جمعیتی گرفتہ متاع گرانمایۂ علم را در چارسوے عالم رواج می داد و کتب غرا بہ خامہ وقت طراز بہ تحریر آورد مثل حاشیہ شرح مواقف وحاشیہ شرح تہذیب علامہ دوانی وحاشیۂ تصور وتصدیق ملا قطب الدین رازی وحاشیۂ شرح ہیاکل از محمد اسلم خان فرزند زادۂ میر استفسار رفت کہ سال وفات میر چیست۔ گفت ۱۱۱۱ھ احدی ومائۃ والف مرقد او در کابل است۔

(۲۵) ملا قطب الدین شہید سہالوی نور اللہ مضجعہ

امام اساتذہ ومقتداے جہابذہ است۔ معدن عقلیات ومخزن نقلیات اصلش از شیخ زادہاے سہالی من اعمال لکھنؤ است۔ شیخ زادہاے سہالی دو فریق اند۔ انصاری وعثمانی۔ ریاستِ شہر وزمینداری آنجا تعلق بہ ہر دو فریق دارد۔ ملا قطب الدین از شیخ زادہاے انصاری است۔ کسبِ کمال بہ خدمت ملا شیخ دانیال چوراسی از تلامذہ ملا عبد السلام دیوہ وقاضی گہاسی نمود۔ ودستِ بیعت بہ قاضی گہاسی داد قاضی گہاسی عمدۂ تلامذہ واکمل خلفاء شیخ محب اللہ الہ آبادی بود۔ ملا قطب الدین عمرہا انجمن درس آراست۔ وجہان جہان ارباب تحصیل را بہ پایۂ تکمیل رساند۔ وامروز سلسلۂ استفادہ اکثر علماء کشور ہندوستان بہ او منتہی می شود۔ شیخ زادہاے عثمانی از جہت نزاع شرکت زمینداری با شیخ اسد اللہ خان زادہ ساکن بینتی پور کہ از سہالی

بیج کردہ است اتفاق کردہ بر ملا شبخون آوردند۔ و این چنین عالم عدیم المثل را شربت فنا چشانیدند۔ ملا بر شرح عقائد علامہ دوانی حاشیہ دقیقی تعلیق کردہ بود فتنہ جویان وقت شبخون خانۂ ملا را آتش زدند۔ حاشیۂ مذکور در ضمن اثاث البیت طعمۂ آتش بیداد گردید۔ شہادت ملا در سنہ ۱۱۰۳ ثلث ومائۃ والف واقع شد۔ شخصے مصراع تاریخی در بحر خفیف یافتہ کہ دران ترکیب توصیفی قطع می شد لہذا فقیر مصراع را در وزن رباعی بردہ سہ مصراع دیگر ضم ساخت کہ ؎

علامۂ بحر زاخر فضل و ہنر	در دامن ارباب طلب ریخت گہر
دل خون شد و تاریخ وفاتش فرمود	قطب عالم شدہ شہید اکبر

(۲۶) مولوی سید قطب الدین شمس آبادی نور اللہ مرقدہ

اصلش از سادات امیتی من مضافات اودھ است۔ از وطن خود نقل کردہ شمس آباد را مشرق انوار ساخت۔ شمس آباد از توابع قنوج است۔ سید علامۂ تحریر و فہامۂ بے نظیر بود تلمذ از فضلائے عصر نمود۔ آخر در حوزۂ درس ملا قطب الدین شہید سہالوی در آمد و قسطے از علوم فرا گرفت۔ و فاتحہ فراغ خواند۔ و در شمس آباد مسند افادہ گسترد۔ و جم غفیر را بہ افاضۂ دانش و بینش مرتبۂ کمال و تکمیل کرامت نمود۔ ملا قطب الدین شہید می فرمود کسے کہ خواہد مغز سخن را دریابد سید قطب الدین را ادراک نماید قریب ہفتاد سال عمر یافت و در سنہ ۱۱۲۱ احدی وعشرین ومائۃ والف ورق حیات گرداند۔

(۲۷) قاضی محب اللہ بہاری

بحرے است از علوم و بدرے است بین النجوم مولدش محب علی پور از لواحق صنو بہار در عنفوان شباب دیار پورب را سیاحت کرد و کتب اوائل وا واسط جابجا تحصیل نمود انجام کار خود را در حلقہ درس سید قطب الدین شمس آبادی رسانید و بہ رہنمونی این قطب والا درجات کمال را طے کرد و بعد از تحلی بہ زیور فضائل بار سفر جانب دکن بربست و در بارگاہ خلد مکان راہ یافتہ بہ منصب قضاء بلدۂ لکھنو اعزاز اندوخت۔ بعد چندے معزول شدہ باز عنان بہ ملک دکن منصرف ساخت۔ و بہ تفویض قضاء حیدر آباد سجل امتیاز بدست آورد۔ ناگاہ بہ علتی معاتب و معزول گشتہ خمار عجبی کشید آخر بہ شفاعت بعضے عمدہا تقصیر عفو شد۔ و بہ تفویض معلی شاہزادہ رفیع القدر بن شاہ عالم نامور کہن بہی پذیرفت۔ و چون شاہ عالم راہ حکومت صوبہ کابل از پیشگاہ خلافت مقرر گشت در رکاب شاہزادہ بہ کابل رفت و چون خلد مکان رایت عزیمت بہ کشور جاودانی افراشت۔ و شاہ عالم با عساکر منصورہ از کابل متوجہ ہندوستان گردید اختر طالع قاضی محب اللہ عروج عظیم کرد و بہ مرحمت منصبی بلند و صدارت مجموعۂ ممالک ہندوستان و خطاب فاضل خان سرمایۂ مباہات بدست آورد۔ اما عمر وفا نہ کرد شاہ عالم بہ اکبر آباد رسیدہ بود کہ قاضی از منصب حیات معزول گشت فی ۱۱۱۹ھ تسعۃ عشر و مائۃ والف نتیجہ طبع وقادش سلم العلوم در منطق و سلم الثبوت در اصول فقہ و رسالہ جوہر فرد در مسئلہ

جزء لایتجزی امروز دست گردان علما است۔

(۲۸) حافظ امان اللہ

بن نور اللہ بن حسین بنارسی از حفاظ قرآن و از فحول علماء ہندوستان است
در معقول و منقول کوس شہرت می نواخت۔ و در علم اصول فقہ علم امتیاز می فراخت
متنی درین علم تصنیف نمودہ و بہ مفسر موسوم ساختہ و خود شرح آن نوشتہ محکم الاصول
نام گذاشتہ و بر تفسیر بیضاوی و عضدی و تلویح و حاشیہ قدیم و شرح مواقف و شرح
حکمۃ العین و شرح عقائد ملا جلال دوانی و غیرہا حواشی دارد و حاشیہ بر رشیدیہ مناظرہ
نوشتہ و ابحاث باقیہ را رد نمودہ۔ و محاکمہ در مسئلہ حدوث دہری کہ محقق جونپوری ملا محمود
درین مسئلہ با میر باقر استر آبادی معارض است در سلک تحریر کشیدہ وا وچندی از
خلد مکان بہ منصب صدارت بلدہ لکھنؤ مامور بود۔ مشار الیہ بہ تقریب صدارت
و قاضی محب اللہ صاحب سلم بہ تقریب قضا دران بلدہ فاخرہ مجتمع بودند و باہم طریق
مباحثہ علمی مسلوک می داشتند در آخر ایام حیات از شاہجہان آباد وارد الہ آباد شد و از
خدمت والاے شیخ محمد یحیی المدعو بہ شیخ خوب اللہ الہ آبادی قدس سرہٗ کہ احوال
ایشان بہ تقریب ترجمہ زائر در مجلد ثانی مذکور می شود استفادہ طریقۂ انیقۂ نقشبندیہ نمود
و بآن مشغولی ورزید بعد ظہور اثر معہود این طایفۂ علیہ حضرت شیخ فرمودند کہ ظاہرا بعد اجتماعی
کہ سید سند را با خواجہ علاء الدین عطار عطر مرقدہٗ اتفاق افتاد این قسم اجتماع نہ شدہ باشد

لکن شما از سید درین طریق راج اید و من در جنب خواجه رتبہ ندارم حافظ امان اللہ تواضع کرد کہ شما قدم بہ قدم خواجہ اید و من با سید مناسبے ندارم عنقریب ہمان ایام در بنارس کہ مسقط الراس اوست انتقال کرد وکان ذلک فی سنہ ۱۱۳۳ ثلث وثلثین ومائۃ والف وہمانجا مدفون گردید۔

(۲۹) شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہٗ

علامہ ایست جامع عجائب وغرائب علوم وخدا رسی است خازن اسرار معلوم ومکتوم آبا و کرام آن جناب متوطن قصبہ گھوسی تابع بلدہ جونپور و از عظماء آن مکان اند پدر بزرگوار او شیخ عطاء اللہ بہ اشارہ روحانیت شاہ نقشبند قدس سرہٗ غلام نقشبند نام گذاشت۔ آن جناب از ابتدا تا انتہا در ظل تربیت میر محمد شفیع قدس سرہٗ کہ برخے نزد شیخ عطاء اللہ والد شیخ غلام نقشبند تلمذ کردہ بود جا گرفت۔ وہمت بہ احراز فضائل صرف کردہ در سن ہژدہ سالگی منتہی المجموع فنون کمال گردید و در سن بست ویک سالگی تیمناً قدرے نزد شیخ الشیخ خود شیخ پیر محمد لکھنوی قدس سرہٗ خواندہ رسم فاتحہ بجا آورد۔ فرمود در ابتداء تحصیل شبے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم کہ تکمہ ہائے پیش جامئہ مرا بدست مبارک وا می کنند۔ در عین خواب تعبیر الہام شد کہ ابواب علم برمن کشایند وشرح صدر رمی فرمایند۔ محل اقامت میر محمد شفیع شاہجہان آباد بود۔ وتکیۂ ایشان دران مصر جامع مشہور ست۔ شیخ غلام نقشبند برائے زیارت میر قدس سرہٗ ہم در ایام حیات وہم بعد از ممات او بہ شاہجہان آباد می رفت

وکسب برکات مے نمود۔ چون شیخ پیر محمد قدس سرہٗ ازین عالم رحلت کرد
جمیع خلفا و ارادت مندان بر سجادہ نشینی میر محمد شفیع قدس سرہٗ اتفاق
کردند و سجادہ را بہ انتظار قدوم میر معطل داشتند۔ تا آنکہ میر بہ لکھنو
رسید و بہ خاطر آورد کہ شیخ غلام نقشبند را بر سجادہ باید نشاند و برائے جلوس او روزے
مقرر فرمود و مافی الضمیر با احدے تا بہ حدے کہ با شیخ غلام نقشبند ہم ظاہر نہ کرد اہالی و موالی
شہر در روز موعود فراہم آمدند و بر مزار شیخ محفل عظیم الانعقاد یافت۔ میر محمد شفیع برخاست
و سجادہ پیش صف اکابر فرش کرد و دست شیخ غلام نقشبند گرفتہ بر سجادہ نشاند۔ وخود در قدم
افتاد۔ حضار محفل وضیع و شریف تبعیت میر کردند۔ و سر در قدم گذاشتند قدر و منزلت شیخ
غلام نقشبند ازینجا توان دریافت کہ حضرت میر او را شایستہ خلافت دیدہ بجائے پیر
نشاند و آداب مریدانہ بجا آوردہ فی الواقع شیخ غلام نقشبند سجادہ را رونق دیگر داد و مرجع
طلاب ظاہری و باطنی گردید۔ وجہانے را بہ یمن تربیت از کمالات جتبین گران مایہ ساخت
سلسلہ اکثر فضلائے عصر بہ آنجناب منتہی می شود۔ شاہ عالم بہادر شاہ ایشان را تکلیف ملاقات
کرد۔ اعزاز و اکرام بیش از حد بہ تقدیم رساند۔ مزاج اقدس ہمہ مصروف حفظ شریعت بود و بر وفق
الحب للہ والبغض للہ چون از کسے امرے ناملایم شرع سر می زد غبار سخت بر دامن خاطر
والا می نشست واگر آن کس توفیق توبہ می یافت زیادہ تر از سابق مورد الطاف می گردید۔

نقل است کہ روزے قلندرے از فرقۂ بے قیدان در مجلس شیخ وارد شد۔ شیخ از مشاہدہ
بعضے اوضاع خلاف شرع برآشفت۔ و فرمود این طائفہ را نہ دیدار خدا میسر می شود و نہ شفاعت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ قلندر گفت یا شیخ باش مارا ہم دیدار خدا میسر می شود وہم شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشمارا ہیچ نہ خواہد شد۔ شیخ پرسید چرا؟ گفت شما خود مدۃ العمر پیرامن گناہ نہ گردیدہ اید فردا بے مواخذہ شمارا داخل بہشت می کنند۔ و ما خود غرق گناہیم فردا مارا در حضور رب العزۃ تعالیٰ شانہٗ می برند۔ وحضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بہ شفاعتِ ما شتی عاصیان قدم رنجہ می فرمایند۔ شیخ را ازین کلام رقتے دست داد۔ و چہ خوب می گوید صاحب بردہ

لعل رحمۃ ربی حین یقسمہا		تاتی علی حسب العصیان فی القسم	

مناسب این نقل فقیر را واقعہ عجیبے مشاہدہ افتاد۔ در ایام اقامت مدینہ منورہ موافق غرۂ شعبان ۱۱۵۱ھ احدی وخمسین ومائۃ والف بہ اتفاق چندے از آفاقیان قصد زیارت قبا کردیم۔ و بہ سیر بستان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفتیم۔ این بستانی است در قبا مشہور کہ آن را بستان قویم نیز گویند بہ ضم قاف وفتح واو۔ و در جماعت قلندری بود از ما وراء النہر شخصے دید کہ قلندر خوشۂ تاکے غورہ دزدیدہ در زنبیل خود پنہان کرد۔ آن شخص یاران را از خیانت قلندر آگاہ ساخت۔ یاران زبانِ ملامت دراز کردند کہ سرقہ ہمہ جا مذموم است سیما در چنین مقام شریف لطیف۔ چون از ہر جانب قلندر را ہدف ناوک طعن ساختند قلندر گفت یاران شما خود عاقل آید۔ مے دانید کہ این خوشۂ خام قابل تناول نیست اما م ادر ارتکاب این فعل مقصدی است گویند اگر کسے مال شخصے را خیانت کند۔ در دیوان قیامت مالک وخائن را یک جا کنند۔ من مردی ام سرتاپا غرق معاصی۔ روے وراہے نہ دارم کہ فردا در جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم باریاب شوم۔ خوشۂ از باغ حضرت دزدیدہ ام

که شاید به تقاضاے این خوشہ مراد جناب حضرت برند۔ و بہ مشاہدہ جمال جہان آرا
شرف اندوز شوم۔ از استماع این سخن حاضران راحالتے دست داد مردے باشندہ روم نعرہ
زد و بر زمین افتاد و غلطیدن گرفت و در قفاے قلندر رو دیدہ روماے گرہ بستہ و زنبیل قلندر
انداخت۔ چون تحقیق کردہ شد زر سرخ و سفید رائج آن دیار کہ مقابل چہل روپیہ ہند
باشد در رومال بستہ بود۔ قلندر را با داش حسن نیت در اینجا خود نقد دادند در انجا تا چہ دہند
وفات شیخ غلام نقشبند قدس سرہ سلخ ماہ رجب ۱۱۲۶ھ ست وعشرین ومائۃ والف واقع شد
آرامگاہ مبارک لکھنو تصانیف ایشان۔ تفسیر انوار القرآن ربع قران باحواشی۔ تفسیر سورہ اعراف
باحواشی تفسیر سورۂ مریم۔ تفسیر سورۂ طٰہٰ۔ تفسیر سورۂ محمد۔ تفسیر سورۂ یوسف۔ تفسیر سورۂ الرحمٰن۔ تفسیر
سورۂ عم باحواشی۔ تفسیر سورۂ کوثر۔ تفسیر سورۂ اخلاص۔ تفسیر آیۂ اللہ نور السموات والارض تفسیر آیۂ
انا عرضنا الامانۃ۔ تفسیر آیۂ افحسبتم۔ تفسیر آیہ ولا تقولن لشیٔ انی فاعل ذلک غدا۔ تفسیر آیۂ الرحمٰن علی العرش استوی تفسیر آیۂ
کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ کتاب فرقان الانوار لامعہ عرشیہ در مسئلہ وحدت وجود شرح قصیدۂ خزرجیہ در علم عروض وغیر ذلک

(۲۰) شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون امیتوی نور اللہ ضریحہ

بن شیخ ابوسعید بن شیخ عبد اللہ بن شیخ عبد الرزاق بن مخدوم خاصہ قدس سرہ واین
مخدوم خاصہ از مشاہیر بزرگان امیتی من توابع لکھنو است۔ ونسبش بہ صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ منتہی می شود۔ مولد ومنشاء ملا جیون امیتی است۔ حامل کلام الٰہی و در دانش عقلی
ونقلی بحر لاتناہی بود۔ آغاز حال بہ ارادۂ کسب علم در قصبات پورب گردید۔ واز فضلاء عصر استفادہ

نمود۔ وفاتحۂ فراغ ازملا لطف اللہ گوروی گرفت۔ آخر کشش طالع اورا بہ خلد مکان رسانید

وسلطان بہ خدمت او تلمذ کرد۔ ملا سادہ وضع واز تکلفات رسمی بیگانہ بود۔ بادشاہ باو

حسن ظنی داشت۔ واعزاز واحترام فراوان می کرد۔ وہم چنین شاہ عالم بہادر شاہ نسبت

سینۂ پدر عمل می نمود ولوازم تکریم فوق الحد بجامی آورد۔ ملا حافظہ خیلے بلند داشت عمارات

کتب درسی صفحہ صفحہ ورق ورق ازبر می خواند۔ وقصیدۂ طولانی را بہ یک شنیدن یاد می گرفت

سعادت زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرافتہ اندوخت۔ وایام زندگانی بہ شغل درس

وتحریر تصانیف صرف ساخت۔ وفاتش در ۱۱۳۰ھ ثلثین ومائۃ والف در دار الخلافہ

شاہجہان آباد اتفاق افتاد۔ نعش او را بہ امیتی بردہ دفن ساختند۔ از مصنفات اوست

تفسیر آیاتی کہ مستنبط مسائل فقہی است۔ مسمیٰ بہ تفسیر احمدی ونور الانوار شرح منار اصول فقہ

(۱۳۱) سید سعد اللہ بن سید غلام محمد سلونی قدس سرہٗ

مجدد قول سلونی وکواکب فلک رہنمونی است۔ ولادت او در قصبۂ سلون از

مضافات الہ آباد واقع شدہ وہمانجا نشو ونما یافتہ۔ واو دختر زادہ شیخ پیر محمد سلونی است کہ

از کبار اولیا بودہ۔ وبست ودوم محرم ۱۰۹۹ھ تسع وتسعین والف بہ عالم قدس خرامیدہ

مناقب او مشہور عالم است۔

سید سعد اللہ در صغر سن بہ اکتساب علم موفق گشت۔ ودر فرصت قلیل مسافت

طلب طے کرد۔ ودر عین شباب مسند تدریس آراست وپہلو بہ مدرسان کہن سال زد

وتصانیف غرا برداخت۔ خاصہ درعلم حقائق وحکمت ومعقولات تحریرات علیا جلوہ پیرا ساخت۔ مرید پدر بزرگوار خود است۔ وا و مرید جہجانی وا و مرید صوفی فیروز وا و مرید سید وجیہ الدین علوی احمد آبادی قدس اللہ اسرارہم۔ سید سعادت زیارت حرمین شریفین اندوخت۔ وچندی در ام القری طرح اقامت ریخت۔ وقبولے عظیم یافت۔ اکابر و اصاغر بقاع مقدسہ شرفہا سررشتہ اعتقاد بدست آوردند۔ وفنون ظاہر وطریق باطن اخذ کردند۔ شیخ عبد اللہ البصری المکی قدس سرہ المتوفی ۱۱۳۴ھ اربع وثلثین ومائۃ والف کہ اعلم علماء زمان وبالاتفاق استاد جہانیان است والیوم سلسلہ اجازت اکثر علماء عرب وعجم بہ اومی رسد۔ طریقۂ علیۂ قادریہ از خدمت سید اخذ کرد فرزند ارجمندش شیخ سالم رسائہ اجازت والد ماجد جمع کردہ است در آنجامی نویسد:۔

"مشایخہ فی الطریق واساتذہ فی ارشاد والتحقیق جملۃ اجلاء منہم العلامہ المحقق السید سعد اللہ

"الہندی عن السید عبد الشکور عن شاہ سعود الاسفرائینی عن الشیخ علی الحسینی عن الشیخ

"جعفر احمد الحسینی عن الشیخ ابراہیم الحسینی عن الشیخ عبد اللہ الحسینی عن الشیخ عبد اللہ الحسینی

"عن الشیخ عبد الرزاق عن سیدنا عبد القادر الجیلانی قدس اللہ اسرارہم"

سید سعد اللہ بعد معاودت از حرمین شریفین در بندر مبارک سورت بار اقامت کشاد و مرجع ومعتقد فیہ عالمیان گشت۔ خلق سکان اخلاص واعتقاد عظیم داشت۔ رحلت سید بست وہفتم جمادی الاولی ۱۱۳۸ھ ثمان وثلثین ومائۃ والف واقع شد۔ آرامگاہ بندر سورت۔

(۲۳۳) مولانا نورالدین نور اللہ ضریحہ

بن شیخ محمد صالح احمد آبادی۔ علامۂ زمان ویگانۂ اقران است۔ در عین عصر مثل اولی کم گذشتہ۔ نزد ملا احمد سلیمانی احمد آبادی و ملا فرید الدین احمد آبادی تلمذ کرد و سر آمد ارباب دانش گردید۔ و در سنہ ۱۱۴۳ ثلث و اربعین و مائۃ والف شرف زیارت حرمین شریفین دریافت و سال دیگر مراجعت نمود۔ و بہ خدمت محبوب عالم احمد آبادی ملقب بہ شاہ عالم ثانی قدس سرہ بیعت کرد و خلافت خانوادہا حاصل نمود۔ و مدرسہ خانقاہ رفیع البنیانی تعمیر کرد۔ و از ابتداء تحصیل تا انتہاء عمر بہ تدریس و تصنیف پرداخت و عالمے را بہ تبحر رساند و زیادہ بر یک صد و پنجاہ تصنیف صغیر و کبیر در سلک تحریر کشید۔ مثل تفسیر کلام اللہ مختصر و تفسیر نورانی فی السبع المثانی دوازدہ ہزار بیت و تفسیر ربانی بر سورۃ البقرۃ سی ہزار بیت۔ و حاشیہ بر اوائل تفسیر بیضاوی و نور القاری شرح صحیح البخاری و حاشیہ قومیہ بر حاشیہ قدیمہ و حاشیہ شرح مواقف۔ و حل معاقد حاشیہ شرح مقاصد۔ و حاشیہ شرح مطالع۔ و حاشیہ تلویح۔ و حاشیۂ عضدی۔ و معول حاشیہ مطول۔ و حاشیۂ شرح وقایہ۔ و حاشیہ شرح ملا۔ و حاشیۂ منہل۔ و حاشیہ شمسیہ منطق و شرح تہذیب المنطق کہ ادق تصانیف اوست۔ و طریق الامم شرح فصوص الحکم۔ و شرح مثنوی مولوی روم۔

ولادت او در احمد آباد سنہ ۱۰۶۴ اربع و ستین والف و وفات شب نہم ماہ شعبان سنہ ۱۱۵۵

خمس وخمسین و مائۃ والف واقع شد۔ اعظم الاقطاب۔ تاریخ یافتہ اند۔ عمرش ۱۱۵۵ھ
نود و یکسال قبرش قریب خانقاہش۔ سید سعد اللہ بلگرامی قدس سرہ چندی در مدرسہ
مولانا اقامت داشت چنانچہ در فصل اول گذارشش یافت۔

(۳۴۳) ملا نظام الدین

خلف الصدق ملا قطب الدین شہید سہالوی طاب ثراہما۔ اُستاد جہان و تحریر زمان
بود۔ ابتداے حال بہ طلب علم گرد قصبات پورب برآمد۔ واز علماء عصر فنون درسی اکتساب نمود۔ آخر بہ جناب
شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہ پیوست۔ وبقیہ کتب تحصیلی گذرانید۔ و فاتحہ فراغ خواند۔ وہم در لکھنو حل اقامت
انگند و تمام عمر بہ تدریس و تصنیف اشتغال ورزید و اعتبار و اشتہار عظیم یافت۔ امروز علماء اکثر قطر ہندوستان نسبت تلمذ
بہ مولوی دارند۔ وکلاہ گوشۂ تفاخر می شکنند۔ وکسے کہ سلسلۂ تلمذ باو می رساند بین الفضلا
علم امتیاز می افرازد۔ ومردم بسیار را دیدہ شد کہ تحصیل جاہاے دیگر کردند و براے اعتبار
فاتحۂ فراغ از مولوی گرفتند۔ مرید شیخ عبد الرزاق بانسوی است۔ واز خدمت میر سید
اسمعیل بلگرامی خلیفہ شیخ عبد الرزاق مسطور قدس اللہ اسرارہما نیز ارشاد وتلقین گرفت
و فیض ہا اندوخت۔ از تالیفات اوست حاشیہ شرح ہدایہ حکمت حکیم صدراے شیرازی
و شرح سلم الثبوت۔

فقیر بہ تاریخ نوزدہم ذی الحجہ سنہ ۱۱۴۸ھ ثمان واربعین ومائۃ والف در بلدۂ لکھنو یک صحبت
مولوی را دیدم۔ طریقہ سلف صالحین داشت۔ وشعشعۂ تقدس از ناصیہ ہمایونش می تافت

نہم جمادی الاولیٰ روز چہارشنبہ سنہ ۱۱۶۱ھ احدی وستین ومائۃ الف سفر گزین ملک جاودانی شد آرام گاہ لکھنو محرر سطور گوید ؎

عالم کامل امام عصر استاد جہان | طائر روحش بہ سیر جنۃ الماوی شتافت
سال تاریخ وفات او بہ طور تعمیہ | گفتہ شد ملا نظام الدین دل فردوس یافت ۱۱۶۱ھ

برملتفتان این اوراق وحقائق جویان الفنس وآفاق جلوہ پیرا باد۔ کہ سرزمین پورب از قدیم الایام معدن علم وعلما است۔ سید محمد کرمانی صاحب سیر الاولیا کہ مرید سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی است قدس سرہٗ می گوید۔ "کہ مولانا فرید الدین شافعی شیخ الاسلام اودہ بود۔ مولانا علاء الدین نیلی اودی پیش شیخ الاسلام قاری کشاف بود۔ ومولانا شمس الدین یحییٰ ودیگر علماء اودہ سامع بودند" ترجمہ مولانا شمس الدین یحییٰ دراوائل این فصل گذشت۔ اگرچہ جمیع صوبہ جات ہند بہ وجود حاملان علوم تفاخر دارند سیما حصار پایۂ تخت خلافت کہ بہ واسطہ مرجعیت صاحب کمالان ہر قسم در آنجا فراہم می آیند۔ واز تراکم افکار واجتماع عقول اہل ہر عصر کمالات نفس ناطقہ راچہ علم عقلی ونقلی وچہ غیر آن بہ پایۂ بالاتر می رسانند۔ اما صوبہ اودہ والہ آباد خصوصیتی دارد کہ در ہیچ صوبہ نہ توان یافت۔ چہ تمام صوبہ اودہ واکثر صوبہ الہ آباد بہ فاصلۂ پنج کروہ نہایت دہ کروہ تخمیناً آبادی شرفا ونجبا است کہ از سلاطین وحکام وظائف وزمین مدد معاش داشتہ اند۔ ومساجد ومدارس وخانقاہات بنا نہادہ ومدرسان عصر در ہر جا ابواب علم بر روے دانش پژوہان کشادہ وصلائے

اطلبوا العلم در داده ۔ وطلبہ علم خیل خیل از شہرے بہ شہرے می روند ۔ وہر جا موافقت دست بہم داد ۔ بہ تحصیل مشغول می شوند ۔ وصاحب توفیقان ہر معمورہ طلبہ علم را نگاہ می دارند ۔ و خدمت این جماعہ را سعادت عظمیٰ می دانند ۔ صاحب قرآن ثانی شاہجہان انار اللہ برہانہ می گفت "پورب شیراز مملکت ما است" وتا حدود سنہ ۱۱۳۰ ثلثین مائۃ والف ہنگامۂ علم وعلما درین گل زمین گرمی داشت ۔ تا آنکہ برہان الملک سعادت خان نیشاپوری در آغاز جلوس محمد شاہ حاکم صوبہ اودہ شد واکثر بلاد عمدۂ صوبہ الہ آباد نیز مثل دار الخیور جونپور و بنارس وغازی پور وکرہ ومانک پور وکورہ جہان آباد وغیر ہا ضمیمہ حکومت گردید و وظائف وسیور غالات خانوادہاے قدیم وجدید یک قلم ضبط شد ۔ وکار شرفا ونجبا بہ پریشانی کشید ۔ واضطرار معاش مردم آنجا را از کسب علم باز داشتہ در پیشہ سپاہگری انداخت و رواج تدریس وتحصیل بآن درجہ نہ ماند ومدارسی کہ از عہد قدیم معدن علم وفضل بود یک قلم خراب افتاد وانجمن ہاے ارباب کمال بیشتر برہم خورد انا للہ والیہ راجعون وبعد ارتحال برہان الملک نوبت حکومت بہ خواہر زادہ او ابو المنصور خان صفدر جنگ رسید ووظائف واقطاعات بدستور زیر ضبط ماند ۔ ودر اواخر عہد محمد شاہ سنہ ۱۱۵۹ تسع و خمسین ومائۃ والف صوبہ داری الہ آباد نیز بہ صفدر جنگ مقرر شد ۔ وتتمہ وظائف آن صوبہ کہ تا حال از آفت ضبط محفوظ ماندہ بود بہ ضبط در آمد ودر عہد احمد شاہ صفدر جنگ بہ پایۂ وزارت اعلیٰ صعود نمود ۔ ونائب صوبہ کار بر ارباب وظائف تنگ تر گرفت ۔ وتا حین تحریر کتاب این دیار پامال حوادث روزگار است ۔

لعل اللّٰہ یحدث بعد ذلک امراً با وجود این خرابی بازار رواج علم خصوص معقولات بہ کیفیتی کہ آنجا است در قلمرو ہندوستان ہیچ جانیست ہنوز علماء فحول جلوہ طراز اند۔ و بہ وصول اقصیٰ مراتب کمال ممتاز مصرعہ

باصد جہان کدورت باز این خرابہ جاے است

در صوبہ اودہ محروسہ بلگرام از قدیم منشاء فضلاء کرام و مظہر علماء عظام است و فراوان دانش مند ازین شہر برخاستہ و مجلس افادہ و استفادہ بہ کمال خوبی آراستہ اما کسے بہ استیفادہ احوال این اکابر توفیق نہ یافت لاجرم قدر بیشتر بہ ہم عنانی منہم من لم نقصص سبیل گم نامی پیمودند و شرذمہ قلیل بہ تبعیت منہم من قصصنا علیک۔ در عرصہ معارف جلوہ نمودند۔ واصل این است کہ مردم ہند در حفظ احوال مشائخ طریقت قدس اللہ اسرارہم اہتمامی داشتہ اند و بہ ضبط احوال دانش مندان کم پرداختہ۔ و کتابے مستقل درین باب از سلف و خلف استماع نیفتاد۔ کتاب عین العلم ناطق است کہ مصنف او از اجلۂ علما و اتقیاء روزگار بود۔ بقول اصح ہندی الاصل است ملا علی قاری در شرح عین العلم گوید :۔

"ھو من فضلاء الھند و صلحاءھم علی ما صرح بہ الشیخ
"ابن حجر العسقلانی فی شرح مقدمتہ"

کسے از مورخان ہند احوال او را ضبط نہ کرد و با وجود این چنین تصنیف عالی گویا نامش از صفحۂ روزگار محو گردیدہ ازینجا است کہ احوال فضلاء شہر نوعی کہ باید بدست نیامد ناگزیر بہ مضمون فان لم یصب وابل فطل کار بستم و آنچہ در کتب معتبرہ اجمالاً مشاہدہ شد و از

روات ثقات استماع افتاد قلمی ساختم - اسامی بزرگان جامع علوم صوری و معنوی در فصل نخستین گذارش یافت درین فصل نیز بعضے اکابر مجمع البحرین اند چون غالباً به صفت فضیلت اشتهار داشته اند - این فصل را به ذکر مناقب و نشر مآثر والا زیب و زینت داده می شود - علامهٔ مرحوم میر عبدالجلیل بلگرامی در مثنوی امواج الخیال به توصیف فضلائے شهر می پردازد ؎

دو	دقت منشانِ نکته پرداز	در هر سر کوچه اش سخن ساز
دو	بشگافته هر یکے به تحقیق	از دقت لغز مغز تدقیق
دو	برابروے خود نموده واجب	تنقیح اصول ابنِ حاجب
دو	بر چشم شمرده فرض چون دین	تلویح رموزِ حکمة العین
دو	ابروے بیانِ شان رفیع است	مفتاح معانی بدیع است
دو	هر بحث که دل کند بصد غور	در حیز حل کشند فی الفور
دو	از منطق شان خطا نفور است	تصدیق به حکم شان ضرور است
دو	هر فرد یگانهٔ اماثل	شیرازهٔ نسخهٔ فضائل
دو	دانائے حقائق کیانی	اشراقی حکمتِ یمانی "

(۳۴) سید رفیع الدین بلگرامی

از اولاد سید محمد صغری است - سلسلهٔ نسبش بدین طریق - سید رفیع الدین بن سید

بدر الدین بن سید تاج الدین جد القبیلہ یکے از قبائل اربع محلہ سید وارہ بن سید حسین معروف بہ سید دولارہ بن سید حسن بن سید محمود بدہن بن سید بدہ بن سید جمال الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہٗ کہ ترجمہ اش در فصل اول گذارش یافت

سید رفیع الدین در مبادی عہد جوانی وتباشیر صبح زندگانی بہ ارادۂ طلب علم از وطن مالوف برآمد۔ وقلمرو فنونِ عقلی ونقلی یک قلم درنوردید۔ وعروس علم را بہ زیور حسنِ عمل آرائش داد۔ وبہ مصداق عاد القمرالی ابراجہ پرتو قدوم بر سواد بلگرام افشاند وبقیۃ العمر سالکان مسالک تلمذ را بہ درجات کمال رساند۔ خط شان نسخ بہ پختگی وشیرینی می نوشت۔ وکتب درسی بیش از حصر در قید کتابت آورد۔ امروز صحائف کثیرہ مثل مطول وتلویح اصول بہ خط شیرین نمط او موجود است ہر یک کتاب را من اولہ الی آخرہ تحشیہ نمود ودلیلے بر فضیلت واستعداد خود واگذاشت درخاتمۂ تلویح بہ خط خاص خود می نویسد۔

"قد وقع الفراغ من تسوید ہذہ النسخۃ الشریفۃ المسماۃ بالتلویح فی
"شرح التوضیح بمدرسۃ استاذی العلامۃ النافع للخاصۃ والعامۃ اعلم
"العلماء اکمل الاتقیاء حامی اہل الشرع والایمان ماحی آثار الظلم و
"الطغیان الحضرۃ العلیۃ شیخ حسین بن شیخ داؤد متع اللہ الطالبین بطول
"بقائہ فی افضل الایام یوم الجمعۃ الثامن عشر من شہر ربیع الاول
"سنۃ خمس وتسعین وتسع مائۃ مالکہ وکاتبہ رفیع الدین بن بدر الدین۔

" بن تاج الدین بن الحسین الحسینی والمأمول من القادین لهذا الکتاب
" والمستفیدین به ان یذکروا الکاتب المذنب فی اوقاتہم الشریفۃ بدعاء
" الخیر وسلامۃ الایمان واللہ سبحانہ ہو المستعان "

(۳۵) سید حسین

بن سید نوح عرف سید پیارہ بن سید محمود اکبر قدس سرہٗ۔ ترجمۂ سید محمود اکبر اصالۃ وترجمۂ سید محمد نوح ضمنا در فصل گذشتہ گذشت۔ سید حسین سید والانژاد و فاضل خوش استعداد بود۔ صاحب ہمت عالی و نہج قویم و مظہر انک لعلی خلق عظیم با وصف این فضائل کمال صلاح و تقوی داشت و در نہایت تواضع و شکست نفس معاشرت می کرد عمرے دراز یافت واز ابتدا تا انتہا در وطن مالوف بہ طور انزوا گذرانید و ہموارہ بہ شغل کتاب و عبادت رب الارباب ذخیرہ اخروی اندوخت در یکے از قبالات شرعیہ دستخط سید حسین و برادرش سید حسن کہ ترجمۂ او می آید مشاہدہ افتاد تاریخ تحریر قبالہ ۸ ثمان والف ہجری رحمۃ اللہ علیہ

(۳۶) سید حسن برادر اعیانی سید حسین مسطور

عالم عامل و فاضل کامل بود و در فروع حنفیہ مہارت کلی داشت۔ کتاب قدوری فقہ من اولہ الی آخرہ محشی بہ خط شریف او امروز موجود است و در عصر خود ممتاز اقران می زیست و تمام عمر در وطن بسر برد۔ و ۸ شعبان المعظم متوجہ دار البقا گردید رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳۷) قاضی الهداد

از شیوخ فرشوری بلگرام ساکن محلہ سیدوارہ است کہ نسب ایشان بہ قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم می رسد۔ فرشوریان بلگرام را شعوب و قبائل بسیار است ومناصب شرعیہ شہر مجموع از عہد قدیم باین دودمان تعلق دارد از چندی قضا در شیوخ عثمانیہ نقل کرد و افتا و عدالت ولقب قضا در قبیلہ خاص قاضی الہداد باقی است۔ چون قاضی الہداد در عصر مشتری وار بر آسمان رشد بر آمد منصب قضا از قاضی کمال عثمانی کہ ابا عن جد تعلق بہ عشیرۂ عثمانیان داشت اخذ کرد۔ او بہ کمال تدین این منصب جلیل القدر را سرانجام می داد تا آنکہ قاضی محمود ابن قاضی کمال بدرگاہ اکبر بادشاہ شتافتہ و بر اوج ترقی صعود نمودہ بہ والا پایہ امارت رسید۔ دوم شوال ۹۸۲ الف فرمان قضاے آل تمغا بنام پدر بزرگوار خود حاصل نمودہ منصب موروثی را بدست آورد۔ تا الیوم این منصب بہ اولاد وے مقرر است اما از ان وقت لقب قضا در قبیلہ قاضی الہداد حاوی فضل خدا داد بود۔ و در تفقہ و دیانت و امانت ابو یوسف عصر می زیست۔ ابتداے حال شوق دانش اندوزے در سرش افتاد بہ رہنمونی خضر توفیق جادۂ طلب در نوردید۔ و از خدمت شاہ عبد الرحمن جانباز لاہوری قدس سرہٗ نظر تربیت یافت و کتب تحصیلی گذرانیدہ کمال مولویت بہم رسانید آنگاہ رخصت انصراف یافتہ بہ دار الکرام بلگرام معاودت فرمود و بر استحقاق بر مسند قضا متمکن گشت۔ و طیلسان راستی و درستی بر دوش گرفت۔ مردم دور و دست رجوع فتویٰ باوے می کردند۔ و در احقاق حق و رفع منازعت توسل می جستند۔ قاضی چون

از کار حکومت بازمی پرداخت متوجه درس می شد۔ و به افاضۂ انوار دانش و بینش حلقۂ درس را رشک حلقۂ چشم می ساخت۔ وقتی نسخۂ از تہذیب المنطق بدست کاتب الحروف افتاد۔ توجیہی بہ خط قاضی زادہ طبع خودش بر حاشیۂ نسخۂ مذکور بہ نظر در آمد خالی از برجستگی نہ بود بر بعضے سجلات شرعیہ دستخط او معائنہ افتاد۔ تاریخ تحریر سجل بست و ہشتم شعبان ۹۹۹ سنہ تسعہ و تسعین و تسع مائۃ۔

(۳۸) قاضی عنایت اللہ

خلف الصدق قاضی الہداد مذکور۔ از آغاز تحصیل تا انتہا در حلقۂ درس والد ماجد تلمذ کرد و قسطی وافر و نصیبی متکاثر از فضیلت برگرفت۔ و بر مسند افتاء شہر متمکن گشت۔ و این منصب والا را بروجہ احسن بہ تقدیم رساند۔ و چون میر سید طیب بن میر عبدالواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہما متوجہ سیر دہلی گردید۔ قاضی عنایت اللہ را حسب الاستدعاء مشار الیہ مرید بقیۃ المحدثین شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ ساخت و شجرۂ طیبۂ بزرگان سلسلہ از خدمت شیخ برای قاضی آورد رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳۹) شیخ کمال بن شیخ مکرم رحمۃ اللہ تعالیٰ

از شیوخ فرشوری بلگرام و عظمای این مقام است منصب تولیت اراضی مدد معاش از عہد قدیم بہ عشیرۂ خاص شیخ کمال تعلق دارد۔ والی یومنا ہذا باقی است مردم

ارباب علم وفضل بسیار ازین دودمان برخاسته اند شیخ کمال بدر آسمان کمال وسرآمد اقران واشکال بود و در جمیع علوم درسی از علامۂ تفتازانی وفہامۂ جرجانی یاد می داد - زہے صاحب دولتے کہ از بدایت عمر تا نفس واپسین بہ خدمت علم شریف گذرانید و اوقات گرامی را منقسم بہ چہار جزو ساخت - جزوی برائے تقدیم عبادت مولی تعالیٰ شانہ وجزوے برائے اثبات صور علمی در مرآت ضمائر معنی طلبان وجزئی برائے آراستن طرۂ خط بر عارض قرطاس وجزئی برائے ادائے حقوق اقارب واحباب خط عربی در نہایت جلا وشیرینی و پختگی می نوشت - کتب درسی از صرف ونحو ومنطق وحکمت ومعانی وبیان وفقہ واصول وتفسیر وغیرہا مجموع بہ دستِ مبارک کتابت کرد وہر یک کتاب را من اولہ الی آخرہ محشی ساخت بہ حیثیتی کہ متن محتاج شرح وشرح محتاج حاشیہ نہ ماند - واین کتب را نمونۂ صحائف آسمانی ونسخۂ الواح ربانی توان گفت کہ در تمام کتاب یک نقطہ غلط نہ توان یافت حقا کہ بدست یاری خامۂ مشکبار ریاحین عجبی بر تربت خود نشاند وروائح ثواب تا دم صبح قیامت دماغ خود ساخت - چہ جز و کشان مدارس علم در ہر عصر فیض ہا ازین صحف مکرمہ بر گرفتند وزمزمۂ دعوات اجابت طراز بہ ملاء اعلیٰ رسانیدند ومی رسانند - درین ایام بہ تصرف حوادث روزگار کتب مذکور از کتب خانۂ او متفرق شدند - برخے جابجا در بلگرام است - وپارۂ در اطراف واکناف دائر گشت از بعضے قبالات شرعیہ بہ وضوح پیوست کہ شیخ کمال در سنہ ۹۹۴ اربع وتسعین وتسع مائۃ بر صدر حیات متمکن بود واین بیت در مرثیۂ او بہ نظر رسیدہ

دردا وحسرتا کہ زوالِ کمال شد	بر طالبان حیاتِ دو روزہ وبال شد

(۴۰) شیخ عبدالکریم بلگرامی

از عشیرۂ شیخ کمال مرقوم است۔ دانش مند والا منزلت وصدر نشین مسند تولیت بود در عنفوان نشو ونما کلام اللہ را از بر کرد و علم از علماء قبیلۂ خود فرا گرفت و در جمیع علوم عقلی ونقلی سیما فنون عربیہ علم انا ولا غیری افراشت۔ مقامات حریری تمام بر نوک زبان داشت ونثر عربی بہ خوبی انشاء می کرد۔ شغل شریفش ہموارہ ریاض طاعت آراستن بود وحدیقۂ افادہ پیراستن خط عربی وفارسی جید می نوشت۔ ودر تیز دستی قصب السبق می ربود۔ استاد المحققین میر طفیل محمد نور اللہ مضجعہ مے فرمود۔ کہ برائے من در عرصہ سہ روز حاشیہ شمسیہ کتابت کرد۔ در پایان عمر چند مقامہ بہ طرز مقامات حریری وشرح فارسی بر مقامات در سلک تحریر کشیدہ بر راس مائۃ ثانی عشر رخت سفر بہ عالم قدس کشید۔

(۴۱) مولوی شیخ عبدالغفور

برادر صغیر اعیانی شیخ عبدالکریم مذکور از مشاہیر علماء شہر ونحاریر فضلاء عصر است تحصیل کمالات از اکابر دودمان خود واستادان دیگر کرد ودر فنون عقلی ونقلی بتحر اندوخت ودوام بہ اشاعۂ فیض وافادۂ طلبہ پرداخت وفراوان تلامذہ را بہ پایۂ دانش مندی رساند استاد المحققین میر محمد طفیل نور اللہ مرقدہٗ بہ زودی اصول در خدمت مولوی گذرانید مے فرمود مولوی بامن مکرر نقل کرد کہ از مطالعۂ کتب فلاسفہ مرا میلانی بہ مذہب این طائفہ بہم رسید روزگارے درین تیہ سرگردان بودم تا آنکہ شبے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم

کلمہ چند ہمراارشاد فرمودند و زنگار شکی کہ بر مرآت خاطر نشستہ بود دور ساختند۔ وحقیقت دین اسلام چون روز روشن برمن منکشف شد۔ فالحمد للہ علی افضالہ نقش نگین او دریک الغفور ذوالرحمۃ۔ صاحب منشات جامع القوانین کہ در مکتب ہا عظیم رواج دارد شاگرد مولوی است نامش خلیفہ شاہ محمد مدنی در بلگرام بسر برد و بہ خدمت مولوی عبدالغفور تلمذ نمود۔ و در منزل میر سید اسمعیل فاضل کہ ترجمہ اش می آید اقامت داشت۔ در منشات خود نامہ بہ اسم مولوی عبدالغفور درج ساختہ ہر چند کلامش رتبہ ندارد اما مقصود اینجا تذکرۂ حال مکتوب الیہ است نہ عبارت آرائی کاتب۔ سرخی مکتوب این است:۔

"مکتوب سوم در جواب عنایت نامہ فیض شمامہ قبلہ ارباب فضائل کعبہ اصحاب فواضل مولوی شیخ

" عبدالغفور زینت بخش بلگرام لازال معمورا بالکرام تحریر یافت"

والقاب در نفس مکتوب چنین نوشتہ :-

" پیوستہ ذات قدسی صفات آن مجمع فیض سبحانی منبع علوم روحانی کاشف دقائق معقول ومنقول

" واقف حقائق فروع واصول مقتدا اے کاروان منازل تحقیق پیشوا اے رہروان مراحل

" تدقیق مدالله ظلال نوالہ وکمالہ فیض بخش عقیدت آشنایان وہدایت فرما ئے عبودیت گرایان باد"

(۴۲) شیخ عنایت اللہ

خلف الصدق شیخ عبدالکریم مسطور رحمہما اللہ تعالی اعجوبۂ زمانہ ونادرۂ یگانہ است۔ علم از پدر بزرگوار و دیگر دانش مندان روزگار اخذ نمود۔ و در جمیع فنون عربی وفارسی وہندی از سنسکرت

وبھاکا وموسیقی ہندی اقتداری بہم رسانید۔ وخطوط ہفت قلم مشق کرد۔ وقرآن مجید را
یاد گرفت ودست بہ دامن ارادت میر سید احمد کاشفی الکالپی قدس سرہٗ زد۔ ونسبت ہم پیرگی
باسید العارفین میر سید لطف اللہ بلگرامی داشت۔ وتصفیۂ قلب وتزکیۂ باطن وتہذیب
اخلاق بہ منتہی رسانید ومصاحبت امرا بر ذکر روے کار ساخت۔ خیر اندیش خان کنبو عالمگیری
اعزاز واکرام افزون از حد می کرد۔ وبہ علاقۂ محبت او چندے در مقام آنادہ رحل اقامت افگند۔
واز عجائب اطوارش اینکہ ہمیشہ طرف سحر برمی خاست ونقشے از نغمات ہندی
می خواند بعد ازان تہیۂ نماز صبح می کرد ولباس فاخرہ پوشیدہ وسلاح بستہ بہ وضعی کہ
بہ دربار امرا می رفت خود را آراستہ متوجہ نماز می گردید۔ وارکان نماز را بہ خضوع وخشوع
تمام ادا می کرد۔ چون سبب اختیار این وضع استفسار کردند فرمود ہرگاہ بہ دربار ارباب دول
ثیاب پر تکلف پوشیدہ وسلاح بر خود راست کردہ می رویم در بارگاہ سلطان ازل بہ طریق اولی
باہیئت آراستہ باید رفت۔ وبہ منطوق حدیث شریف "صفہم فی القتال وصفہم فی الصلوۃ
سواء ظاہرا وباطنا" خود را مستعد جہاد باید ساخت۔

وللناس فی ما یعشقون مذاہب

بعضے رباعیات مولانا سحابی استرآبادی کہ مضامین آن تعلق بہ آیات قرآنی دارد شیخ
عنایت اللہ بران رباعیات شرحی نوشتہ۔ انتقال او از کدورت گاہ فنا بہ صفوت کدۂ
بقا در عشرۂ ثانی بعد مائۃ والف واقع شد۔

(۳۴) میر سید اسمٰعیل بلگرامی

از اولاد سید محمد صغری است و داماد میر سید طیب بن میر عبدالواحد اکبر قدس اللہ اسرارہما سلسلۂ نسب او باین طریق - میر سید اسمٰعیل بن سید قطب عالم بن سید وولارہ بن سید عبدالنبی جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سیدوارہ بن پیاری بن سید حسن بن سید محمود مدہن تتمہ نسب در ترجمہ سید رفیع الدین عنقریب گذشت - سید از فحول علما و جہابذۂ فضلا است - و بہ دو واسطہ شاگرد امیر فتح اللہ شیرازی در عقلیات برہان ساطع بود و در نقلیات حجت قاطع جمّ غفیر دانش آموزان را کامل مکمل ساخت و بر حاشیۂ علامۂ دوانی بر تہذیب المنطق حاشیہ مدون مستعدانہ نوشت و با وصف علوم رتبہ دانش بسیار کوچک دل بزرگ ہمت بود - و ید فیض رسانی طولی داشت - و علم موسیقی ہندی خوب می دانست و از مہرۂ دقائق این فن می زیست - ابتدائہ بہ قصد تحصیل علم از بلگرام رخت سفر بر بست - و بہ خدمت ملا عبدالسلام دیوہ پیوست - و نسخہ ہائے متداولہ درسی اکثر بہ خدمت ملا گذرانید - و رتبۂ فضیلت بہم رسانید - بعد ازان بہ خدمت مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی شتافت - و استدعاء سبق نمود - مولوی عذر آورد کہ از ہجوم طلبا گنجائش وقت علیحدہ نیست مگر آنکہ سماعت سبق فلان شخص اختیار افتد - میر بہ جہت ناخن بندی سماعت قبول کرد - اما در وقت درس مہر سکوت بر لب زدہ می نشست و اصلا حرف نمی زد - برین اسلوب مدتے بسر آمد - روزے مولوی عبدالحکیم فرمود مدتہا گذشت - گاہے حرفی از شما سر بر نہ زد - سید عرض کرد کہ در وقت

غیر منصب من همین سماع است۔ اگر وقتے علیحدہ قسمت فقیر مقرر شود بہ قدر استعداد حرف
توان زد۔ مولوی فرمود درین ایام بین العصر والمغرب فرصتی هست برائے سبق شما مقرر کردیم
سید روز دیگر درس مستقل شروع کرد و بحث و گفتگو را بجائے رساند کہ وقت نماز شام
رسید۔ مولوی نماز را ادا کردہ باز متوجہ درس شد۔ و تا نماز عشا گفتگو بحال بود۔ مولوی چون
دید کہ سر رشتہ سخن آخر نمی شود فرمود فردا اول روز باید آمد درس ہائے دیگر را موقوف
کردہ اول بہ تحقیق این مبحث می پردازیم۔ فردا صبح باز سید حاضر شد و طلبا و دیگر نیز حاضر شدند
و از چاشت تا استوا بحث قایم بود سہ روز متواتر برین منوال گذشت و سلسلۂ بحث انقطاع
نہ پذیرفت آخر مولوی با سید فرمود بارے حل این مقام بر شما هم بہ نوعی ظاہر شد۔ سید عرض
کرد کہ یکے از محشیان درین محل حاشیہ بہ قلم آوردہ و حاشیہ کہ از تحریرات خودش بود بر آوردہ
از نظر گذرانید مولوی جواہر تحسین افشاند و فرمود مطلب حاشیہ بسیار دقیق و نازک واقع شدہ
اما عبارت خالی از اطناب نیست۔ بعد ازین مولوی استفسار کرد کہ تحصیل شما از کجاست۔
عرض کرد کہ از خدمت مولوی عبد السلام دیوہ۔ مولوی توہم کرد کہ مبادا ملا عبد السلام برائے
الزام من شاگرد خود را فرستادہ باشد۔ سید قسم یاد کرد کہ این امر را اصلا دخلی نیست۔ و محض
بارادۂ استفادہ در جناب عالی رسیدہ ام۔ و بقیہ کتب بخدمت مولوی خواند و فاتحۂ فراغ
گرفت و روزگارے بہ تعلیم و تدریس گذراند۔ بعد چندی بہ نواب نجابت خان صفوی پیوست
و بہ مزید تقرب اختصاص یافت و باوصف ملازمت ہمیشگی ہموارہ ہنگامہ درس می آراست
نوبتے دو کس از فضلاء بالادست سرکار نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم صاحب قرآن شاہجہان

که یکے در قومیت شیخ بود و دیگرے افغان بخانہ نواب نجابت خان آمدند و در مجلس نواب با بعضے فضلاء سرکار نواب گفتگوئے واقع شد۔ نواب مغلوب بیت فضلاء خود استشمام کرد سید اسمعیل حاضر مجلس نہ بود نواب سرعی را بطلب سید فرستاد۔ سید بر جناح استعجال خود را رسانید و بپائین مجلس نشست و تقریر طرفین را گوش کرد آنگاہ بآن ہر دو فاضل خطاب کرد کہ این طرف ہم متوجہ باید شد۔ ہر دو عنانِ بحث بہ جانب سید تافتند۔ سید بہ زبانِ شیرین و بحث ہائے قوی آنہا را مغلوب ساخت۔ فاضلے کہ افغان بود طریق کج بحثی پیش گرفت تا بجائے کہ دست بہ قبضۂ شمشیر برد سید برجستہ شمشیرے کہ بر مسند نواب موضوع بود بدست آوردہ از نیام کشید۔ مردم در میان آمدہ طرفین را باز داشتند۔ نواب نجابت خان علم و شجاعت سید مشاہدہ کرد بغایت مسرور گردید۔ و فرمود سید ما صاحب السیف و القلم است۔ سید اسمعیل آخر الامر ملازم پیشگی را گذاشتہ در بلگرام منزوی گردید۔ و جماعۂ طلبہ را بر مائدۂ افادہ صلائے عام در داد۔ و لبقیہ ایام زندگانی را بہ شغل شگرف تدریس و تصنیف تمام ساخت۔ و چہارم شوال روز سہ شنبہ ۱۱۴۸ھ ثمان و ثمانین والف رخت سفر ازین عالم بربست۔ ختم اولیاء تاریخ یافتہ اند۔ خوابگاہش بلگرام۔

درین محل شبدیز قلم را سر می دہم و احوال ملا عبد السلام دیوی و استادِ او ملا عبد السلام لاہوری و امیر فتح اللہ شیرازی بزبان تقریر حوالہ می کنم۔

(۴۴) ملا عبد السلام ساکن دیوہ

از مضافات صوبۂ اودہ۔ اصنافِ علوم را سیما عربیت در سرزمین مولد خود تحصیل نمود۔ قائد

قسمت او را به لاہور آورد۔ و در ظلّ رافت ملا عبدالسلام لاہوری رسانید ہر چہ خوانده بود بخدمت ملا تصحیح نمود۔ و قدم بر قدم استاد گذاشت۔ و چنانچہ اتحاد اسمی متحقق بود نسبت فضیلت نیز رتبۂ مساوات بہم رساند۔ چندی بدانش آموزی مستفیدان گذرانید۔ آخر ملازمت صاحب قران شاہجہان دریافت۔ و چندی بہ منصب افتاء عسکر مامور گردید و در کبر سن دست ازین منصب باز داشتہ در دارالسلطنت لاہور رنگ انزوا ریخت و تشنہ کامان علوم را بہ کوثر افادہ سیراب می ساخت۔ و حاشیہ بر تفسیر بیضاوی در سلک تحریر کشید۔

(۴۵) ملا عبدالسلام لاہوری

معدن عقلیات و نقلیات بود۔ و فنون ادب و فقہ و اصول را نیکو می دانست علم از امیر فتح اللہ شیرازی وغیرہ فرا گرفت و قریب شصت سال درس گفت و جمعی کثیر را بپایۂ فضیلت برساند۔ و حاشیہ بر تفسیر بیضاوی تعلیق نمود و قریب نود سال عمر یافت۔ می گفت سخنانِ بسیار بر کتب متداولہ داشتم۔ و بر ارباب استعداد عرض کردم۔ و در معرضِ قبول افتاد اما از کثرتِ اشتغالِ درس فرصت تحریر نیافتم۔ الحال کہ ضعف قوی مستولی گشت و قوتِ حافظہ رو بہ انحطاط آورد ہمہ از خاطر بر آمده۔ بر فقدان این صور ذہنی تاسف مے نمود۔ و در سنہ سبع و ثلثین و الف کتاب زندگانی برہم نہاد۔

(۴۶) امیر فتح اللہ شیرازی

در حکمت علمی و نظری یکتائے روزگار بود۔ و در دانشگاہ خواجہ جمال الدین محمود و مولانا کمال الدین

شروانی ومولانا کردو میر غیاث الدین منصور شیرازی تلمذ نمود۔ وقدم از اساتذہ پیش گذاشت
عادل شاہ بیجاپوری بہزاران خواہش اورا از شیراز بہ دکن طلبیدہ وکیل مطلق خود ساخت
روزگارے برین منوال گذشت۔ آخر در ۹۹۱ھ احدی وتسعین وتسع مائۃ اکبر بادشاہ
اورا منشور طلب فرستاد۔ وحسب الطلب بہ فتح پور سیکری رسید۔ خانخانان وحکیم
ابوالفتح استقبال کردہ بہ ملازمت آوردند ومورد اصناف نوازش گردید۔ ودر کمتر فرصت
بدولت مصاحبت فائز شد وقامت امتیاز بخلعت صدارت کل آراست۔ ودختر
مظفر خان تربتی لسلک ازدواج درآورد۔ گویند بہ منصب سہ ہزاری رسیدہ بود۔ ودر
۹۹۳ھ ثلث وتسعین وتسع مائۃ بخطاب امین الملکی بلند رتبہ گردید۔ وحکم شد کہ راجہ
تودرمل مہمات ملکی ومالی را بہ صواب دید میر سرانجام دہد میر فصلی چند متضمن کفایت سرکار
ورفاہ رعایا از نظر گذرانید۔ درجہ استحسان یافت ودرہمین سال بخطاب عضد الدولہ
ناموری اندوخت۔ وبرہنمونی راجہ علی خان والی خاندیس دستوری یافت۔ از انجا
بہ ناکامی برگردید۔ دبخان اعظم کہ برائے تاخت ولایت دکن ومالش سران آن دیار تعین
شدہ بود پیوست۔ چون خان اعظم با شہاب الدین احمد خان ودیگر سرداران کمکی بدسلوکی
پیش گرفت۔ راجہ علیخان نفاق امرا مشاہدہ کرد۔ لشکر دکن بخود متفق ساخت۔ وکمر بمقابلہ
بست۔ ہرچند میر خواست کہ اورا براہ آرد صورت نہ بست۔ ناچار بہ گجرات نزد خانخان
رفت کہ اورا بہ کمک برد آن ہم لعجلتی دست نداد۔ از انجا خود را بحضور بادشاہی رسانید
ودر ۹۹۷ھ سبع وتسعین وتسع مائۃ وقت معاودت بادشاہ از سیر کشمیر بہ عارضۂ جسمانی در شہر

ماند و جان بقابض ارواح سپرد۔ اول در خانۂ میر سید علی ہمدانی قدس سرہٗ گذاشتہ بودند بحکم پادشاہ از انجا بر آوردہ بر فراز کوہ سلیمان کہ جائے دلکشائے ست نقل کردند۔ پادشاہ از فوت میر بسیار متاسف شد و بر زبان گذرانید کہ میر وکیل و حکیم و طبیب و منجم ما بود اندازۂ سوگواری کہ تواند شناخت اگر بدست فرنگ افتادی و ہمگی خزائن در برابر خواستی درین سودا فراوان سود کردمے ۔ و آن گرامی گوہر را بس ارزان خریدمی۔ شیخ فیضی گوید ؎

شہنشاہ جہان را در وفاتش دیدہ پرنم شد	سکندر اشک حسرت ریخت کافلاطون زعالم شد

از مصنفات او تکملۂ حاشیۂ علامہ دوانی بر تہذیب المنطق و حاشیہ بر حاشیۂ مذکور متداول است۔ تصانیف علماء متاخرین ولایت مثل محقق دوانی و میر صدر الدین و میر غیاث الدین منصور۔ و میرزا جان میر بہندوستان آورد۔ و در حلقۂ درس انداخت۔ و جم غفیر از حاشیہ محفل میر استفادہ کردند۔ و ازان عہد معقولات را رواجی دیگر پیدا شد۔

(۷۴) ملک بہاؤ الدین نور اللہ ضریحہ

ساکن محلہ خورد پورہ معروف بہ ملک بہلی بفتح بار موحدہ وہاء مختفی و لام مشدد و مکسور بکسر مجہول و یار تحتانی در آخر انصاری الاصل است از فرزندان شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری قدس سرہٗ دودمان او بملک اشتہار دارد۔ وجہ تلقب از ملک فیض اللہ کہ از بنی اعمام ملک بہاؤ الدین است استفسار رفت گفت کہ بزرگان ما را در فرامین و سجلات ملک الامرا نوشتہ اند۔

ملک بهاؤالدین فاضلی است صاحب ذہن بلند و طبع وقت پسند اول بہ گوپامو
رفتہ نزد ملا وجیہ الدین گوپاموی تلمذ کرد۔ بعدہٗ از خدمت مولوی قطب الدین شہید سہالوی
تحصیل نمود و در جمیع فنون درسی سرمایہ فراوان اندوخت سیما م العلوم نحو و صرف کہ درین
دو فن مہارتی عظیم داشت۔ و در وطن مالوف قدم افشردہ علی الدوام با فائدہ طلبا می پرداخت
و در عشرۂ اولی ابعد مائۃ و الف متوجہ نزہت کدۂ بقا گردید۔ قبرش زیر بلندی روضۂ خواجہ
عماد الدین بلگرامی قدس سرہٗ جانب دروازہ واقع شدہ ترجمۂ فرزند ارجمندش شیخ فخر الدین
احمد در فصل اول گذارش یافت۔

(۴۸) سید ضیاء اللہ بلگرامی قدس سرہٗ

از اولاد سید محمد صغری ساکن محلہ میدانپورہ و از اعاظم علما و اتقیا است سلسلہ نسبش برین طرہ سید
ضیاء اللہ بن سید خان محمد بن سید عبد الغفار بن سید تاج الدین جد القبیلہ یکی از قبائل اربعہ محلہ سیدوارہ بن سید حسین
عرف سید دولارہ بن سید حسن بن سید محمود مذہن۔ نسب بالاقوق در ترجمۂ سید رفیع الدین مسطور گردید۔ تزویج سید عبد الغفار
جد سید ضیاء اللہ با دختر سید محمد اشرف بن سید احمد عرف اوجھی از قبیلہ تیج بہیہ شدہ بود و چون
سید محمد اشرف پسرے نداشت سید عبد الغفار داماد خود را متبنی ساخت۔ سید
عبد الغفار باین علاقہ از محلہ سیدوارہ نقل کردہ سکونت میدانپورہ گرفت۔ سید ضیاء اللہ
در آغاز سن آگہی کلام اللہ را با تجوید حفظ کرد۔ و کسب فضائل منظور نظر ہمت ساخت
و در قصبات پورب بطور طلاب این دیار سائر و دائر گشت۔ و از علمائے عصر فنون درسی

اخذ نمود۔ و باجناب سید احمد بن سید محمد الکالپوی قدس اللہ اسرارہما غائبانہ عشق باخت
واین بیت بنظم در آوردہ

اکالپی مکہ بلگرام یمن	اے تو احمد منم اویس قرن

بعدہٗ بہ ملازمت اقدس حضرت امیر رسید و بعضے نسخ تصوف فرا گرفت۔ و در بلگرام
بر سجادۂ خدا پرستی و تدریس علوم تمکن ورزید و جم غفیر طلبہ را بہ کام دل فائز ساخت۔ حضرت
سید لغایت متقی و پرہیز گار بود۔ و در نصرت دین متین و اقامت احکام سنت سنیہ قدمی
راسخ داشت و در تاریخ بست و پنجم ماہ شعبان روز سہ شنبہ ۱۰۴۱ھ اربع و مائۃ و الف
شبستان خاک را ضیا بخشید۔ و حسب الوصیہ پایانِ مرقد خواجہ عماد الدین بلگرامی
قدس سرہٗ بیرون حریم متصل دیوار جنوبی مدفون گردید راقم الحروف گوید

خورشید سپہر علم و فضل و تقوے	آن میر ضیاء اللہ روشن سیما
دامن افشاند بر شبستانِ جہان	تاریخ شنو بمنزل قدس ضیا

تاریخ انتقال سید ضیاء اللہ مرحوم در بیدبیضا ۱۰۳۱ھ ثلاث و مائۃ و الف ثبت
شدہ و در نسخ اوائل مآثر الکرام ہمین سال ثبت است۔ آخر بہ تحقیق رسید کہ تاریخ انتقال
مشار الیہ ۱۰۴۱ھ اربع و مائۃ و الف است۔ رباعی موافق این سال بنظم در آمد۔ سید ضیاء
اللہ و پدر علامہ مرحوم میر عبد الجلیل کہ ذکرش تحریر می یابد ہم عمر بودند و از ایام صبا اخلاص و ربط
خاص داشتند۔ سید ضیاء اللہ این نامہ بمیر احمد ترقیم نمودہ کرشمہائے موزون کہ در صورت
سخن تجلی داشت اگرچہ نمکین بود شیرین افتاد برین عید می خواستم قربان شدن ایام تشریق

گذشته بود برای نثار زر ہا می جستم جز نقد جان بدست نیامد - ازین حسرت جواہر منثور تلاش می کردم از چشم ریخت منظوم بر آمد ؎

اول بہ کرشمہ اش سلامی ... وز دیدہ بہ غمزہ اش پیامی
از نالہ بعشوہ اش دعائے ... وز ہجر بہ وصل او ثنائے
از اشک بہ پائے او سجودے ... واز آہ بگوش او درودے
از گریہ بخندہ اش نیازے ... واز غم بہ نشاط او گدازے
از دست دعا بدامنِ او ... وز روح نثار بر تن او
شوقی ز نیاز من نیازش ... آہی ز خروشش من بنازش
چون خط شریف دلبر آمد ... از نخل امید من بر آمد
لطفی کہ بنامہ اش نہان بود ... بر کشتہ تیغ ہجر جان بود
ہجری کہ بود مراد دلبر ... از وصل ہزار بار خوشتر
چون جان برضای دوست بست است ... از ہر چہ رضای اوست است است
ہمت بمراد او کنم صرف ... شد ختم سخن بذکر این حرف

ترجمہ سید قادری خلف الصدق سید ضیاء اللہ از فصل اول نگارش یافت و فرزند دیگرش سید احمد بن سید ضیاء اللہ بہرۂ از علم داشت و حافظ قرآن و قاری خوش الحان بود و بہ تحریر خط نسخ یاقوت را عرق آب خجالت می ساخت - کلام اللہ و تفسیر مدارک بخط او امروز سواد باصرہ را نورے تازہ و جلائے بے اندازہ می بخشد

در سن هشتاد وسالگی بست و یکم ذی الحجه ۱۱۴۳ھ ثلث واربعین ومائة والف به گلگشت فردوس اعلی اشتافت - و در باغ مقابر آبا، خود مدفون گردید و فرزند دیگرش میر سید اشرف بن سید ضیاء الله بزرگ عهد بود و بهرهٔ از فضیلت داشت و پیوسته به مطالعه کتاب و تلاوت قرآن و عبادت عالم آفرین تعالی شانه و تعمیر وقت می کوشید تا آنکه در عشرهٔ رابع بعد مائة والف متوجه نشیمن قدس گردید و برابر والد مرحوم خود پائین درگاه خواجه عماد الدین قدس سرهٔ آسایش گرفت - سید غلام حسین بن سید محمد اشرف مسطور کتب درسی به ترتیب از جناب استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی روح الله روحه تحصیل نمود - جوانی صالح و متقی بود و مدة العمر برامن مناهی نگردید و در عمر سی و یک سالگی با برادر اعیانی خود سید احمدی در ماه شعبان ۱۱۴۴ھ اربع واربعین ومائة متوجه سفر از وطن شد و این اول سفر او بود - در اثنار راه قریب اٹاوا از دست قطاع الطریق هر دو برادر بعز شهادت فائز شدند -

(۴۹) سید عنایت الله

بن سید عبد الستار بن سید حاتم بن سید بدر الدین جد القبیله یکے از قبائل ارلیعه محله سیدواره فقیه بے بدل و طبیب بالا دست بود و طبعی بلند و ذهنی آسمان پیوند داشت و در عصر خود ریشهٔ عجبی در روایت کشی دواند - و استخراج مسائل فقهی را بپایهٔ اعلی رسانند مفتیان زمانه اقرار نامه تفوق او در دست داشتند - و روایت طلبان از بلاد دور دست

بخدمت اومی رسیدند۔ ابتدائے حال قرآن مجید را یاد گرفت و در حوزۂ درس میر سید اسمعیل بلگرامی تربیت یافت۔ و منازل تحصیل علمی بہ ترتیب عبور نمود و اکثر بہ مطالعۂ کتاب اشتغال داشت۔ فوتش در ۱۱۲۰ھ عشرین ومائۃ والف واقع شد و در باغ احداث کردۂ خود مدفون گردید از اولاد او دو پسر رتبۂ فضیلتی بہم رسانیدند۔ اول سید محبوب فاضل مستعد بود ہموارہ با فائدہ طلبہ می پرداخت۔ استاد المحققین میر طفیل محمد روح اللہ روحہ با او خوش طبعی ہائے نمکین داشتند۔ در عشرۂ ثالث بعد مائۃ والف ازین عالم درگذشت۔ دوم سید مرتضیٰ معروف بہ سید نواب نسخ متداولات را تحصیل کرد۔ و طبابت از پدر آموخت و سرآمد اطبای شہر شد۔ خصوص در نبض شناسی دستی عالی بہم رسانید و در ازالۂ مرض مسیحائی بکار می برد و تالیفی درین فن جمع کردہ و یازدہم ذی القعدہ ۱۱۵۸ھ ثمان وخمسین ومائۃ والف نبض حیات او ساقط شد۔ و در مقابر اسلاف خود آرمید عمرش قریب بہ ہشتاد سال۔

(۵۰) میر سید خیر اللہ بلگرامی

از احفاد سید محمود اکبر است برین نہج سید خیر اللہ بن سید عبد الحمید بن سید طیب بن سید عبد القادر بن سید ابو القاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر بلگرامی قدس سرہٗ از مستعدان زمانہ و صاحب کمالان یگانہ است ظریف طبع لطیفہ سنج خوش خلق بود و فضائل رضیہ و شمائل مستحسنہ بسیار داشت و خالی از تشنۂ معنی نبود و مثنوی مولوی روم را

دران عصر بہ از وکسے درس نمی گفت وہمیشہ بتقدیم عبادت وشغل کتاب سرمایۂ اخروی می اندوخت۔ خلیفہ شاہ محمد صاحب جامع القوانین مثنوی مولوی روم از خدمت میر سند کردہ ومکتوبے بنام میر در منشات خود آوردہ۔ عنوان مکتوب این است:۔

"مکتوب نہم۔ بخدمت خلاصہ خاندان اصطفا نقاوۂ دودمان ارتضا۔ شرافت ونجابت
"دستگاہ میر سید خیر اللہ تحریر یافت۔ بر ضمیر خورشید نظیر آن زینت افزاے محفل سخن
"رونق بخش مضامین نو و کہن۔ نگاہ آموز چشم بینش۔ چراغ افروز بزم آفرینش نمک خوان
"اہلیت مردمک دیدۂ قابلیت۔ مبدع قوانین مروت۔ مخترع آئین فتوت۔ اختر منیر برج
"نقابت گوہر بے نظیر درج نجابت مجمع الاخلاق منبع الاشفاق واضح ولائح باد"

سید خیر اللہ پنجم شوال روز چہار شنبہ ۱۱۱۴ھ اربعۃ عشر و مائۃ والف بہ جنت الماوی خرامید و در بلگرام در مقابر آبا خود مدفون گردید۔ انتقال میر بموت فجاۃ واقع شد "روی بیہقی فی شعب الایمان عن ابی اسکن الھجری قال مات خلیل اللہ فجاۃ ومات داؤد فجاۃ ومات سلیمان بن داؤد فجاۃ ھو تخفیف علی المؤمن وتشدید علی الکافر"

درین محل خامۂ تردست سلسلہ گفتگو ے دیگرمے جنباند وبتقریب واقع سید خیر اللہ واقعہ سید محمد نوح والد مولف کتاب بعرض ارباب عبرت می رساند۔ نہم محرم شخصے در بلگرام بموت فجاۃ درگذشت والد مرحوم بدفن میت پرداختند وبخانہ برگشتند۔ این سانحہ سرمۂ عبرت در چشم ایشان کشید وطلسم ہستی ہباء منثورا بنظر در آمد یا میر سید محمد خلف الصدق علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل خطاب کردند کہ دو قضیہ ازین قبیل مشاہدہ شد یکے انتقال سید خیر اللہ بن سید عبد الحمید

دوم وفات سید محمود پدر سید لطف اللہ کہ ترجمۂ او در فصل اول در سلک ارادت مندان

سید العارفین قدس سرہ نگارش یافت۔ شب دہم محرم در بلگرام چند جا تشریف بردند

آخر در محلۂ خود یعنی میدانپورہ بر آمدند۔ و بر صفۂ تابوت امام علیہ السلام نشستند و بعد

فصلی بفظ اللہ بر کشیدند و جان بجہان آفرین تسلیم نمودند ؎

	سبکروان زخم آسمان بر آمدہ اند		زراستی چو خدنگ از کمان بر آمدہ اند	

و این حادثہ شب دہم محرم یک پاس شب باقی ماندہ ۱۱۶۵ھ احمس وستین ومائۃ والف

واقع شد روز شہادت امام علیہ السلام وقتے کہ آفتاب بہ یک نیزہ رسید در باغ محمود نزد

قبر والد خود سید فیروز در خلوت کدۂ خاک آسایش گزیدند۔ عمر شریف ہفتاد سال۔

راقم الحروف گوید ؎

	میر سید نوح آن نخل ریاض مکرمت سائلی پرسید از آزاد سال رحلتش		روز عاشورا علم افراخت در ملک بقا گفت حشر والد ما با شہید کربلا ۱۱۶۵ھ	

(۵۱) سید محمد فیض بلگرامی

بن سید محمد صادق بن سید صدر جہان بن سید حاتم بن سید بدر الدین جد القبیلہ یکے

از قبائل اربعہ محلہ سیدوارہ کسب علوم متداولہ از خدمت میر سید اسمعیل بلگرامی نمود۔ وعلم

حدیث از قطب المحدثین میر سید مبارک بلگرامی سند کرد۔ و با علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی

ربط خاص بہم رسانید و قواعد علمی بیش از حصر اخذ نمود۔ و بر شمائل النبی ابی عیسی ترمذی و حصن حصین

ترجمہ بزبان فارسی نوشت نام و تاریخ افتتاح ترجمہ شمائل نبی بے الف ولام و تاریخ ختم کہ در سنہ ۱۰۹۶ ست تسعین والف دست داد سید ضیاء اللہ بلگرامی درین قطعہ نظم ساخت ۵

چو سید فیض منطوق فضائل	مبرجم ساخت از جهد کماهی
سزد گر چرخ ذکر سعی خیرش	علم گردانداز مہ تا بہ ماہی
بحمد اللہ کہ شد این گنج معنی	نصیب عهد عالمگیر شاہی
ز یمن صحبت سید مبارک	خدا کردش باین دولت مباہی
خرد تاریخ ترتیبش رقم زد	زہے گنجینۂ فیضِ الٰہی

مخفی نماند کہ زمینداری بلگرام تعلق بہ قبائل اربعہ محلہ سید وارہ دارد - سید محمد فیض در عصر خود این عهدہ را بہ رونق تمام سر انجام داد - ولواے دبدبہ و شوکت بآسمان افراخت اتفاقاً او را باخان عالم نامی حاکم شہر نزاعی رو داد بست و نہم رمضان ۱۱۰۳ھ ثلث و مایہ والف کار بجدال و قتال انجامید - خان عالم غالب آمد - و اثاث البیت سید محمد فیض مجموع بتاراج رفت - درین ہنگامہ ترجمہ مسطور ہم بر ہم خورد - سید محمد فیض کمر بہ تدارک بست و از بلگرام قصد رکن معسکر عالمگیر خلد مکان کرد - علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بپاس ربط قدیم درین سفر بر رفاقت سید محمد فیض پرداخت - و درین وقت کہ آشنایان بیگانہ می شوند اداے حقوق آشنائی بر خود لازم گرفت سید محمد فیض بہ اردوے عالمگیری رسیدہ ماجرا بہ مسامع خلافت رسانیدہ و خان عالم را از حکومت بلگرام معزول ساخت و بہ وطن عطف عنان نمود - درین وقت ترجمہ را تلاش کرد - چند جزو از وسط کتاب بدست آمد - بار دیگر ہمت

به ترتیب ترجمه گذاشت و دوازدهم ذی الحجه ۱۱۱۲ سنه اثنا عشر و مائة والف باتمام رسانید۔ تاریخ ختم ثانی این فقره یافت "قد تم بعون الله الاحد و رسوله احمد" استاد المحققین میر طفیل محمد نور الله مرقده مدتہا بخانه سید محمد فیض تشریف داشته اند۔ مشار الیه دقائق خدمت گزاری کما ینبغی مرعی می داشت وفاتش در ۱۱۳۰ سنه ثلثین و مائة والف واقع شد۔ قبرش در بلگرام بر چبوترهٔ که در حین حیات برائے دفن خود ساخت عمرش قریب به شصت سال۔

(۵۲) سید محمد باقر بلگرامی

از سادات پچ بهیه ساکن محله میدانپوره اولاد سید محمد صغری است قدس سره باین طریق سید محمد باقر بن سید داور بخش بن سید ابو الفتح بن سید عبد الباقی بن سید کمال الدین بن سید حسین بن سید فضل الله۔ باقی نسب در فصل اول تحت ترجمهٔ سید اجمل تحریر یافت سید محمد باقر فاضل جیّد صاحب طبع بود۔ و در فن لغت عربی خوض لانهایه داشت۔ کسب کمال بخدمت سید فرید الدین معروف به سید بدلی بلگرامی کرد۔ بعدهٔ به جناب سید نور الله برادر اعیانی سید العارفین میر سید لطف الله قدس الله اسرارهما تلمذ نمود۔ ذکر هر دو استاد والانژاد در فصل نخستین تقدیم یافت آخر الامر از صحبت علامهٔ نامی میر عبد الجلیل بلگرامی استجلاب فوائد کرد۔ و در هر فن دستگاهی بهم رساند و خط شیرین بدست آورد۔ و شان خط علامهٔ مرحوم اختیار کرد۔ و در ۱۱۳۱ سنه احدی و ثلثین و مائة والف رخت سفر از خاکدان فانی به ریاض جاودانی بربست۔ عمرش قریب به شصت سال۔ خوابگاه بلگرام۔

(۵۴) سید عبد اللہ

از بعض طبقات سادات بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ ست۔ در علوم عربی و فارسی و ہندی استعداد عالی داشت۔ و در فنون درسی تلمیذ قاضی علیم اللہ گجندوی بود۔ و خطوط بہ ہفت قلم نگارش می نمود۔ و در فنون سپاہگری و استعمال اسلحہ و آلات حرب و اکثر صناعات اہل حرفہ وقوفی داشت۔ و در بریدن گل کاغذین کارہائے دست بستہ می کرد۔ ہموارہ صاحب اعتبار زیست۔ و اکثر بہ رفاقت نواب مبارز الملک سربلند خان بسر بردو بخدمت عدالت عسکر می پرداخت۔

شیخ قوام الدین احمد آبادی۔ با فقیر نقل کرد کہ چون سربلند خان تونی کرت اولی در سنہ ۱۱۲۴ اربع وعشرین ومائۃ والف ناظم صوبہ احمد آباد شد۔ سید عبد اللہ را منصب صدارت احمد آباد تفویض نمود۔ سید با ارباب وظائف و اورارات سلوک پسندیدہ کرد۔ و غربا و ضعفا را بہ احسان فراوان نواخت۔ استعداد سید بلند بود۔ شاہ اسد اللہ نبیرہ و صاحب سجادۂ شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی قدس سرہٗ شرح مواقف بخدمت سید گذرانید۔ و من ہدایۂ فقہ تحصیل نمودم وفی مابین مولانا نور الدین و سید من واسطۂ ارتباط شدم۔ و بخدمت مولانا گفتم کہ در عہد حکومت محمد اعظم شاہ فلان فاضل را بتقریب ضیافت خواندید و مباحثۂ علمی درمیان آوردہ صحبت را منجر بہ رنجش ساختید۔ الحال چنین نباید کرد۔ این معنی را بخدمت سید ہم اظہار نمودم۔ سید گفت چرا این طور حرف بر زبان آوردید۔ ذکر علمی مضائقہ ندارد بلکہ سبب افادہ

واستفادہ است۔ سید بخانہ مولانا تشریف آورد۔ وذکر علمی درمیان آمد۔ سید باستعداد تمام سخن کرد نوعے کہ مولانا وسائر مستعدان مجلس محظوظ شدند۔ ولب بہ تحسین وآفرین کشودند۔ آخر الامر اورا در دار الخلافہ شاہجہان آباد بیماری استسقا عارض شد بہمان حالت در بلگرام آمد وبہ فرصت کمی جان بہ جہان آفرین سپرد وسمت غربی باغ محمود در مقابر قبیلۂ خود مدفون گردید۔ وکان انتقالہ ۱۱۳۲ھ اثنین وثلثین ومائۃ والف نام قاضی علیم اللہ کچندوی در فصل اول چند جا گذشت درین فصل ہمین جا بتقریب تلمذ سید عبد اللہ مذکور شد چون این فصل انجمن جماعۂ فضلا است معرف قلم ذکر قاضی برمسامع مجامع عرض می دارد۔

(۵۴) قاضی علیم اللہ کچندوی

کچندو بہ کاف تازی وجیم فارسی مفتوحتین ونون ساکن ودال مہملہ قصبۂ ایست برلب دریاے گنگ چہار کروہ از بلگرام۔ قاضی از اولاد اخی جمشید راجگیری واز مشاہیر علماء این دیار است۔ روزگارے بر قاضی حبیب اللہ سندیلوی تلمذ کرد۔ وفاتحۂ فراغ از ملا لطف اللہ کاکوروی گرفت۔ ودر کچندو بر مسند قضاء موروث متمکن گشت وافادۂ طلبہ پیش نہاد ہمت ساخت۔ بعد چندی عزل قضا اتفاق افتاد قاضی بہ دکن رفتہ خلد مکان را ملازمت کرد۔ چون سادہ وضع واز فنون زمانہ یگانہ بود۔ ودر اوصاف واخلاق یاد از صحابۂ کرام می داد۔ بادشاہ را حسن اعتقادی بہم رسید۔ قضا بدستور سابق

ارزانی داشت۔ ودہی بطریق سیورغال از مضافات بانگرمو و صد ہون نقد از طلائے مسکوک دکن وقت رخصت رعایت نمود۔ قاضی بہ وطن اصلی عود کرد و تتمہ ایام زندگانی بہ افادۂ علوم ربانی صرف ساخت و در ۱۱۱۵ خمسۃ عشر ومائۃ والف بہ روحانیان پیوست نعش او را از گجپند و بہ راجگیر بردہ در جوار مرقد منور اخی جمشید قدس سرہٗ دفن کردند۔

اما مولوی لطف اللہ کوروی استاد قاضی علیم اللہ عمدہ علماء عصر بود۔ و دانش مندان بسیار از درس گاہِ او نشو نما یافتند۔ از انجملہ مولوی علی اصغر قنوجی نور اللہ ضریحہ بن شیخ عبد الصمد عالم بالادست و عامل خدا پرست بود۔ نسبش بہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منتہی می شود بعضے اجداد او بہ تصاریف روزگار از مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ بہ کرمان افتاد و در آنجا بار اقامت کشاد۔ یکے از اسلاف او مولانا عماد الدین کرمانی است صاحب فتاوائے عمادیہ۔ شیخ مبارک فرزند مولانا عماد الدین مذکور از کرمان متوجہ ہندوستان شد وطرح اقامت در بلدۂ قنوج ریخت۔ از ان وقت اعقاب او درین بلدۂ فاخرہ سکونت دارند مولوی علی اصغر در سن شباب شوقِ علم بہم رساند مختصرات و متوسطات از مواضع متفرقہ تحصیل نمود۔ و مطولات از مولوی لطف اللہ کوروی روح اللہ روحہ فرا گرفت۔ شیخ احمد ملا جیون امیتوی کہ ذکرش گذشت و مولوی علی اصغر ہر دو باہم نزد مولوی لطف اللہ فاتحۂ فراغ خواندند۔ مولوی علی اصغر جانب لکھنؤ شتافت۔ و با شیخ پیر محمد لکھنوی قدس سرہٗ بیعت کرد۔ و اربعینات کشید۔ و اجازت

ارشاد گرفته به قنوج مراجعت نمود- وتا نفس واپسین پا در دامن عزلت پیچید- و مدت شصت سال درس گفت- خلقے کثیر در حوزۂ درس او منتهائے فضیلت حاصل کردند- و در آخر عمر تفسیری بر کلام الله نوشت مسمی به ثواقب التنزیل-

فقیر دو سه صحبت مولوی را دریافت ذات قدس معلی بود- در ۱۱۴۰ھ اربعین ومائة والف متوجه دار البقا گردید- پیش مسجد خود زیر صفه مدفون گشت- راقم الحروف این مصراع تاریخ یافت ؎

شد نهان آفتاب صبح علوم ۱۱۴۰ھ

(۵۵) میر عبد الهادی

بن میر عبد الواحد اصغر بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد بلگرامی قدس الله اسرارہم سید عالی مقدار و دانش مند بلند اقتدار است- نسخه جامع معقول ومنقول ولوح محفوظ فروع واصول- حسن سیرتش تفسیر انك لعلی خلق عظیم وحسن صورتش توضیح ماهذا بشرا ان هذا الا ملك کریم در ریعان آگاهی نطق همت باحراز کمالات انسانی بربست- وکتب مبادی تحصیل از خدمت میر سید اسمعیل بلگرامی استفاده نمود- بعد انتقال میر خود را به حلقۂ درس مولوی سید قطب الدین شمس آبادی رسانید- ونسخ اواسط از جناب مولوی اخذ کرد- از انجا به حوزۂ درس ملا قطب الدین شهید سهالوی پیوست- وبقیه تحصیل به انجام رسانید ورسم فاتحۂ فراغ بجا آورد- وعلم امتیاز در تلامذه

حضرت ملا برافراشت - و به وطنِ اصلی معاودت نموده هنگامه درس گرم ساخت -
اکثر مستعدانِ عصر از جناب سید کسب کمال نمودند و مرتبهٔ مولویت حاصل کردند - بعد
چندین به اقتضائے حرکاتِ فلکی عازمِ اردوے خلد مکان گردید و به عطائے منصبی
و تفویض بعضے خدمات صوبه الٰه آباد و موضع نید کی از توابع صوبهٔ مذکور سمتِ امتیاز
پذیرفت - آخر دست از همه باز کشیده رخت به وطن مالوف کشید - و مرکز وار قدم
افشرده حلقهٔ درس بر خود فراهم آورد - و لبقیة العمر به افادهٔ علوم و صحبت اهل کمال خوش
گذرانید - و بستم شهر ربیع الاول ۱۱۳۳ه ثلث و ثلثین ومائة والف به عالم قدس خرامید -

(۵۶) شیخ جمال الله

از شیوخ فرشوریِ بلگرام ساکن محله میدان پوره و احفاد قاضی الهداد است که ترجمه
اش بالا گذشت - مردے دردمند - بسیار خلق و متواضع بود - و بهره وافی از فضیلت
داشت - و دوام به شغل کتاب و افادهٔ طلبه می پرداخت - روزے در مجلس ما فقیر گفت
که در نهر الفائق و دیگر کتب فقه گوید در باب امامت صلوٰة که المتیمم عن الجنابة اولی بالامامة
من المتیمم عن الحدث اگرچه قول مجتهد ما را سند است و وجهی داشته باشد
اما دل می خواهد که علم به وجه حاصل شود - گفتم همین وقت وجهی به خاطر رسیده که تیمم جنب به
منزلهٔ غسل است و تیمم محدث به منزلهٔ وضو پس صاحب طهارت کبریٰ اولیٰ باشد با مامت
از صاحب طهارت صغریٰ چه احتمال دارد که جنب و محدث را پیش از ین جنابتی بلا شعور ایشان

عارض شده باشد پس صاحب طہارت کبریٰ از نجاست حکمی سابق وحال طاہر گشت واحتمال دوم مرتفع گردید۔ وصاحب طہارت صغریٰ ازین احتمال خالی نیست ودرصورتیکہ مغتسل ازجنابت ومتوضی ازحدث جمع شوند احتمال نجاست حقیقی ہم از مغتسل مرتفع می شود۔

واو درپایان عمر جانب گجرات احمد آباد حرکت کرد۔ ودرشہر برودہ کہ از گجرات فاصلہ چہل کروہ دارد بیمار شد۔ ودر ۱۱۳۷ھ سبع وثلثین ومائۃ والف بادیہ سفر آخرت پیمود۔ وہمانجا مدفون گشت۔ عمرش قریب پنجاہ وپنج سال۔

(۵۷) میر احمد

بن سید عبداللہ بن سید محمود اصغر بلگرامی قدس سرہٗ والد میر دراصل سید عبداللطیف برادر اعیانی سید عبداللہ است۔ چون سید عبداللہ پسر نہ داشت میر احمد را بہ فرزندی گرفت واو نقش نگین خود احمد بن عبداللہ ساخت۔ لہذا باین نسبت بین الجمہور اشتہار دارد۔ صاحب فضائل وحسن شمائل بود۔ ودراقران وامثال وبمزید وجاہت وعمدگی امتیاز داشت۔ ذکر برادرش سید معین الدین درضمن ترجمۂ سید جان محمد بعد ازین می آید۔ سید احمد را درعرف مدا وسید معین الدین را مونان می گفتند۔ چون ہردو برادر تمام عمر بہ ثروت وجمعیت گذرانیدند ودرمردم شہر ضرب المثل بود کہ "مدا مونان سدا سونان" سید احمد خط نستعلیق وشکستہ بہ جودت می نوشت۔ ودرفن سیاق دستی قوی داشت

ضابطہ او چنین بود کہ ہر روز بلا ناغہ بعد ادائے نماز صبح دو ورق کتابت می کرد۔ وازین التزام کتب بسیار از قلم جواہر رقم او صورت گرفت وامروز حاضر است۔

میر جواد بے مثل وشجاع بے نظیر بود۔ واز طرف نواب مکرم خان بن نواب شیخ میر عالم گیری بہ حکومت موضع پہاسو بعدہ موضع داسنہ وغیرہ از توابع دہلی پرداخت دکوس دیانت می نواخت وبا وصف اشتغال حکومت اوقات گرامی را بہ تقدیم عبادت الٰہی ماموری داشت۔ وچہارم جمادی الاولی سنہ ۱۰۹۶ ست وتسعین والف بریاض فردوس خرامید۔ انتقال او در شہر مراد آباد قریب بلدۂ سنبل واقع شد۔ سید معین الدین برادر خود را وصیت کردہ بود کہ نعش او را بہ وطن رسانند۔ جسد او را اول در مراد آباد بہ خاک امانت گذاشتند وبعد شش ماہ بہ بلگرام آوردہ در باغ محمود دفن ساختند۔ کاتب الحروف آیہ کریمہ وتحیتہم فیہا سلام تاریخ برآورد۔ سنہ ۱۰۹۶ھ

میر در عہد سلطان اورنگ زیب عالم گیر خلد مکان مطابق سنہ ۱۰۹۲ اثنین وتسعین والف در کنار باغ محمود چاہے ساختہ کہ ہم چشمی با کوثر دارد۔ وازان وقت مجموع ساکنان محلہ میدانپورہ وحوالی آن آب ازین چاہ می خورند۔ مولف کتاب تاریخ درین قطعہ ضبط کردہ

محیط جود واحسان میر احمد	کہ فیضش در جہان گردید ساری
عمارت کرد چاہ خیر بنیاد	کہ دارد تا قیامت استواری
ز آب حوض کوثر جام سرشار	جزاے این عمل باید زیاری

رقسم کردم زلال خیر جاری ۱۱۹۲			بکام تشنگان تاریخ سالش

میر از اقران سید ضیاء اللہ مرقوم الصدر است و محل ترجمۂ او مقدم بود لیکن برائے
اتصال ترجمۂ او با ترجمۂ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل درین مقام آوردہ شد پیشتر گذارش
یافت کہ میر احمد و سید ضیاء اللہ باہم روابطہ روحانی داشتند - و درین محل از مکاتیب
جانبین دو نامہ بر بالِ کبوتر روزگار مے بندم :-

نامۂ سید ضیاء اللہ بہ میر احمد

	یک دانہ محبت است و باقی ہمہ کاہ		در خرمن کائنات کردیم نگاہ	دو

دو سبحان اللہ زہے آن یک دانہ در جنبِ قیمت آن گوہر یک دانہ کم از دانۂ خشخاش است - الوّت
دو و نبوت پناہ آدم صفی اللہ علیہ السلام در طلب این دانہ از فقدان نعمتِ بہشت نیندیشید
دو و ہر تعبے و شدتے کہ فرا پیش آمد بہ اختیار برکشید - یعقوب علیہ السلام از شوق این دانہ بہ حدے
دو دانہائے اشک ریخت کہ وابیضت عیناہ من الحزن مفسرِ آن شد صدر نشین
دو محفل رسالت صلی اللہ علیہ وسلم لعبد از آنے کہ استغنا بآن دانہ بہم رساند چندان غنا حاصل
دو کرد کہ ہر چند کوہہائے مکہ را طلا ساختہ بحضرت حضور پیدا آوردند بگوشۂ چشم نہ گریست -
دو ورفعنا لك ذكرك مبین این ہمت است - بالجملہ ہیچ متنفسی درین عالم نیست
دو و نبود و نخواہد بود کہ اثرے ازین خیال از سر نداشتہ باشد - مجنون بیچارہ سرگشتہ ہمین طلب
دو از جہان رفت - فرہاد مسکین نیز درین ذوق جان داد - زلیخا بہ قوت ہمین دانہ پسر را از کنار

پدر جدا ساخت - واے بر دانائے که از طلب این دانه نادانانه گذشت - آمدیم بر سر
مدعا بنده هر چند با مذاق طیبهٔ محبان و حوصله ایشان آشنائے ندارد لیکن بهر حال یک گونه
لذت سماع پیدا کرد که باستناد آن می زید - و ازینجاست که خود را خاکپاے اهل محبت
می شناسد - اما هیچ معلوم نشد که آن عزیز دانهٔ خود را که مقسوم ازل است مگر پیش طائرے
انداختند که چیده پرواز کردیا براتب توسن سفر بر آمیختند که به گلو فرو کشید - کیفیت بے
توجهی را نوعی که واقعی است پیدا ابر نگارند که رافع خدشات باطن گردد - بر تقدیرے که مخلص
را از رعایت حقوق دوستانه مقصر دانسته عوض نموده باشند - جاے آن دارد - اما چون
عوض بدی به بدی در مذهب دوستی نامحمود است بایستے که نظر بر تقاعد و تکاسل این
طرف نینداخته باداے احسان از خود می شدند - و به ابناے احوال بهمت اشتمال
مرهون منت می ساختند مگر عهود حمی و حقوق صبا از یاد رفت ۵

اے عجب آن عهد و آن سوگند کو		وعده‌هاے آن لبے چون قند کو	
گر فراق بنده از بد بندگی است		چون تو با بد بد کنی پس فرق چیست	،،

جواب میر احمد به سید ضیاء الله

نامهٔ عنبرین شمامه مشام یگانگی را عطرآمود ساخت - و خاطر پراگنده را به جمعیت فراهم آورد -
ملازما گرانباری کوهہاے محبت به حکم انا عرضنا الامانة علی السموٰت والارض
معلوم است که هیاکل افلاک با چنان رفعت و سائر مکونات با آن همه عظمت در تحمل این بار چه

" بریچ تاب خوردند وپشت خم گشته سر انکار باز زدند۔ وسرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم بچہ آسانی برگرفت
" واولیاء امت قدس اللہ اسرارہم بطفیل متابعت آنرا از دانۂ خشخاش ہم کمتر انگاشتند
" وبدوش نیاز برگرفتہ نعرۂ ہل من مزید زدند۔ لکن ما حیوان صفتان ازان دانہ ہمین دانہ پنداشتیم
" کہ ثمرہ اش سہو ونسیان وبرگش غفلت وعطلت است الحمد للہ والمنہ کہ فریاد انا ظلمنا عذر خواہ
" است واشک ندامت شوئندۂ داغ گناہ ہ

" بغیر از عذر تقصیر اندرین راہ		ندارد چارۂ بیچارہ درویش	

" باری باستمداد ہمت عزیزان وبرکت انفاس ایشان امید ہست کہ پردۂ غفلت ونسیان از پیش این
" خیر اندیش برانداختہ شود وذرۂ از عالم محبت نصیب گردد ہ

" کوتاہ کنم سخن کزین پس		وصل است جواب نامہ وبس	"

(۵۸) میر عبد الجلیل نور اللہ ضریحہ

خلف الصدق میر احمد مرقوم باتفاق جمہور از خواص اتقیا واجلۂ علماء عالی مقدارند ودر تزکیۂ قلب وتصفیۂ باطن وتقدس ذات وجلائل صفات یگانۂ روزگار ہموارہ دل بیاد سلطان حقیقی بستند۔ دکمر بخدمت سلطان مجازی ہ

ہر دحق در عین دنیاداری از دنیا بری ست	ملک در دست سلیمان نیست در انگشتری ست

وازمناقب عظیمۂ ایشان این کہ بہ یمن طالع بیدار شاہ ولایت کرم اللہ وجہہ را در خواب مے بینند ودست بیعت مے دہند۔ ودر قصیدۂ منقبت زبان باداے شکر این عطیۂ کبریٰ

سے مے کشایند کہ ۹

دین پناها تفضل آگاها — دلِ پاکِ تو شمع عرفان است
کرده ام بیعتِ تو در رویا — این سعادت از فضلِ رحمن است
دستم آخر گرفته به کرم — مے شناسم که این چه احسان است
من واین رتبه ازکجا لیکن — مور پرورده سلیمان است

ودر عالم بیداری اویسی سید یسین حموی صاحب سجادهٔ غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بوده اند وغائبانه بیعت حاصل کرده - آن جناب کتب اوائل به مشارکت استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی قدس سره بخدمت میر سید سعد اللہ بلگرامی گذرانیدند بعدهٔ در قصبات پورب سائر ودائر گشتند - وکتبِ اواسطه از مواضع متفرق کسب نمودند وآخر در حلقهٔ درس شیخ غلام نقشبند لکهنوی سررشتهٔ تحصیل به انتها رسانیدند - وعلمِ حدیث از قطب المحدثین میر سید مبارک بلگرامی نور اللہ مضجعه سند نمودند - ودر جمیع علوم عقلی ونقلی خصوص حدیث وتفسیر ولغت وفنون عربیت وتاریخ وموسیقی اقتداری عظیم بهم رسانیدند حافظهٔ شریف به مرتبه بود که قاموس اللغه من اوله الی آخره ازبر داشتند - واحادیث نبوی واسماء الرجال واشعار وامثال واخبار فنِ تاریخ آن قدر مستحضر بود که محاسب اندیشه پی به کمیت آن نمی تواند برد چشم روزگار کهن سال صاحب کمالی باین جامعیت کم مشاهده کرده ونام بلگرام به میامن وجود فایض الجود شهرهٔ آفاق گردیده - ملاقات آن جناب با سید علی معصوم مدنی مصنف سلافة العصر در اورنگ آباد دکن اتفاق افتاد - سید علی می گفت

من در تمام عمر خود جامع علوم مثل میر عبد الجلیل ندیدم - ترجمہ سید علی معصوم در دفتر ثانی مسطور
می شود و شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہ ہمیشہ تعریف و توصیف می نمود - شیخ غلام
نقشبند دائرۂ تاریخی از نتائج فکر خود بہ علامہ مرحوم فرستادند و طریق وضع دائرہ بر زبان قلم
نیاوردند - آن جناب بقوتِ فکر کنہ دائرہ دریافتہ دائرۂ دیگر با زیادت لطافت از خود طرح
کردہ بحضرت شیخ ارسال داشتند - حضرت شیخ مکتوبی بخط خاص قلمی فرمودند کہ نسخۂ
اشش این است :-

" میر والا مدارج انسانی مجمع فیوضات ربانی سلامت گرامی نامۂ غلت شمامہ مشتمل بر رسیدن بلگرام و تفویض
" خدمت بخشی گری و وقائع نگاری گجرات رسید مسرتِ فراوان بخشید - الحمد للہ کہ بر وفق خواہش دوستان
" با جمعیت این طرف تشریف آوردند - فقیر را مخلص صمیم دانستہ از یاد دعا غافل ندانند حق سبحانہ
" ہمیشہ در ترقی جمعیت نشاتین دارد - دیگر رسالہ اعجاز طراز و دائرہ رسید زبان از مدحتِ آن قاصر است
" حقا کہ ذات سامی آیات درین زمانہ بے عدیل است اللہ تعالی این افادہ مستدام دارد زہے فطرت
" صائب و ذہن ثاقب کہ سرش معلوم نمودہ دائرۂ از خود وضع نمودند غرض کہ کمال سامی از تحریر بیرون است
" دیگر از اشتیاق گرامی صحبت چہ برگذارد اللہ تعالی بوجہ احسن میسر آرد والسلام " انتہی المکتوب -

و بر طریق دائرۂ مذکور محرر سطور ہم دائرہ تاریخ وصال علامۂ مرحوم طرح کردہ در مجلد
ثانی خواہد آمد -

آن جناب بعنایات سرمدی از دولت نشاتین کامیاب بودند - و بمنطوق آیۂ فیض
پیرایۂ وآتیناہ فی الدنیا حسنۃ وانہ فی الآخرۃ لمن الصالحین از جمعیت

صوری ومعنوی حظی وافر داشتند۔ ابتداے حال باتفاق استاد المحققین میر طفیل محمد روح اللہ روحہ بارادۂ تحصیل علم قصد مستقر الخلافہ آگرہ کردند۔ و با نواب فضائل خان میر منشی خلد مکان کہ دران ایام از ملازمت سلطانی وامانده دران بلده گوشہ نشینی اختیار کرده بود برخوردند و بہ اعانت او چندی درآن مقام رحل اقامت افگندند تا آنکہ شاہ حسین خان از درگاه خلد مکان بہ دیوانی سرکار لکھنو مامور شده از دکن بہ اکبر آباد رسید آن جناب بہ رفاقت شاہ حسین خان از اکبر آباد بہ لکھنو آمدند و مدت پنج سال درآنجا بسر بردند و از خان مذکور رعایات فراوان مشاہده کردند۔ ابتداے ترقی صوری اینجا است وتلمذ بخدمت شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہٗ درین ایام واقع شد و چون شاہ حسین خان از دیوانی لکھنو معزول شده۔ بہ دیوانی صوبۂ پٹنہ منصوب گردید در رفاقت او بہ بلدۂ پٹنہ تشریف بردند و چندی دران الکہ بہ جمعیت گذرانیدند و بہ تقریبی آمدن بلگرام اتفاق افتاد۔ درین ایام سید محمد فیض زمیندار بلگرام بعلت حادثہ خان عالمی چنانچہ در ترجمہ او سابق تحریر یافت۔ بارادہ درگاه خلد مکان عازم دکن شد۔ علامۂ مرحوم بنابر ربطی کہ با سید محمد فیض داشتند کمر رفاقت بربستند و باتفاق خود را بار وے خلد مکان رسانیدند ملاقات آن جناب با ناصر علی در اورنگ آباد درین سفر واقع شد و بفرصت کمی معاودت بلگرام دست داد۔ درین ایام خبر رسید کہ شاہ حسین خان در مرشد آباد دار الملک بنگالہ پیالۂ مرگ چشید۔ آن جناب در تاریخ می فرمایند ؎

خانِ خورشید نسب شاہ حسین	ذاتِ او مظہر آیاتِ جلی

آن امیری که در انواع شکوه	داشته مرتبۂ بے بدلی
گوهر فکر وزیران جهان	بهلوی رای منیرش عملی
در هزار و صد و هشت از هجرت	کرد نهضت به ریاضِ ازلی
سال تاریخ خرد گفت چنین	باد حشرش به حسین بن علی ۱۱۰۸

بعد وفات شاه حسین فرزند ارجمندش میر محمد رضا ہم زلف شاهزاده عظیم الشان بن شاه عالم از بنگاله ارادۂ آستانِ خلد مکان کرد و وارد بلگرام شد و در دیوان خانه علامۂ مرحوم روزے چند آرام گرفت و او و علامۂ مرحوم باتفاق در ۱۱۱۱ھ احدی عشر و مائة والف رهگرای دکن شدند۔ و بعد از طی مراحل و قطع منازل در اسلام پور[۹۵] از توابع بیجاپور سرادقِ عالمگیری را دریافتند۔ روزے علامۂ مرحوم وارد مجلس میرزا یار علی بیگ سوانح نگار حضور معلی شدند۔ میرزا ضابطه داشت که همیشه کتاب قاموس تصحیح و مقابله می کرد و اوقات را صرفِ این شغل می ساخت۔ آن جناب اشکالی چند از قاموس بر مستعدان محفل عرض کردند۔ ناخن اندیشۂ هیچ کس بگره کشائی وا نرسید۔ آخر آن جناب بافادۂ حل مقامات پرداختند و حضار لب بہ تحسین کشودند۔ میرزا یار علی بیگ لوازم قدرشناسی چنانچه باید بجا آورد و باظهار کمالات صوری و معنوی خاطرِ بادشاه را متوجه ساخت۔ بادشاه به منصبِ شایسته و جاگیر چند از محال سائی پور قریب بلگرام و خدمت بخشی گری و وقایع نگاری گجرات شاه دوله پیرایۂ امتیاز بخشید۔ آن جناب تاریخ خدمت چنین انشا کردند ع

۹۵ غالباً اسلام پوری خواهد بود۔

مرا از جناب خلافت عطا شد		زروے کرم خدمت عیش افزا	
خرد گفت تاریخ تفویض خدمت		وقائع نگاری گجرات زیبا	

آن جناب از دکن اول قصد وطن کردند و در ذیحجہ سال مسطور بوصول بلگرام مسرت اندوختند۔ و در محرم ۱۱۱۳ھ ثلث عشر و مائۃ و الف از بلگرام متوجہ گجرات شدند و غرۂ شہر ربیع الاول ہمین سال گجرات را مورد برکات ساختند و قریب چہار سال ہر دو خدمت را باستقلال تمام سرانجام دادند۔ و در ۱۱۱۶ھ ست عشر و مائۃ و الف عزل درمیان آمد آن جناب متوجہ وطن شدند و در ماہ جمادی الاولی ازین سال سواد بلگرام را از پرتو قدوم منور ساختند۔ درین وقت از ولادت مولف اوراق سہ ماہ گذشتہ بود۔ میرزا یار علی بیگ غائبانہ نقش قدردانی زد۔ و ہم درین سال بخدمت بخشی گری و سوانح نگاری و وقائع نویسی سرکار بھکر و سرکار سیوستان از پیشگاہ خلد مکان براے ایشان گرفت۔ و سند درست کردہ مصحوب قاصد اجیر روانہ بلگرام ساخت۔ و قلمی نمود کہ عوض دو خدمت چند خدمت تفویض شد۔ باید کہ لتعب سفر دکن نہ کشند و از وطن روانہ مکان خدمت شوند۔ و قاصدے دیگر با نقل سند جانب بھکر و سیوستان فرستاد۔ و از تقرر خدمات با علامۂ مرحوم مردم آنجا را اعلام نمود۔ قضارا قاصدے کہ رخصت بلگرام یافتہ بود در اثناے راہ تلف شد۔ چون زمانہ بسیار از میعاد قاصد گذشت۔ میرزاے قدرشناس سند ثانی از دفاتر بادشاہی درست کردہ با قاصدے ارسال بلگرام نمود۔ آن جناب بعد وصول این نوید در ماہ جمادی الاولی ۱۱۱۷ھ سبعۃ عشر و مائۃ و الف از بلگرام سمند عزم جانب

ملک سنده به خرامش آوردند. و بست و چهارم رجب المرجب سال مذکور بلدهٔ بهکر از
جلوهٔ والا برافروختند و مسندِ خدمت را به تمکینِ عالی زینت بخشیدند. و بعد رحلتِ خلد
مکان چون قدر و منزلتِ آن جناب نقش خاطر شاهزادها و جمیع ارکان سلطنت بود
در طبقات لاحقه بے آنکه از بهکر حرکت کنند ارکان سریر خلافت در هر عصر سند استقلال
خدمات ارسال نمودند تا آنکه در عهد محمد فرخ سیر پادشاه از نیرنگی قدرت آلهی پرگنهٔ جتوی
از توابع سرکار بهکر ریزهاے نبات مثل ژاله خورد از ابر بارید. و به نزول این حلاده غیبی
کام و زبان عالمے شیرین گردید. آن جناب درین سانحه غریب رباعی انشا کرده در فرد
وقایع معروض بارگاه خلافت داشتند که ؎

فرخ سیر آن شهنشه با برکات — چرخ از ادب او شده شیرین حرکات
در سنده زمین عهد عشرت مهدش — بارید سحاب ریزهٔ قند و نبات

میر جمله سمرقندی که دران زمان راتق و فاتق مهمات سلطنت بود و سوانح حضور معلی
با او تعلق داشت و آخر صدر الصدور شد به مجرد ملاحظه فرد وقایع بے آنکه حکم به تحقیق کند
حمل بر خلاف واقع نموده در اوائل سنه ۱۱۲۶ ست و عشرین و مائة و الف معزول ساخت
آن جناب درهمین سال از بهکر جانب دار الخلافه شاهجهان آباد حرکت کردند و در خلوتے
که نواب قطب الملک سید عبد الله خان وزیر اعظم و امیر الامرا سید حسین علیخان یک جا بودند
کیفیت به معرض اظهار آوردند و رباعی مسطور به سمع رسانیدند. امیر الامرا در همان مجلس حکم
بحالی خدمات فرمود و آن جناب سند حاصل کرده به بلده بهکر فرستادند. و شیخ محمد رضا بهکری

فرستادند- وشیخ محمد رضا بھکری را غائبانہ نائب ساختند- ودر سنہ ۱۱۳۰ ثلثین ومائۃ والف خود مستعفی شدہ خدمات را بنام فرزند ارجمند میر سید محمد مدظلہ گرفتند ودر سنہ ۱۱۳۲ اثنین وثلثین ومائۃ والف بعد شانزدہ سال بلگرام را از مقدم سامی مستسعد ساختند- ویک سال اقامۃ گزیدہ متوجہ دار الخلافہ شاہجہان آباد شدند کاتب الحروف در وقت مقدم شریف بوطن ہفدہ سالہ بود واین اول رویت است کہ در سن شعور فقیر واقع شدہ وبندہ ومیر محمد یوسف کہ ماہر دو دختر زادہ حقیقی آن جنابیم بہ شرف تلمذ سعادت اندوختیم- وسند حدیث مسلسل بالاولیہ وحدیث الاسودین واجازت اکثر کتب احادیث حاصل کردیم لبعدہٗ در سنہ اربع وثلثین ومائۃ والف ماہر دو برادر بہ دار الخلافہ شاہجہان آباد رفتیم ودر آنجا قریب سہ سال صحبت عالی دریافتیم- وبعض کتب حدیث وبرخی از کتاب قاموس وفنون دیگر کسب نمودیم از عہد عالمگیر خلد مکان تا عصر محمد شاہ جمیع امراے عظام اعزاز واکرام جناب اقدس بجامی آوردند وتشنۂ صحبت والا بودند- طریقۂ آن جناب صدق وصفا وطاعت الٰہی ودوام آگاہی بود- وکمال تمکین ووقار داشتند- وباوصف اختیار خدمات بادشاہی سرموئے از دقائق دیانت وامانت فرونمی گذاشتند- سید حسین امتیاز خان متخلص بہ خالص صفاہانی از دیار ہند عازم ولایت شد- چون بہ سیوستان رسید- خدایار خان مرزبان سند در سنہ ۱۱۲۲ اثنین وعشرین ومائۃ والف سید حسین را بہ قتل رسانید واموال لکوک را متصرف شد وبہ علامۂ مرحوم پیغام کرد کہ این خبر در سوانح بادشاہی طوریکہ واقعی است داخل نباید کرد دو ہزار اشرفی طلا کہ مقابل چہاردہ ہزار روپیہ باشد تسلیم می کرد

علامۂ مرحوم دست بر رز زدند وفرمودند بہ عنایت الٰہی ثروتی دارم محتاج نیستم اگر امروز خبر واقعی بہ تسلیم نیارم فردا در حضور رب العزت تعالیٰ شانہٗ چہ جواب دہم۔ واکثر خبر ارباب استحقاق خصوص بطریق اخفامی گرفتند۔ وبر مضمون فیض مشحون ان تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو خير لكم عمل می کردند۔ وبعد اداے فرائض وسنن اعظم اشغال مطالعۂ کتاب بود۔ وروز جمعہ بعد نماز صبح تاقبل استوا دلائل الخیرات ختم می کردند۔ ودر میان حرف نمی زدند۔ ونسخۂ دلائل الخیرات راکہ وظیفۂ خاص بود بدست مبارک خود تحریر نمودند۔ وامروز این نسخہ موجود است۔ وقریب استوا بہ غسل مسنون روز جمعہ پرداختہ متوجہ مسجد مے شدند۔ ودر ماہ مبارک رمضان روزانہ بہ بیت الخلا نمی رفتند۔ ودر سفر وحضر نماز تراویح ترک نمی شد۔ واز صفات رضیہ این کہ چون قصد کتابت می کردند اول تسمیہ وحمد وصلوٰۃ بر قرطاسی معین می نوشتند بعد ازان شروع بہ کتابت مقصود می کردند وتا آخر عمر این عمل ترک نہ شد۔ کتاب خانۂ عظیمی در زمرۂ باقیات صالحات گذاشتہ اند اکثر این کتب را بدست مبارک خود اصلاح ومقابلہ نمودہ اند ونسخ بسیار بہ خط خاص نوشتہ اند۔ در اوائل خط نستعلیق لغایت شیرین می نوشتند۔ بعدہٗ از نستعلیق خطی طبعی ایجاد کردند۔ بہ نہایت شیرین ودل نشین کہ چشم ناظران را جلا می افزاید۔ وذوق کتابت بہ شایہ داشتند کہ در اواخر ایام اقامت بھکر کتاب مبارک صحیح بخاری استکتاب نمودند ودر صدد مقابلہ بودند کہ عزل خدمت در میان آمد۔ آن جناب بہ عزم شاہجہان آباد خیمہ را بہ نوشہرہ کہ موضعی است در سواد بھکر بر آوردند ومحض براے مقابلۂ صحیح بخاری مدت

شش ماه مکث کردند وچون توابع ولواحق بسیار در رکاب بود مبالغ الوف به صرف درآمد والیوم آن نسخه متبرکه در کتاب خانهٔ والا موجود است - تاریخ ولادت باسعادت که به خط خاص مشاهده افتاد - سیزدہم شوال ۱۰۷۱ھ احدی وسبعین والف مولد ومنشاء بلگرام - ووصال والا شب شنبه بسبت وسوم شهر ربیع الآخر ۱۱۳۸ھ ثمان وثلثین ومائة والف در دار الخلافه شاهجهان آباد واقع شد - نعش مبارک حسب الوصیه به دار السلام بلگرام نقل کرده روز جمعه اول وقت عصر ششم جمادی الاولی سال مذکور در قدم پدر بزرگوار میر احمد مرحوم دفن ساختند - عمر شریف شصت وشش سال وشش ماه وده روز از نتائج طبع والا مثنوی است مسمی به امواج الخیال در تعریف بلگرام مطلعش این ست

آب وگلِ من که فیضِ عام است		از خطهٔ پاکِ بلگرام است	

همانا درین مطلع اشعاری است باین که عنصر لطیف به مسقط الراس رجوع می کند و فرع باصل بازمی گردد - واز جمله آثار کرامت این که جسدِ مبارک باوجود حرارتِ آفتاب وامتداد مدت که درعرض چهارده روز تابوت از شاهجهان آباد بوطن رسید سالم وصحیح برآمد ودر هیچ عضو اصلا تغیری راه نیافت جسدِ مطهر را از تابوت بر چهار پائے گرفتند نوعے که میت تازه را می گیرند - وبر لب قبر آوردند - وچادر زیر کمر گرفته در لحد فرود آوردند استاد المحققین میر طفیل محمد طاب ثراه در قبر درآمده بخاک سپردند - راقم الحروف آیه کریمه اولٰئک لهم عقبی الدار جنات عدن تاریخ برآورد - وایضاً آیه کریمه للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادة در تفسیر بیضاوی گوید الحسنیٰ الجنة والزیادة هو اللقاء

طرفہ آنکہ آیہ کریمہ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ اکثر بزبان شریف جاری می شد و در
نشات والا پیشتر واقع شدہ ۔ میر سید محمد سلمہ اللہ تعالیٰ خلف الصدق ایشان پارۂ
از نشات والا جمع کردہ اند وقتے سید اسمٰعیل بلگرامی خلیفہ شاہ عبد الرزاق بانسہ
قدس اللہ اسرارہما رقعہ بہ علامہ مرحوم تحریر نمودند ۔ نسخہ اش این است :۔

"میر صاحب مشفق مہربان فیض رسان سلامت ۔ حقیقت نوم و یقظہ بر ارباب معانی منکشف
" و ہویدا است بعضے نوم را بر یقظہ ترجیح دادہ اند و بعضے یقظہ را بر نوم این معنی را مشروحاً تحریر فرمایند
" والسلام علیکم و علیٰ من لدیکم"

علامۂ مرحوم جواب تحریر آوردند نسخہ اش این است :۔

" بیدار دل ۔ خوابیدہ ہوا ۔ ثابت مقام تسلیم و رضا سلامت ۔ از معارضۂ نوم در تفصیل یقظہ و نوم
" نگارش رفتہ ۔ رمز آگاہا اگرچہ منطوق کلام الناس نیام فاذا ماتوا انتبہوا و حدیث شریف
" اختصام ملاء اعلیٰ در تصعید عمل تیقظ بہ بالا و بہ انحطاط درجہ جواب دارد ؎

" چشم تو نہ بخت ماست پر خواب چرا ست

" اما مضمون کریمہ وتحسبہم ایقاظا وہم رقود ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال
" باعتبار کفالہ تقلیب کہ مشتمل است بر اسرار عجیب دلالت بر رفعت شان از خود
" خوابیدگان دارد ؎

" زہے مراتب خوابی کہ بہ ز بیداری است

" واگرچہ ظاہر خطاب تم بالو نان ناظر بہ تدسیم است ۔ اما تغطیہ بہ فضل عبا مشعر بغایت تعظیم د

ہم چنین مضمون این منظومہ ہندی ع

یار آیو تب گا تون سوی کیسین بھگت پرابت ہوی

اگرچہ ایماسے بہ تنقیص نوم دارد۔ اما نحواسے دوہرہ ه

سپنین دیکھو بیہ مین کہل گئی آنکھ اہاگ		اور گنواوت سوی سب ہون توگنوایو جاگ	

ازغایت نزاکت کارسے مبنی است بہ تفضیل نوم بر بیداری خوشا حالت آن عاشقی کہ در شب

ہجرت بہ خوابش آئی واو شرمسار برخیزد۔ تحقیق مقام آنکہ تا ہرسے بہ خیال او داری اگر بیداری ست

بہ از نوم وا گر نوم است بہ از بیداری نمک ریزی شبلی در چشم و فترہ براسے رفع خواب و خوابیدن عبود ہفت سال

واول در آمدن او بہ بہشت۔ ہر دو صواب است این است ما حضر فکر سقیم و فوق کل ذی علم علیم“

حواشی رقعہ

قولہ۔ اختصام ملا اعلی۔ در حدیث شریف آمدہ کہ در رفع سہ عمل ملائکہ باہم خصومت می نمایند یعنی اطعام طعام و نرمی کلام و نماز در حالی کہ مردم خوابیدہ باشند۔ حدیث بتمامہ در مشکوۃ در فصل ثالث از باب المساجد و مواضع الصلوۃ مسطور است **قولہ**۔ باعتبار کفالہ تقلیب یعنی نقلبہم صیغہ متکلم دلالت می کند کہ حق تعالی اخود کفالہ تقلیب اصحاب کہف نمود **قولہ** قم یا لومان در غزوہ خندق شب فرار کفار ابر و سرما سخت و باد تند بود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حذیفۃ الیمان را براسے استخبار لشکر کفار فرستاد و دعا فرمود تا سرما وجوع از وے دور شد ہمچنین کہ برگشت باز سرما در و اثر کرد۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضل عبا

یعنی گوشہ زائد لباسی کہ بر دوشش مبارک بود پوشانید۔ و پاے مبارک بر سینہ او گذاشت تا تسکین یافت و بخواب رفت۔ چون وقت نماز صبح نزدیک رسید فرمود قم یا نومان یعنی برخیز اے بسیار خواب **قولہ**۔ عبود بفتح عین مہملہ و تشدید باء موحدہ مضموم نام غلامی سیاہ کہ ہفت سال خوابید و اول در بہشت در آید سببش این کہ پیغمبر آن عصر را است در چاہی حبس کردند عبود ایمان آورد و پنہان از قوم خبرے گرفت۔ قصہ بہ تفصیل در قاموس در مادۂ عبد مذکورست و چون درین کتاب نسب سادات بلگرام لازم گرفتہ شد ایراد قصیدۂ کہ در بیان نسبِ خود بہ نظم آوردہ اند مناسب افتاد و اطناب در مقام خود مضائقہ ندارد۔ قصیدہ این است :۔ ۵

ما ئیم نخلِ سبز ریاضِ پیمبری	احسانِ ماست بر ہمہ از سایہ گستری
نخلی کہ اصلِ ثابت او ختمِ انبیا است	فرعش گذشت از سرِ این چرخِ چنبری
آن ختمِ انبیا کہ بتول است دخترش	آرایشِ منصۂ پاکیزہ گوہری
آن دخترِ نبی کہ بود شوہرش علی	دریاے فیضِ ساقیِ صہبائے کوثری
فرزندِ اوست خامسِ آلِ عبا حسین	فرمود در محیطِ شہادت شناوری
سجاد آنکہ آدمِ آلِ حسین بود	ایزد نصیبِ دشمنِ او کرد ابتری
زیدِ شہید مصحفِ اسرارِ اہلبیت	پیدا است از مناقب و شانِ حیدری
عیسے کہ شد بموتمِ اشبال مشتہر	کردی شکارِ شیرِ زر دی دلاوری
سید محمد آنکہ جہان راز خلقِ او	پیچید در دماغ نسیمِ معطری

سید علی که بر ورِ عالم پناه او | کیوان ستاده است به عنوان قنبری
سید حسین شمسهٔ ایوان مکرمت | روح الامین کند به رواقش کبوتری
سید علی عراقی کز فیض مقدمش | خاکِ عراق یافته از عرش برتری
سید حسن که اختر اوج سیادت است | کسب سعادت از نظرش کرد مشتری
سید علی که دشمن شوریده بخت را | سازد کباب آتش خورشیدِ محشری
شادابی بهار گلستان خلق زید | می کرد در تحفظ دلها صنوبری
سید عمر که سرور عالی مقام بود | در بزم او همیشه فلک گرم مجمری
زید سوم که خسرو اقلیم فقر بود | کردی ز روی آئینهٔ دل سکندری
یحی که در ریاض صفات کمال او | یک شهر چشم حیرتیان کرد عبهری
سید حسین منتخبِ دودهٔ شرف | باشد چراغ انجمن افروز مهتری
داود آنکه دشمن فولاد جسم را | چون موم نرم ساخت ز دست بهادری
والا گهر ابوالفرح واسطی که شست | از آب ذوالفقار بسے نقش کافری
سید ابوالفراس که هنگام کارزار | آمد ز دست او همه کارِ غضنفری
ثانی ابوالفرح که بآئین جدِ خویش | روز نبرد شیر نیستانِ صفدری
سید حسین صاحب شمشیر خونچکان | با قلبِ دشمنان نکشش کرد خنجری
سید علی که صارم خارا شگافِ او | چون ذوالفقار دم زده از فتح خیبری
جدِ کلان محمد صغری که تیغ او | بر بلگرام یافته فتح و مظفری

مفتوح گشت در زمن شاہ التمش — تاریخ آن ز لفظ خداداد بشمری

در سال ششصد و چهل و پنج فوت کرد — آسوده بر بساط معلای عبقری

شعبان و روز چاردہم صحوۂ ثنین — کرد از جہان بہ ملک مقدس مسافری

باشد بہ بلگرام مزار مبارکش — بر مرقدش کنند ملائک مجاوری

سید عمر فروغ جبین محمدی — او راست بر سپہر شرف شان اختری

سید حسین از نظر التفات او — مینا ز مردی کند و سنگ گوہری

سید نصیر آنکہ بمصداق نام خود — با زمرۂ ستم زدگان کرد یاوری

سید حسین کانِ سخا معدنِ صفا — از گوہرش جمالِ شرف یافت زیوری

سالار از فروغ ضمیر منیر او — دریوزۂ شعاع کند مہر خاوری

لطف اللہ آنکہ قطب سپہر ولایت است — مردانِ راہ را بخدا کرد رہبری

دادن کہ نام اوست خداداد از پدر — صاحب کرامتی است ز تعریف ما بری

جد القبیلہ حضرت محمود دین پناہ — کردند جن و انس بہ حکمش مسخری

عالیجناب سید نوح آنکہ عرفِ او — باشد بپایہ سروِ گلستانِ سروری

سید حسین خلق مجسم کہ ذاتِ او — خورشید سان مثل شدہ در ذرہ پروری

محمود در فضائل کسبی و موہبی — ہمتای او نہ زادہ ز ارحام عنصری

عبد اللطیف آنکہ ز ابنای روزگار — ممتاز بودہ در عملِ فیض گستری

احمد کہ صاحب قلم و سیف قاطع است — بہرام و تیر بر در او کردہ چاکری

عبداللہ آن برادر عبداللطیف گو
احمد پسر گرفت ز لطف برادری

عبدالجلیل از پس احمد منم کہ ہست
وصفی ز من فصاحت سحبان والوزی

آنجا کہ نغمۂ نی کلکم شود بلند
آرند سر فرو متنبی و بحتری

مقصود من تفنن طبع است از سخن
ورنہ سزاے رتبہ من نیست شاعری

دریاے موج خیز علومم کہ می کند
با من خطاب جوہر اول زمخشری

ایزد مرا بہ علم و عمل امتیاز داد
شانم بلند کرد دگر از توانگری

با وصف این خصائل صوری و معنوی
گویم بہ نفس خویش کہ از جملہ کمتری

در یک ہزار و یک صد و یک کلک واسطی
افشاند این لالی بحر سخنوری

راقم الحروف سبط حقیقی آن جناب و ذرہ در یوزہ گر آن آفتاب است بحال من ہیچمدان عنایتی خاص داشتند۔ و در ایام ملازمت دار الخلافہ شاہجہان آباد مکرر فرمودند کہ مے خواہم بہ وجودِ شما نشانی از من باقی ماند۔ حقوق والا از تربیت دینی و دنیوی ازان زیادہ است کہ بہ ذرات زمینی با کواکب آسمان توان شمرد چیزے کہ از دست این ناتوان بر آمد ہمین کہ در اماکن فیض مواطن سیما مواجہۂ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست دعا بر داشتم و بزبان نیاز و حضور دل این خدمت بہ تقدیم رساندم و ثواب یک عمرہ بہ روح اقدس نیاز کردم بقدر استعداد کہ آن ہم پرتو عنایات عالی است قصیدہ بزبان عربی در مدح اقدس انشا کردم امیدوارم کہ این ہدیۂ حقیر از روح فیض رسان نظر قبول یابد و خدمتے کہ از نہایت اخلاص بجا آوردہ شد بجاے رسید کہ مولانا سید مصطفی ابن سید عمر روسی سورتی ہرگاہ این قصیدہ را

شنید فرمود ہذہ قصیدۃ یحق آن یغبط فیہا یعنی این قصیدہ استحقاق دارد کہ غبطہ کردہ شود درآن - وسید احمد امام زادہ یمین شرحی برین قصیدہ نوشتہ -

سید احمد از اولاد ائمہ یمین یعنی سلاطین آنجا است - در طبقۂ سلاطین حال یمین اول کسے کہ بہ سلطنت رسید قاسم بن محمد ملقب بہ امام منصور باللہ است از ذریات حسن مثنی بن امام حسن سبط رضی اللہ عنہ وپسر او حسن بن قاسم صاحب سیف وشجاع بے نظیر بود - وترکان روم کہ از مدتے بر دیار یمین مسلط شدہ بودند آنہارا مغلوب ساخت - ودر سنہ ۱۰۴۷ سبع واربعین والف قانصوہ سردار ترکان امان خواستہ از یمین بدر زد وخود را بہ مکہ معظمہ رسانید وبقیۂ ترکان امیر مصطفے را سردار گرفتند وزبید را ضبط کردند - واز ترس شمشیر حسن نہ توانستند پا قایم کرد ودر سنہ ۱۰۴۹ تسع واربعین والف امیر مصطفے نیز از یمین برآمد ورو بہ مکہ معظمہ آورد - بلاد یمین بہ امام زیدیہ قاسم بن محمد قرار گرفت - وبعد فوت او پسرش بن قاسم ملقب بہ موید باللہ بادشاہ شد وبعد فوت او برادرش متوکل علی اللہ اسمعیل بن امام منصور باللہ قاسم بن محمد بہ سلطنت رسید وبعد فوت او پسرش موید باللہ محمد بن اسمعیل بر تخت نشست - وبعد فوت او مہدی لدین اللہ احمد بن حسن مخرج اتراک بن قاسم بن محمد بر سریر فرمانروائے برآمد وبعد فوت او محمد بن احمد بن حسن مخرج اتراک مسند آرائی آرا است وبعد فوت او حسین بن قاسم از احفاد منصور باللہ قاسم بن محمد جلوس نمود - وبعد فوت او متوکل علی اللہ قاسم بن حسین بن احمد بن حسن مخرج اتراک علم فرمان دہی افراشت - وبعد فوت او ناصر لدین اللہ محمد بن اسحق بن احمد بن حسن مخرج اتراک نگین ملک بدست آورد وبعد یک سال

مخلوع شد۔ ولوبت فرمان روائے بہ حسین بن متوکل علی اللہ قاسم بن حسین بن حسن مخرج اتراک رسید۔ و بعد فوت او پسرش عباس بن حسین تاج سلطنت بر سر گذاشت۔ و امام این عصر او ست۔ نسب شارح قصیدہ بہ دو واسطہ بہ امام مہدی لدین اللہ احمد بن حسن مخرج اتراک می رسد برین نہج سید احمد بن عبد اللہ بن ابی طالب بن احمد بن حسن چندر وز نوبت سلطنت بعض ارض یمن بہ عبد اللہ پدر شارح قصیدہ ہم رسید بود۔ آخر حسین بن متوکل علی اللہ قاسم مذکور عبد اللہ بہ وغا قید کرد و سلطنت را متصرف گشت۔ عبد اللہ تا وقت تحریر در قید حیات است۔ سید احمد شارح قصیدہ بعد حبس پدر بہ ملک دکن افتاد و با نواب نظام الدولہ شہید بہ وساطت راقم الحروف ملاقات کرد۔ نواب فراوان رعایت و تعظیم و تکریم بجا آورد۔ قصیدۂ مذکور این است ؎

ادراك عليلا لقاء منك يكفيه	طرفك الناعس المراض يشفيه
كتمت دائي عن العذال مجتهدا	ماكنت ادري نحول الجسم يفشيه
فداوني عن سقام انت منشاه	ونجني من غرام انت موريه
لقد ثنى عطفه عن مغرم دنف	مهفهف ثقل الارداف يثنيه
رعى الاله سقامي لو يعالج من	احبته بدواء الخمر من فيه
وحبذا العيش لو يمشي على مقلي	غض رطيب من العينين اسقيه
شان المحب عجيب في صبابته	الهجر يقتله والوصل يحييه
ياجارة هيجت بالنصح لوعته	يحقي مقلته العبراء خليه

لولاه ما شاقه عرف الصبا سحرا … ولم يكن بارق الظلماء يشجيه
اليك يا رشا الوعساء معذرة … ء انت عن رشا البطحاء تسليه
لوائمى قطعت اكبادهن منى … رايته فى كمال الحسن والتيه
ايا صواحب اكباد مقطعة … فذ لكن الذى لمتننى فيه
اذا دنى فمهاة البيد تشبهه … او ماس فالبانة الخضراء تحكيه
غزالة تصرع الآساد قاطبة … الا الذى سيد السادات يحميه
كهف الانام امام الكون اكرم … عون الذى حادث الايام يرميه
السيد المقتدى عبد الجليل له … مجد اثيل من الآباء يحويه
حبى ملاذى واستاذى ومستندى … رب الورى بصنوف الخير يجزيه
علامة ناقد المعقول متقنه … فهامة جامع المنقول محصيه
شمس تفيض علينا نورها ابدا … حاشا اذا اجنت الظلماء تطويه
بدر سناه اصيل غير منتقص … وكل ليل كما فى الآن تلفيه
بحر غنى عن الاصداف جوهره … ونفس همته العليا تربيه
لقد تحلى بتقوى الله خالصة … والله عن سائر الاكوان يغنيه
ان حل فى حضرة السلطان منصبه … فليس هذا عن الرحمن يلهيه
توارث الفضل عن اباءه قدما … وبعد ذلك فى الاولاد يبقيه
رب السموت والارضين يوم غدا … من المواهب اعلاهن يوليه

یا ایها البحر شنفت المسامع من / در الی ساحل نقرطاس تلقنیه

ان ظل سحبان فی بطن الثری رحما / فانت من هذه الانفاس تحییه

وانت فی شعراء الفرس ابلغهم / یا طیب ما بلسان الهند تملیه

مولای اوتیت علما زانه عمل / وعنصرا جوهر الحسنی یجلیه

لم یرتکب ناظر الغزلان نشوته / الی سبیل التقی لو کنت تهدیه

ابا ابن احمد فرع الماجدین الی / محمد نور الدنیا تجلیه

خلقت فی نسب عال وفی حسب / مسلسل لیست الاقلام تحصیه

لان کسب المعالی من اولی شرف / ارثا فکم من فخار انت مبدیه

ان الوری لعلو الجاه یرفعهم / انت الذی بسمو النفس تعلیه

ماشاد مثلک بنیان العلا احد / نعم علی شرف الافلاک تبنیه

سقی الاله محلا انت ساکنه / ما ورق الغصن والوسمی یرویه

بجاه خیر البرایا رب اهد له / منا صلوة مدی الایام ترضیه

حواشی قصیده

طرف بالفتح چشم فاتر سست - مراض بالکسر بسیار مرض - عاذل ملامت گر- عذال بضم عین وتشدید ذال جمع نحول لاغر شدن - ضرام بالکسر هیزم افروختہ - موری بالضم برافروزندۂ آتش قولہ تعالی والموریات قدحا فی القاموس شئی عطفہ اعوض - معترم بضم میم وسکون

غین معجمه و فتح رائے مہملہ اسیر محبت - دنف بفتح نون وکسر آن دایم المرض مہفہف
باریک میان - روف سرین ارادف جمع - عرف بالفتح بوئے خوش - بارق ابر بابرق - اشجائ
غمگین کردن - یشجی مضارع آن - جارہ تانیث جار یعنی ہمسایہ - لوعہ بالفتح سوزش دل -
مقلہ بالضم کاسۂ چشم - عبراء بالفتح گریان رشا بفتحتین آہو برہ - وعساء بالفتح زمین نرم
ریگستان بطحا بالفتح گذرگاہ سیل پر سنگریزہ و وادی مکہ معظمہ تیہ بکسر تاء فوقانی تکبر - رنو نگریستن
رنا ماضی آن - مہاۃ گاو وحشی شعراء عرب معشوقہ را بہ مہاۃ تشبیہ دہند بہ اعتبار خوش چشمی
چنانچہ شعراء ہند رفتار معشوقہ را بہ رفتار فیل وکمر را بہ کمر شیر تشبیہ دہند - واصل این ست
کہ اہل ہر ولایت را مالوف سائی است کہ در اشعار خود استعمال کنند - ومذاق اینہا را خوش
آید - ہر چند مذاق غیر آن ولایت را مستنکر نماید - اگر غیر کسب زبان بکمال رساند لاشک
انکار او رنگ اقرار می گردد وزوقی کہ اہل زبان در یابند بعینہ یا قریب آن او نیز در می یابد
بید بالکسر بیابانہا - میس بالفتح خرامیدن ماس ماضی آن - بانہ درختی است کہ قد خوبان
را بآن تشبیہ دہند فی القاموس حبۃ اللیل وعلیہ سترہ - تلفیہ مضارع الفاء بمعنی یافتن
ایلانجشیدن یولیہ مضارع آن تشنیف گوشوارہ در گوش کسے کردن - رمہ بالکسر وتشدید
میم استخوان بوسیدہ رمم جمع - ناظر نقطۂ سیاہ چشم یا نگاہ - فخار بالفتح نازش - شرفہ بالضم
کنگرہ شرف بضم شین وفتح رای جمع وسمی بالفتح باران مدی بالفتح غایت مسافت -

(۵۹) میر محمد جان بلگرامی

ابن عم حقیقی علامہ مرحوم میر عبد الجلیل است نسبش باین طریق میر جان محمد بن

یہ معین الدین بن سید عبداللطیف بن سید محمود اصغر بلگرامی قدس سرہٗ سید معین الدین
از عجائب روزگار و نوادر لیل و نہار بود و در ہوش و فطرت نظیر نداشت ۔ علامۂ مرحوم
او را عقلِ مجسم می گفتند و تا آخر عمر پیش امرائے عہد معزز و مکرم زیست برادر کلانش
میر احمد از طرف نواب مکرم خان حکومت بعض محالات توابع دہلی داشت ۔
چنانچہ گذارش یافت و او ہمراہ برادر بخدمت امینی آن مواضع مامور بود و ہر دو برادر قسمی
اخلاص و اتحاد داشتند کہ یک جان دو قالب توان گفت و از ینجا تدین ہر دو برادر
توان دریافت کہ یکے را حاکم کردند و دیگرے را امین ۔ چون نواب مکرم خان
بہ ایالت صوبۂ ملتان منصوبہ گشت ۔ سید معین الدین را خدمت عدالت صوبۂ مسطور
تفویض نمود ۔ سید این منصب نازک را براستی و درستی پرداخت و وضیع و شریف
شہر را بہ عدل و احسان از خود راضی ساخت ۔ و ہم در ملتان سیزدہم شعبان ۱۱۰۳ سنہ
ثلث و مائۃ والف بہ گلگشت فردوس برین خرامید ۔ فرزندش سید کرم اللہ کہ ذکرش
می آید آیہ کریمہ بہا خلد جنات تاریخ یافت قبرش در ہمان شہر در حریم روضہ شیخ
موسی جیلانی قدس سرہٗ متصل زینہائے دروازہ گنبد مبارک جانب یسار داخل واقع
شدہ کاتب الحروف ہنگام مراجعت از سفر سیوستان در حدود سنہ سبع و اربعین و مائۃ
والف بہ زیارت مرقد شریف و فاتحہ فائحہ مستسعد گردید ۔

میر جان محمد ولادت او یازدہم شہر ربیع الآخر ۱۰۸۳ سنہ ثلث و ثمانین والف اتفاق
افتاد ۔ سید عالم و فاضل و حافظ کلام اللہ و قاری بے نظیر بود ۔ و خط نسخ جید می نوشت

داز کثرت مصاحبت اہل فرس زبان فارسی در نہایت فصاحت وبلاغت می گفت
وجواہر آبدار می سفت - نقاوت وطہارت بکمال داشت - وشب وروز در اداے نوافل
ووظائف مستغرق می ماند - مے فرمود از سن بست سالگی نماز تہجد از من فوت نشد -
شبہا کہ نماز می گذارد بہ حیثیتی حالت گریہ وتضرع رومی داد کہ در ودیوار در رقت می آمد -
وادعیہ را بہ سوز وورد می خواند کہ جگر سنگ می گداخت - ودر سال ست دار بعین
ومائۃ والف جذبہ توفیق الٰہی اورا در یافت منصب وجاگیر بادشاہی ترک دادہ ومصاحبت
امراو تنعم دنیا واگذاشتہ اول از دار الخلافہ شاہجہان آباد بہ بلگرام آمد واہل وعیال ومردم
قبیلہ را جمع کرد وبا اینہا گفت دو کہ نعمت وجمعیت دنیا بسیار دیدم وخدمت صاحب لطافہ
بجا آوردم اکنون کہ صبح پیری از شب جوانی دمیدہ وچراغ زندگانی بہ آخر رسیدہ مے خواہم
کہ زیارت حرمین شریفین ودیگر اماکن مقدسہ رخت سفر بر بندم وبقیہ ایام زندگانی را در طیبہ
طیبہ علی ساکنہا الصلوۃ والتحیۃ بسر آرم - مناسب آنکہ بہ طیب خاطر رخصت دہید
وامروز این کس را کہ ایام حیاتش نفسی چند بیش نماندہ ازین عالم در گذشتہ انگارید"
حاصل آنکہ بہ استرضاء اہل وعیال کوشیدہ وتلخی صبر برین جماعہ گوارا ساختہ رو براہ
مقصود آورد وعازم بندر تہ گردید وبتاریخ ہفدہم ربیع الآخر سنہ ۱۱۴۶ است دار بعین ومائۃ والف
وارد سیوستان گشت - کاتب الحروف دران ایام ہمانجا بود بست ودوہشتم شہر مسطور از سیوستان
روانہ بیشتر گردید - وپانزدہم جمادی الاولی سال مذکور جہازی کہ روانہ بصرہ می شد نشست
قضارا جہاز در برابر بندر عباسی شکست - وخلق کثیر واموال خطیر در لجۂ ناکامی فرو رفت

متصدیانِ جہاز بر کشتی صغیری کہ در رکاب جہاز می باشد نشستند و میر راہمراہ ان کشتی گرفتند باری کشتی در آغوش سلامت بہ ساحلے برخورد - میر از آنجا عازم بصرہ گردید و بعد از قطع صحاری بسیار و جبالِ دشوار گذار بہ مشقتِ تمام خود را بہ بصرہ رسانید و از آنجا بہ دار السلام بغداد و سامرہ و نجف اشرف و کربلائے معلی اشتافت و شرفِ زیارت مزارات عالیات این مواضع حاصل کرد -

و چون نادر شاہ در عہدِ خود رسوم بدعت از دیار ایران برانداخت - ہمراہ قافلہ تجار عنان بجانب مشہد مقدس تافت - و بہ زیارت امام ہشتم سر بآسمان نہم رسانید - از انجا احرام بیت اللہ بربست - و بعد ادائے مناسکِ حج و عمرہ و فوراً بہ مدینہ سکینہ علی ساکنہا الصلوٰۃ والتحیۃ آمد و بزیارت مرقد معطر روائح سعادت ابدی استشمام نمود - و حلقۂ باب شفاعت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بسر پنجۂ اخلاص محکم گرفت - و بہ تمنائے موت در آن بقعۂ مبارک قدم از شہر برون نگذاشت و دعائے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ بر زبان داشت اللہم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک - آخر چند ماہ در آن شہر مبارک زندگانی یافت - درین فرصت ہمیشہ از صبح تا شام در مسجد نبوی می نشست و مصاحف وقف روضۂ مقدسہ را بہ تصحیح می رساند - و اوقاتِ گرامی را درین شغل شگرف صرف می ساخت - تا آنکہ پانزدہم رجب المرجب ۱۱۴۹ھ تسع واربعین ومائۃ داعی حق را لبیک اجابت گفت - جنازۂ او را بدستور این بلدۂ شریفہ از مواجہہ خیر الانام و ما بین بیت و منبر گذرانیدہ بہ جنت البقیع بردند و پایان قبۂ سیدنا عباس و ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم بہ فاصلہ

چهار درع جانب شرق بخاک سپروندزہے صاحب دولتے کہ تمام عمر بہ نعمت وجمعیت گذرانید و درخاتمہ ایام زندگانی این ہمہ سعادات وبرکات حاصل کرد۔ ذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء راقم الحروف درمدت اقامت طابہ مستطابہ ہر جمعہ بزیارت جنت بقیع می رفت ومزار شریف را ہم زیارت می کرد۔ و بہ خواندن فاتحہ فاتحہ سرمایہ سعادت می اندوخت۔ وبعد عطف عنان بہ جانب ہندوستان برادر فضائل مرتبت میر محمد یوسف سلمہ اللّٰہ تعالی تکلیف کردند کہ قصیدہ بزبان عربی مشتمل براحوال آن مرحوم انشا کردہ شود تقدیم فرمائش ضرور شد واین قصیدہ بہ نظم در آمد ہ

حتی الغمام بساکب هتان	ارضا هنالک مراتع الغزلان
وسقی ورود الرابیات کانها	قلل بهن مواطع النیران
ورعی الالهہ اباطحا حصباءها	ازهرت بلآلٍ فی نحور عوان
وحمی ریاضنا ازهرت نسماتها	نار الغرام بمهجة الولهان
واطال عمرا رائک سجعت بها	ورق الحمی برقائق الالحان
وادام ظل الایک ایک خمائل	فیها ظفرت برؤیة الجیران
وکسا الربیع ربی الحجاز مطارفا	مصبوغة بغرائب الالوان
دوقی مهیمن عصبة من طیبة	سکنوا منازل مهجتی وجنانی
طوبی لقوم هاجروا وتوطنوا	تلک الدیار معادن الایمان
منهم همام بارع متورع	نجل النبی سلالة الاعیان

السيد المقبول جان محمد — هو فى الورى كالروح فى الابدان
والفاضل المتنسك الممتاز فى — فن القراءة حافظ القرآن
سامى مكانه فى لهجة عربية — فى الفارسية اسبق الفرسان
قد لاح خط النسخ من اقلامه — ابهى من الياقوت والمرجان
وانظر الى هذا السواد كانه — نبت البنفسج من اصول بنان
وهو المكين على ارائك ثروة — والمحتظى بمناصب السلطان
لما اكتسى برد المشيب وما ارتجى — من عمره الا يسير زمان
ولى عن الدنيا وقد ترك الحمى — نسجت عليه عناكب النسيان
ومشى الى خير البقاع مهاجرا — سحبا على الاهداب فى الاجفان
حتى اذا بلغ المحيط وخاضه — كسر السفينة طارق الحدثان
فطوى مفاوز لا يحل مسيرها — الا لمن يسرى على التكلان
واناخ عند البصرة الفيحاء — فالزورا فبعض مواطن الاحسان
زار المزارات العلية وارتوى — منها وهن مناهل العطشان
ثم انثنى وسعى الى ام القرى — فاتى وحج البيت ذا الاركان
واتى للمدينة زائرا لقطينها — صلى عليه مصور الاكوان
واقام منه وبابها متعبدا — وحوى فيوض الواهب المنان
حتى توفى بعد عدة اشهر — واقر فى اعلى قصور جنان

والمختفی الخامس المعد وبدل العشر من		رجب اجاب منادی الرحمن	
دفنوه عند المسبط سبط المصطفی	دفنوه عند ابی محمد الحسن	شرقیه فیه لدی البنیان	
ولعام رحلته وجدت مورخا		نقلت موازنیه من الفرقان	
لما وصلت الی المدینة زرته		واتیت بتحائف الریحان	
ودعوت یا رحمان روضه بحبه		وافض علیه سحائب الغفران	
وادفع مکانته وزد اکرامه		فی حضرة المختار من عدنان	
صلوا علی هذا النبی وسلموا		ما غنت الاطیار فی الاغصان	

حواشی قصیده

ساکب - باران - ہتان بفتح ہا و تشدید تاء فوقانی بسیار ریزنده - مراتع جمع مرتع بمعنی چراگاه - ورد گل ورود بضمتین جمع - رابیه زمین بلند رابیات جمع - ازری باخیه ادخل علیه عیبا کذا فی القاموس - غانیه زنی که بحسن خوبی بے نیاز باشد از زیور و زینت غوانی جمع دلہان بفتحتین شیفته - اراک بروزن سحاب درختے است که ازان مسواک سازند - ارائک جمع - ورقاء کبوتر ورق بالضم جمع - ایک بالفتح درخت درہم پیچیده خمیل زمین نشیب خمائل جمع - مطرفه چادر مطارف جمع - عصبه بالضم جماعه - نجل بالفتح فرزند سامی المدی یعنی بلند غایت - اریکه تخت ارائک جمع الاحتظاء بہره مند گشتن ویعدی بالباء کذا فی تاج المصادر - سحب بالفتح کشیدن - جمان بضم جیم مروارید فیحاء

بفتح فاو سیع ولقب بصرہ زوراء نام بغداد۔ منہل چشمہ مناہل جمع۔ الارتواء سیراب شدن
ولیعدی بمن کذا فی تاج المصادر قطین ساکن قولہ وایتتہ بتحائف الریحان در حرمین
شریفین معمول است کہ وقت زیارت قبور ریحان ہمراہ می برند و بر قبور می گذارند و باغبان
آنجا در رستۂ جنت معلی و بقیع ریحان می فروشند چہ در حدیث شریف آمدہ کہ وضع سبزہ
بر قبور موجب نزول رحمت و تخفیف عذاب است روضریحہ یعنی سیراب کن خاک اورا
افض یعنی بریز۔

(۶۰) سید کرم اللہ بن سید معین الدین بلگرامی

برادر اعیانی میر جان محمد مذکور است۔ ولادت او در ۱۰۸۷ھ سنہ سبع وثمانین والف
اتفاق افتاد۔ صاحبِ اخلاق حمیدہ واوصافِ پسندیدہ بود وحظی مستوفی از فضیلت
داشت۔ و باکتب حدیث و سیر بیشتر اشتغال می نمود و در ایام کہولت بہ شوق تمام کلام
اللہ را حفظ کرد۔ و در سجیۂ رضیہ تقوی و صلاح و سخاوت و شجاعت یگانہ می زیست
و مدتے از جانب دریاے علوم میر عبد الجلیل مرحوم تیابت بخشی گری و وقایع نگاری
سرکار بہ سیوستان بجا آورد آخر بہ تقریبی جانب پنجاب رفت۔ و دوم محرم روز جمعہ بعد نماز عصر
۱۱۳۴ھ سنہ اربع وثلثین ومائۃ والف در سواد بلدۂ سیالکوٹ از دستِ کفاری کہ دران حدود
مستولی شدہ بودند شربت خوشگوار شہادت از جامِ سعادت چشید۔ و روز شنبہ در بلدۂ مذکور
متصل فرش دروازہ درگاہ حضرت امام الحق کہ از ذریت طیبہ امام زین العابدین علیہ السلام

وصاحب ولایت آن مقام است مدفون گردید۔ میر کرم اللہ مرحوم مسجدی رفیع در سیوستان
بنا کردہ واثرے از اعمالِ خیر وا گذاشتہ۔ مسجد مذکور بہلوے حویلی سوانح نگاری لب
دریاے سند متصل درگاہ شیخ جمعہ قدس سرہٗ واقع شدہ۔ بلدہ سیوستان از مشاہیر بلاد سند
است۔ مخدوم لعل شاہباز قدس سرہٗ درین شہر آسودہ است۔

اکنون خامۂ تقریب جوبرخی از احوال مخدوم درین محل۔ تحریر می آرد کہ بزرگی و تقدس
مخدوم بر عکس ظن بعضے اباحتیان جلوہ افروز شود۔

(۶۱) مخدوم لعل شاہباز الحسینی المرندی السیوستانی قدس سرہٗ

راقم الحروف بخط مولانا محب علی تتوی کہ از بزرگانِ عہد بود وذکرا و در شاہجہان نامہا
و دیگر کتب تاریخ مسطور است مشاہدہ کرد این عبارت کہ "حضرت مخدوم لعل شاہباز
قدس سرہٗ اسم شریف وی عثمان است۔ وفقیر در لوح سنگی سیاہ دیدہ بود کہ باین روش
کندہ بودند:۔

" شیخ عثمان مرندی قطب دین باز سپید ومرند بفتح میم و راے مہملہ وسکون نون ودال مہملہ قریہ ایست
" از قراے تبریز" انتہی۔

نسب شریفش بہ سیزدہ واسطہ بامام جعفر صادق رضی اللہ عنہ می رسد۔ صاحب
تذکرہ مشایخ سند گوید:۔

" مولد ومنشا حضرتِ مخدوم مرند است۔ بعد رسیدن بہ مرتبہ رجال بہ خدمت بابا ابراہیم کہ مرید شیخ جمال

" مجرد لبود ارادت آورد - و مدت یک سال در خدمت آن صاحب کمال بوده به مرتبۂ تکمیل رسید
" و خرقۂ خلافت و اجازت یافت و حصور و مجرد زیست - و آخر به هندوستان تشریف آورد - و خدمت
" شیخ فرید گنج شکر و شیخ الاسلام بهاؤالدین زکریا دریافت و با شیخ صدرالدین عارف صحبتها
" داشت - و در سیوستان رحل اقامت افگند"

ضیاء برنی در تاریخ فیروز شاهی می آرد که :-

" چون آن حضرت به ملتان رسید خان شهید یعنی سلطان محمد قاآن از معرفت و اعتقادے که
" داشت شرائط تواضع بجا آورد - و فتوح بسیار رسانید - وجهد بے شمار نمود که آن بزرگوار در ملتان
" استقامت دارد - و خانقاه برائے وے بنا نمود - آنحضرت به اقامت آنجا رضا نداد - روزے
" خان شهید حضرت شیخ صدرالدین عارف و حضرت شیخ عثمان شاهباز مرندی را در مجلس طلبید
" و به غزلهائے عربیه سرود درداد - هر دو شیخ بزرگوار و جماعت دیگر از درویشان در سماع و رقص
" بودند خان شهید دست بسته ایستاده بود و زار زار می گریست " انتهی -

چون وصول راقم الحروف دهم ربیع الاول سنه ۱۱۴۳ ثلث و اربعین و مائة و الف
به شهر سیوستان اتفاق افتاد و میر سید محمد خان بخشی گری و وقائع نگاری تفویض نموده خود
محمل سفر جانب بلگرام بستند - بعد اندک فرصت عزل خدمت رو نمود و گرد ملالی بر حاشیه
خاطر فقیر نشست شبے در عالم رویا مشاهده می کنم که از کوچۂ شهرے می گذرم شخصے پیش
آمد از و استفسار کردم که پیشتر کوچه نافذ هست در جواب بزبان عربی گفت - سیلقاک رجال
قدمے چند رفته مے بینم که سه کس از مشائخ بروضع و لباس اهل سند در مکانی نشسته اند

یکے ازینہا مقتدا است نزدیک رفتہ سلام دادم و روبروے شیخ مقتدا بدو زانوے ادب
نشستم و سوال کردم کہ خدمت ما بحال می شود بہ مجرد استماع این حرف سر بہ گریبان مراقبہ
برد لبعد یک پاس کامل سر برآورد و فرمود بحال می شود گفتم این چنین است فرمود
ما می گوییم آخر لبعد یک سال خدمت بحال شد و صحت قول شیخ بہ ظہور رسید چنان معلوم
شد کہ آن بزرگ بشارت فرما حضرت لعل شاہباز بودہ اند قدس سرہٗ در مراقبہ یک پاس
کامل اشارت بہ عرصہ یک سال بود۔ وفات آن جناب بست ویکم شعبان ۶۷۳ھ
ثلث وسبعین وستمائۃ واقع شد۔

(۶۲) روح الامین خان

از شیوخ عثمانی بلگرام ساکن محلہ قاضی پورہ است۔ تائید یافتہ روح القدس بود
و در فنون عربی و فارسی و ہندی دم یکتائی می زد۔ و غالیہ حسن و خلق و ماغہار امعطر می ساخت
بسیار ظریف طبع طلق اللسان لطیفہ سنج بود۔ و از کمال قوتِ حافظہ و استحضار مسائل علمی
و حکایات و اشعار ہر سہ زبان و قصائد و مثنویات طولانی از بر داشت۔ در ہر علمی کہ سوال
می کردند۔ لب بہ حاضر جوابی می کشود۔ و بسعادت ارادت سید العارفین میر سید لطیف
اللہ قدس سرہٗ شرف اندوز بود۔ با این ہمہ فضائل معنوی از دولت صوری حظی وافر داشت
و کوس سخاوت و شجاعت می نواخت۔ ہمیشہ صاحبِ طبل و علم و فیل و حشم زیست
و بامر وم وطن و جوار و یگانہ و بیگانہ بہ احسان ہا پیش آمد۔ چندے بہ حکومت بست و دو محال

عمدۂ صوبۂ پنجاب کہ سیالکوٹ وجالندر ازان جملہ است پرداخت - وایالے
نیابت صوبہ داری اودہ بجا آورد - وآخر رفاقت برہان الملک سعادت خان
نیشاپوری ناظم صوبۂ اودہ برگزیدو باوصف ملازمت ہیچ گاہ شغل کتاب ازدست
نداد ودر پایان عمر کہ سن شریفش از ہفتاد تجاوز نمود صحیح بخاری وصحیح مسلم رابدست خود
کتابت کردو محشی ساخت - وطرفہ استغراقی در خدمت حدیث شریف بہم رساند
تاآنکہ پانزدہم ذی القعدہ روز سہ شنبہ ۱۱۵۱ھ احدی وخمسین ومائۃ والف در محاربہ ہند
بانادرشاہ والی ایران کہ متصل شہر کرنال واقع شد داد جلادت ومردانگی دادہ شربت
شہادت بہ کام کشید وہمانجا مدفون گردید - نظام الدین احمد صانع بلگرامی کہ از احفاد
اوست گوید ؎

شیرافگن صف شکن روح الامین خان آنکہ از	نقش اعدارابتیغ از لوح ہستی کرد حک
ترکتاز او اگر مریخ دیدی روز رزم	آب گشتی زہرہ اش از بیم بر اوج فلک
بسکہ می بخشید زر با جبہۂ واوست او	حاتم ثانی اگر گویم نباشد ہیچ شک
عالم تفسیر قرآن وحدیث مصطفے	ظاہرش انسان شمار و باطنا وچون ملک
بود عثمانی نژاد و مولد او بلگرام	در سخن کامل عیار و نقد معنی را محک
شد بہ رزم شاہ ہند وخسرو ایران شہید	ریخت شور ماتمش بر جان افگاران نمک
سال تاریخش نوشتم صوری وہم معنوی	سال ہجرت بد ہزار ویکصد وپنجاہ ویک

وبہ مقتضائے موزونی طبع متوجہ نظم می شد ازدست ؎

درسایۂ مژگان رخ یار است بہ بینید	آسایش گل ورنہ خار است بہ بینید
ہر اشک کہ گل کرد ز نوک سر مژگان	منصور صفت بر سر دار است بہ بینید

(۶۴۳) سید عبد الواحد بلگرامی روح اللہ روحہ

بن سید خلیل بن سید محمد اعظم بن سید محمود اصغر قدس سرہ باتفاق جمہور صاحب فیض خداداد است۔ و خداوند ولایت مادر زاد۔ ولادت او در سنہ ۹۵ خمس و تسعین والف اتفاق افتاد۔ ابتدائے حال نزد بعضے فضلاء عصر تلمذ نمود و از جناب استاد المحققین سید طفیل محمد نور اللہ ضریحہ نیز استفادہ کرد و فاضل مستعد برآمد۔ و شاطبی را یاد گرفت و طریق تقوی و تعبد برگزید از صبح تا صبح دیگر جز ادائے فرائض و نوافل و تلاوت قرآن مجید و مطالعہ کتاب و سلوک راہ الٰہی کارے دیگر نمی دانست الحق ملکی بود در صورت انسان متخلق باخلاق حضرت یزدان مدۃ العمر ہیچ صغیرہ بپیرامن او نگردیدہ باشد تا بہ کبیرہ چہ رسد۔ وقتے خادم او مشت خسی از پوشش خانۂ ہمسایہ گرفتہ آتش افروخت و طعام پخت طعام نخورد کہ مشت خس بے اذن ہمسایہ گرفتہ شد۔ بست و سیوم شہر رمضان روز چہار شنبہ سنہ ۱۱۶۱ احدی و ستین و مائۃ والف در دار الخلافہ شاہجہان آباد بہ نزہت کدہ فردوس خرامید۔ و در باغ مومن خان کہ در جوار آثار شاہ مردان واقع است۔ مدفون گردید۔ راقم الحروف گوید ؎

سید مستجمع علم و عمل	در ریاضت ہمچو ماہِ نو تمام

ہاتفی فرمود سال رحلتش		رفت عبد الواحد قدسی مقام	

سید خط نسخ بغایت شیرین می نوشت و نسخ کلام اللہ فراوان و کتب بے پایان
بقلم جواہر رقم تحریر نمود و در اواخر ایام زندگانی بہ تحریر کتاب نہج البلاغہ سعادت اندوخت
و در ایام اقامت وطن برائے راقم الحروف شافیۂ ابن حاجب کتابت فرمود
و فقیر در ذیل کتاب این عبارت تحریر نمود :-

"نجزت بحمد اللہ سبحانہ ہذہ النسخۃ المسماۃ بالشافیہ وہی لاعلاء قوانین الصرف شافیہ للشیخ العلامہ
"ابو عمرو عثمان بن الحاجب الذی تناہوا علی تعالی ہذہ الصناعہ وجب تغمدہ اللہ بالرحمۃ الواسعۃ وادخلہ فی الجنان
"مخلدا واسعا استکتبہا عن السید البارع والنور الساطع حافظ کلام اللہ الجلیل السید عبد الواحد
"بن السید خلیل وانا العبد الملتجی الی ربہ السامی غلام علی الحسینی الواسطی البلگرامی اللہم اغفرلی ولوالدی وللمومنین
"والمومنات بالنبی العربی صاحب الشفاعات وصل وسلم علیہ وعلی آلہ الاطہار وصحبہ الاخیار"

(۶۴) سید محمد اشرف المعروف بہ سید درگاہی

از سادات حسینی ترمذی ساکن بلگرام است ۔ نسبش برین منوال سید محمد اشرف
بن سید عبد الدائم بن سید احمد بن سید عبد الفتاح بن سید فرید الدین بن سید محمد بن سید عبد القادر
بن بندگی سید حسن بن سید محمد بن سید قاسم بن شاہ حسین بن شاہ اسمعیل بن سید برہان الدین
بن سید تاج الدین بن سید الحمید بن سید نعمان بن سید حمزہ بن سید حسین بن مخدوم سید احمد
زاہد بن سید حمزہ بن سید ابا بکر بن سید عمر بن سید محمد بن مخدوم سلطان احمد تختہ بن سید علی

بن سید حسین بن سید محمد مدنی معروف بہ شاہ ناصر مدفون ترمذ بن سید حسن خمیص بن سید موسی
خمیص بن سید علی بن امام حسن اصغر بن امام زین العابدین علی بن امام حسین سبط رضی اللہ عنہ
اول کسے کہ از اجداد ایشان از ترمذ بہ ہند آمد سید احمد تختہ است بضم تاء فوقانی و خاء معجمہ
و تاء فوقانی بعد وصول ہند در بلدۂ لاہور اقامت گزید و ہمانجا بدار الآخرہ خرامید - از فرزندان
او سید محمد بن سید قاسم در قنوج آمدہ متوطن شد - چون شیر شاہ شیر گڈہ را متصل واعی پور
آباد ساخت - و سادات بخاریہ و دیگر بزرگان بلدۂ قنوج را بہ سکونت آنجا تکلیف کرد - سید
محمد قدس سرہ از قنوج بہ شیر گڈہ رفتہ رحل اقامت افگند - و چون عنقریب سلطنت از افاغنہ
بہ تیموریہ عود کرد مردم قنوج بہ وطن اصلی رجوع کردند - سید محمد قدس سرہٗ فرمود - ما فقیریم ہمین
صحرا مناسب حال ماست و ہمانجا قدم اقامت افشرد - اما بعد وفات نعش او را بہ قنوج
آوردہ دفن کردند - پسر ایشان بندگی سید حسن قدس سرہٗ مسجدی عالی در شیر گڈہ بنا نمودہ
قطع تاریخ آن بنظر رسیدہ مادہ تاریخ - خیر المکان - است - صاحب جود و سخا بود و طعامے
عام داشت قبر ایشان در واعی پور است - سید فرید الدین بن سید محمد بن سید عبد القادر
بن بندگی سید حسن مسطور قدس سرہٗ از واعی پور بہ بلگرام آمدہ طرح توطن ریختہ - از ان وقت
ذریت طیبۂ ایشان در خطۂ تکرا از محلہ میدان پورہ اقامت دارد - سید اشرف درگاہی از
یاران خاص علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل و استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی است - مرآۃ
صور معانی بود و مرکز دائرۂ فضائل انسانی طریقہ سلف صالحین داشت - و از جبین بینش
انوار بزرگی می تافت - ولادت او در سنہ اربع و سبعین والف رو داد - فرمود بندہ را باعث

بر تحصیل علم علامۂ مرحوم میر عبدالجلیل شدند بعد از آنکہ پابند تاہل شدیم بہ کسب علم ترغیب نمودند۔ گفتم حالا کہ قدم در مرحلۂ شباب گذاشتم چہ حاصل می تواند شد بجد شدند۔ و فرمودند البتہ نفعی خواہد بخشید۔ مختصرات را خود خوانانیدند۔ و شرح ملا نزد سید نور اللہ برادر جناب سید العارفین قدس اللہ اسرارہما خواندم و مختصر معانی و حاشیۂ خطائی و سہ مجلد از شرح وقایہ و شرح ہدایۂ حکمت بہ کتب معقولات در حلقۂ درس میر سید سعد اللہ بلگرامی قدس سرہٗ تلمذ کردم۔ و کتب مناظرہ از خدمت ملا شہاب الدین جونپوری کہ از علماء وقت و تلامذۂ ملا باسو جالیسی بود اخذ نمودم۔ بعد از آن در عالم نوکری اقتادم خطش بسیار شیرین افتادہ و شان خط علامۂ مرحوم مرقوم مشق کردہ و در ایام تحصیل شرح وقایہ را بخط شریف کتابت کردہ و من اولہ الی آخرہ بدقت تمام محشی ساختہ و اثرے نافع از خود وا گذاشتہ تنسک و تعبد بدرجۂ کمال داشت۔ با آنکہ اکثر عمر در حالت سفر گذرانید گاہے نماز تہجد از دست نداد۔ ہنگامے کہ در طلب معاش از وطن مالوف بر آمد نخستین باریاب محفل شاہزادہ محمد اعظم بن خلد مکان شد۔ و در سلک ملازمان با اعتبار انتظام یافت و چندی در رفاقت نواب مبارز الملک سر بلند خان تونی بہ امتیاز تمام بسر برد۔ و خدمات عمدہ تفویض شد۔ و در پایان عشرۂ خامس بعد مائۃ والف رفاقت نواب صفدر جنگ کہ آخر بہ وزارت احمد شاہ رسید برگزید و در منتہاے عشرۂ سادس کہ عمر گرامی قریب بنود رسید خود را از ملازم پیشگی معاف داشتہ بہ محروسہ بلگرام آمد و قدم در دامن عزلت پیچید۔ ہمیشہ اوقات گرامی بہ احراز سامان اخروی صرف می ساخت و بہ صوم و صلوٰۃ و تلاوت

قرآن و مطالعۂ تفسیر و حدیث و تصوف می پرداخت۔ از کبر سن و ضعف قوی طاقت قیام نمانده بود بزور عصا یا اعانت دیگرے برمی خاست۔ روز عیدین سوار شده در مسجد جامع محله میدان پوره مے آمد و با حاضران ملاقات می کرد و مے گفت ہر چند نماز عید بہ عذر شرعی از من ساقط است اما درین روز کہ بہ تصدیع تمام حاضر مسجد می شوم نیت آنست کہ نماز جماعت میسر شود و ملاقات با احباب دست دہد۔ خدا داند سال آینده ورمے یا بم یا نے۔ آخر الامر نہم صفر ۱۱۶۵ھ خمس و ستین و مائۃ والف در عمر نود و یک سالگی دامن از غبار جسم برچید و سرے لعالم روحانیان کشید۔ نقش پرواز اوراق گوید ؎

میر اشرف سر آمد فضلا	برد تشریف سوے منزل قدس
ہاتفی گفت سال رحلت او	اشرف وار دانِ محفلِ قدس

ذکر ابنین کریمین او میر عبد الواحد و بندگی حسن در دفتر شعرا می آید۔

(۶۵) میر سید محمد سلمہ اللہ تعالی

خلف الصدق علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی قدس سرہ السامی جناب ایشان در تاریخ چار دہم شہر ربیع الاول روز سہ شنبہ بعد نماز ظہر ۱۱۰۱ھ احدی و مائۃ والف در انجمن امکان جلوه فرمودند۔ منطوق الولد الحر یقتدی بآبائہ الغر نسخۂ جامعیت علوم اند و مرآۃ کمالات والد مرحوم خصوص عربیت و لغت و محاضرات کہ درین فنون دستگاہی عالی دارند۔ و گوے سبقت از اقران می ربایند کتب درسی نزد استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی

طاب ثراه گذرانیده اند۔ وکمالات فراوان از حضرت والد اندوختہ پدر گرامی را نسبت
بہ فرزند ارجمند وراے شفقت لازمی ابوت عنایتی ومحبتی خاص بود۔ درحینی
کہ علامۂ مرحوم از بھکر بدار الخلافہ شاہجہان آباد عطف عنان نمودند۔ میر سید محمد را نزد
خود طلبیدند ومقارن آن سرعی را فرستادند کہ چندی دیگر توقف باید کرد وانتظار
طلب مثنی باید کشید۔ ایشان درجواب قلمی نمودند کہ لن ابرح الارض حتی یاذن لی
ابی۔ علامۂ مرحوم ازین جواب حظی کردند واین رباعی رقم زدہ کلک گوہر سلک ساختند

تا یاذن لی ابی بخط ت دیدم		گلہاے طرب از چمن دل چیدم	
ازغایت اہتزاز پروانہ صفت		اے شمع پدر گہ دسرت گردیدم	

خدمت بخشی گری وسوانح نگاری ووقائع نگاری سرکار بھکر وسرکار سیوستان
کہ از عہد خلد مکان تا اواخر ایام سلطنت محمد فرخ سیر نامزد علامۂ مرحوم بود در صدر حیات
خود مستعفی شدہ از پیشگاہ سلطنت بنام ولد ارشد مقرر نمودند۔ جناب میر سید محمد در سنہ ۱۱۳۳
ثلث ثلثین ومائۃ والف بہ محل خدمات رسیدند ومسند حکومت را از ابتدا تا انتہا بہ آئین
تدین وحسن معاملت رونق افزودند۔ وضیع وشریف آنجا تا الان یاد می کنند وبجۂ ذکر
خیر ووصف جمیل می گردانند وجناب سامی در سنہ ۱۱۴۳ ثلث واربعین ومائۃ والف
کاتب الحروف را بہ سیوستان نائب گذاشتہ خود بہ محروسۂ بلگرام تشریف بردند وچندگاہ
در وطن گذرانیدہ بنابر تخللی کہ در خدمت راہ یافتہ بود بدار الخلافہ دہلی حرکت کردند وبہ
توسل بعضے امرا آن خلل را رفع ساختند ودر سنہ ۱۱۴۵ خمس واربعین مائۃ والف

کرت ثانی به سیوستان تشریف آوردند و فقیر را در اواسط ۱۱۴۷ھ سبع واربعین ومائة والف
رخصت هندوستان فرمودند۔ و خود به مراسم خدمت بدستور قیام نمودند تا آنکه نادرشاه
بردیار سند سلط گردید و سررشته خدمات بادشاهی گسیخت اما خدایارخان مرزبان سند آن
جناب را نه گذاشت و به اعزاز و اکرام تمام در سیوستان نگاهداشت و خدمت هائے
شایسته بتقدیم رساند۔ وچون هنگامهٔ نادرشاهیان دران دیار گرم شد و اوضاع ملک
برنسق قدیم نماند۔ خاطر اقدس از اقامت آنجا برخاست ناگزیر از خدایارخان بزور رخصت
گرفتند۔ وبست و پنجم رمضان ۱۱۵۵ھ خمس وخمسین ومائة والف از سیوستان برآمدند
واز راه ماڑواڑ متوجه وطن شدند۔ بعد طے مراحل بست و هفتم محرم مکرم ۱۱۵۶ھ ست
وخمسین ومائة والف به وصول بلگرام مسرت اندوختند۔

مخفی نماند که در ۱۱۱۶ھ ستة عشر ومائة والف سال تولد راقم الحروف خدمات
بهکهر وسیوستان از درگاه خلد مکان به علامهٔ مرحوم تعلق گرفت۔ چند کس از خاندان
با اصالة ونیابة برین خدمات قیام نمودند۔ ابتدا علامهٔ مرحوم خود در بهکهر نشستند و سید
محمد اشرف بن سید عبدالعزیز را که به شرف مصاهرت والا اختصاص داشت در سیوستان
نائب کردند بعد چندی میر محمد اشرف را رخصت وطن فرمودند و میر کرم الدین بن سید
معین الدین عم زادهٔ خود را نیابت سیوستان تفویض نمودند تا آنکه عزل خدمات پیش آمد
علامهٔ مرحوم خود را به حضور خلافت رسانیدند و خدمات را بدستور سابق بحال ساختند
وشیخ محمد رضا بهکهری را نوشتند که خدمات را سرانجام دهد و عقب آن سید محمد لوح والد

مولف اوراق را روانه نمودند والد فقیر قریب هفت سال به نیابت بهکهر و سیوستان
برداختند وچون خدمات بنام میر سید محمد مقرر شد ایشان در آنجا تشریف فرمودند وحضرت
والد به وطن معاودت نمودند۔ وچندی کاتب الحروف نیابت خان صاحب اقبال
خود بجا آورد نوعے که گذارش یافت۔ بعد چهل سال نیرنگی روزگار آنجور دو دمان
ما از ملک سندبرگرفت وعلاقه بالکل منقطع گردید ذلک تقدیر العزیز العلیم۔

جناب میر سید محمد به فضائل صوری ومعنوی وشمائل سنیه وخصائل رضیه ممتازند
ونور صدق وصفا ویکرنگی ظاهر وباطن بے انباز سیما جوهر همت وسخاوت به غایت
عالی افتاده مرید سید العارفین اند قدس سرهٗ ومقبول رب العالمین جل شانهٗ اوقات
به مطالعه کتاب معمور می دارند۔ وکتب حقائق مثل فتوحات مکیه اکثر مطالعه می فرمایند
ودر ۱۱۵۵ھ خمس خمسین ومائة والف کتاب مستطرف را که درفن ادب کتابی است
دلپذیر انتخاب کرده اند۔ حمد وصلوة دیباچه منتخب چنین در سلک تحریر کشیده اند:۔

"الحمد لله الذی علمنا من البیان ما هو مستطرف والهمنا من الکلام ما هو مستطرف والصلواة والسلام علی
"من انزل علیه نون والقلم واسند الیه احادیث الکرم وعلی آله الذین وجب علینا الاقتدار باثارهم واصحابه
"الذین حق علینا الاهتداء بانوارهم"

(۶۶) میر محمد یوسف سلمه الله تعالی

بن سید محمد اشرف بن سید عبد العزیز بن سید معین الدین بن سید عبد اللطیف بن سید محمود

اصغر بلگرامی قدس سرہٗ صاحب شان عالی است و عزیز مصر صاحب کمالی۔ زلیخاے
دانش را در پیرانہ سری بہ خلعت جوانی نواختہ۔ وحاصل زراعت علم را در ایام قحط سالی
بچہ مرتبہ ارزان ساختہ۔ طبع دقیقش نشتر عروق اشکالات۔ قوت حافظہ اش پر یخانۂ فراوان
معلومات۔ عمل کہ ثمرۂ شجرۂ علم است سرمایۂ بوستانش۔ وحسن خلق کہ گل سر سید آدمیت
است پیرایۂ گلستانش ولادت او بست ویکم شوال روز دوشنبہ ۱۱۱۶ھ ستۃ عشر و مائۃ
والف دست داد۔ میر افادت انتساب ومولف کتاب سبطین حضرت علامی
میر عبد الجلیل بلگرامی ایم ونسب ما بہ چہار واسطہ بہم می پیوندد ونسبت خالہ زادگی خصوصیتی
تازہ افزود۔ کتب درسی از بدایت تا نہایت بہ جناب استاد المحققین میر طفیل محمد روح اللہ
روحہ گذرانیدیم۔ ولغت وحدیث وسیر نبوی در خدمت قدسی منزلت جدنا واستاذنا علامہ
مرحوم مرقوم بسند رسانیدیم۔ وعروض وقافیہ وبعض فنون ادب از خدمت والاے میر
سید محمد مسطور سلمہ اللہ تعالی اخذ نمودیم۔ طریق تحصیل چنین بود کہ پیوستہ دو کتاب یا کتابے
واحد از دو مقام بہ سماعت وقراءت یک دیگر می خواندیم۔ وشبدیز سعی در مضمار تحصیل می
راندیم اگر احیاناً یکے را عارضہ روی داد سبق دیگرے در معرض توقف می افتاد۔ ودر وقت
اقامت وطن وکسب علوم چندے اوقات در افادہ طلبہ صرف گردید۔ میر محمد یوسف
در ۱۱۵۷ھ سبع وخمسین ومائۃ والف در دار الخلافہ شاہجہان آباد از بعض علماء ریاضی دان
آن بلدۂ علوم ریاضی ہیئت وہندسہ وحساب وغیرہا اخذ کرد وقدرتے عالی در فنون
ریاضی بہم رساند۔ وبہ ارادت سید العارفین قدس سرہٗ کامیاب است۔ واز سرمایۂ شریعت

وطریقت کامل نصاب۔ وباوصف شواغل معاش تعمیر اوقات از دست نمی دہد
و در حفظ شرائع جد وجہد تمام دارد و در سنہ ۱۱۶۲ اثنین وستین ومائۃ والف کتابے
تالیف نمودہ باسم الفرع النابت من اصل الثابت مشتمل بر چہار اصل وخاتمہ در تحقیق
مسئلہ توحید مختار او وحدت شہود است تحریرش بسیار متین ولطیف واقع شدہ و
مطالب بلند ومقاصد ارجمند فراہم آوردہ شکر اللہ سعیہ راقم الحروف در تاریخ اتمام
کتاب گوید ؎

میر یوسف عزیز مصر کمال	از خم معرفت کشیدہ رحیق
کرد در وحدت شہود رقم	نسخۂ تازہ بہ فکر عمیق
از احادیث واز کلام اللہ	کرد اثبات حق زہے توفیق
ہست این نقش دل نشین الحق	یادگارے ز خامۂ تدقیق
سال تالیف این کتاب خرد	گفت شمع مجالس تحقیق ۱۱۶۲

(۶۷) سید سعد الدین

بن سید جمال الدین بن سید مربی بلگرامی کہ ترجمہ اش در سلک مشائخ انتظام یافت
سید سعد الدین کتب درسی مجموع مرتب بخدمت میر سید لطف اللہ سجادہ نشین سیوم
میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہما گذرانید واستعدادی شایستہ بہم رسانید
وایامے بہ شغل تدریس پرداخت۔ بعد ازان در عالم نوکری افتاد۔ و شغل کتاب چندے

از دست رفت آخر دست از عالم نوکری کشیده مقیم وطن شد۔ وسر رشتهٔ اصل بدست آورده باشتغال کتاب وافادهٔ طلاب مقید است۔

(۶۸) شیخ عثمان احمد

خلف الصدق قاضی احسان اللہ عثمانی بلگرامی والد او امروز بر مسند شریعت شهر قیام دارد و شیخ عثمان در مساوی سن شعور او را خضر توفیق دلالت نمود از بلگرام به عزیمت کسب علم برآمد و بطور طلبهٔ پورب گلگشتی نمود و نزد ملا عظیم الدین ساکن بلاده و فضلاء دیگر تلمذ کرد و کتب فنون درسی من اولها الی آخرها مرتب گذرانید و خود را به والا پایهٔ فضیلت برجسته رسانید اکنون در بلگرام به شغل علمی می پردازد و چراغ دانش در شاهراه بینش روشن می سازد۔

(۶۹) سید غلام نبی

بن سید محمد ارشد بن سید خضر بن سید کمال الدین بن سید پیاره بن سید عالم بن سید حسین بن سید فضل اللہ نسب بالا تحت اسم سید اجمل بلگرامی به تحریر رسید مشار الیه ذهن صافی و استعداد وافی دارد۔ مختصرات اوائل نزد بعض تلامذه ملا قطب الدین گوپاموی خواند و منقولات تمام و معقولات برخے در خدمت مولوی احمد اللہ فرزند و تلمیذ و جانشین حاجی صفت اللہ خیرآبادی قدس اللہ اسرارهما تحصیل نمود و مطولات کتب معقولات اکثر در جناب شیخ کمال الدین

محمد سہالوی فتح پوری گذرانند۔ وچون حقوق مولوی احمد اللہ بیشتر بود فاتحہ فراغ باستر ضائے خاطر شیخ کمال الدین محمد از مولوی احمد اللہ گرفت۔ و در زمرۂ اقران خود بہ امتیاز برآمد مشار الیہ بعد ختم این نسخہ در اواخر ۱۱۶۸ھ ثمان وستین ومائۃ والف بہ تقریبی از بلگرام رخت سفر جانب آرکات وترچنابلی کشید۔ وبستم ذی الحجہ سال مذکور وارد اورنگ آباد شد و ایامے مہمان فقیر خانہ بود۔ ولوز دہم محرم ۱۱۶۹ھ تسع وستین ومائۃ والف باز سفر بہ سمت مسطور بربست۔ کنون خامہ مواد طلب احوال اساتذہ کہ اسامی ایشان درین ترجمہ بر زبان گذشت بہ تحریر می آرد وقدم سعی در طریق خدمت بزرگان می گذارد۔

(۷۰) مولوی قطب الدین گوپاموئی

از قبیلۂ قضاۃ و اعیان آن مکان است نسبش با امیر المومنین فاروق رضی اللہ عنہ منتہی می شود۔ پدرش قاضی شہاب الدین از علما و اعلام وقت بود۔ کسب کمال از خدمت مولوی عبد الرحیم مراد آبادی تلمیذ مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نمود۔ و در جمیع علوم سیما ہیئت و ہندسہ عدیم المثل بود۔ وفاتش در عشرۂ ثالث بعد مائۃ والف واقع شد۔ مولوی قطب الدین شاگرد پدر بزرگوار و در ہمہ علوم معقول و منقول سرآمد روزگار بود۔ وبحکم ارث در فنون ریاضی رایت مہارت بآسمان عالی افراخت و اہلہ مستفیدان را بہ اشعۂ کمال لبریز می ساخت۔ بست و پنجم رمضان ۱۱۶۰ھ ستین ومائۃ والف در آغوش بہشت آرمید۔ محرر سطور گوید ؎

مولوی زمانہ قطب الدین	کرد از عالم فنا رحلت
سال تاریخ او طلب کردم	ہاتفی گفت وارثِ جنت ۱۱۶۰ھ

(۱۷) حاجی صفت اللہ خیرآبادی

از احفاد امجاد شیخ الہدیہ خیرآبادی قدس سرہٗ و از اجلہ مشائخ و صنادید فضلا ست در فنون عقلی و نقلی شانی عظیم۔ و در وادیِ فقر منہجی قویم داشتہ۔ شاگرد مولوی قطب الدین شمس آبادی است و مرید حاجی عبداللہ سیاح۔ از فرزندان غوث الثقلین جیلانی رضی اللہ عنہ۔ سالہا مسند تدریس آراست۔ فضلای کثیر از گوشۂ دامن او برخاستند۔ در سنہ ۱۱۲۴ اربع وعشرین ومائۃ والف احرام دیار عرب بربست وبعد تقدیم مراسم حج و زیارت چندے در حرمین شریفین زادہما اللہ کرامۃ توقف گزید واز شیخ محمد طاہر مدنی نور اللہ ضریحہ حدیث سند کرد۔ وہنگامہ درس را گرمی بخشید۔ جمیع علماء بقاع مقدسہ بہ فضل وکمال او اعتراف کردند و ازاد اکرام زائد الوصف بجا آوردند حلقۂ عظیم در درس گاہِ او منعقد می شد وعالمے از فیض تلمذ او تمتع گرفت۔ کاتب الحروف از علماء حرمین شریفین تعریف مولوی بسیار گوش کرد مستفیدان او باستاذ تلمذ افتخار مے نمودند۔ مولوی بعد اداے سرحج عنان بجانب وطن اصلی منصرف ساخت۔ وبعد رجوع ازان دیار فیض آثار درس معقولات قاطبۃ موقوف کرد۔ وتا آخر عمر بہ وعظ ودرس تفسیر وحدیث اکتفا نمود۔ واوقات شریفہ را بہ اشتغال باطن وریاضات شاقہ

معمور واشت در ۱۱۳۲ھ اثنین وثلثین ومائۃ والف وارد بلگرام شد وبرائے ملاقات علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل در دیوان خانہ میر تشریف آورد۔ وباین تقریب رویت او اتفاق افتاد۔ ونیز وہم ذی القعدہ روز پنجشنبہ ۱۱۵۷ھ سبع وخمسین ومائۃ والف بہ جوار رحمت آسود۔ طرفہ اینکہ تاریخ وفات حاجی صفت اللہ ملا نظام الدین می شود کہ معاصر اوست وترجمہ اش گذشت۔ ونیز راقم اوراق گوید ؎

بحر عرفان صفت اللہ کہ بود	عالم عامل والا رتبت
خامۂ فکرت من تاریخش	زد رقم صدر نشین جنت ۱۱۵۷ھ

عمر گرامی ہشتاد سال۔ مرقد منور او در خیر آباد است۔ مولوی احمد اللہ خلف الصدق او منقولات از والد شریف خود اخذ نمود۔ ومعقولات در خدمت شیخ کمال الدین محمد سہالوی فتح پوری گذراند۔ وعمر گرامی بہ افادۂ علوم ظاہر وارشاد طریق باطن بہ آخر رساند وشب مستہل رجب لیلۃ الرغائب ۱۱۶۷ھ سبع وستین ومائۃ والف در نزہت کدۂ قدس آسود ودر جنب احاطۂ مرقد والد بزرگوار خود استراحت فرمود۔

(۷۲) شیخ کمال الدین محمد سلمہ اللہ تعالیٰ

از شیوخ انصاری ساکن سہالی است۔ واز بنی اعمام ملا نظام الدین سہالوی قدس سرہٗ والد او در فتح پور کہ از سہالی سہ کروہ است در عشیرۂ مخدوم زادہاے آنجا کد خدا شد و منصب قضاء آن مکان ہم حاصل کرد وباین ہر دو تقریب پاے اقامت درین شہر

افشرد- شیخ کمال الدین محمد در فتح پور ستولد شد- و لبعد طلوع صبح شعور منازل علمی از بدایت تا نهایت برہنمونی ملا نظام الدین سہالوی نور دید و در تلامذہ حضرت ملا کوس فوقیت نواخت و از حضور استاد تا زمان حال مدتی مدید بر آمدہ کہ وسادہ پیرا سے تدریس و تصنیف است- و جمعی کثیر از یمن تربیت او بہ منتہاے مرتبہ فضیلت رسیدند- از نتائج طبع اوست- العروۃ الوثقی در علم کلام و حاشیہ شرح عقائد جلالیہ-

(۷۳) راقم این سواد بندۂ آزاد

بیشتر در صفِ نعال فقرا رتبۂ روشناسی بہم رساند است درین انجمن نیز بہ مشارکت برادر فضائل مرتبت میر محمد یوسف سلمہ اللہ تعالی خود را طفیلی اعزۂ کرام ساختہ- حالا می خواہم کہ سرگذشت حرمین مکرمین شرفہما اللہ تعالی بعرض ارباب التفات رسانم و این مقام را بہ نقش حجاز دلنواز مخصوص گردانم- من فداے جلوۂ احمدی و صید بستۂ فتراک محمدی در صغر سن خوابی دیدم کہ در مسجد مکہ معظمہ زادہا اللہ تعظیماً حاضرم- و جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم در محرابی از مسجد قائم اند- فقیر شرف ملازمت اقدس دریافتم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التفات فراوان نمودند و لب بہ تبسم شیرین کردہ حرفہا پرسیدند- ہنوز جمال باکمال خصوص لمعان تبسم مبارک در نظر من است- ازان وقت ہرگاہ این رویا بہ یاد می آید سلسلۂ شوق می جنباند- آخر جذبۂ عنایت محمدیہ مرا از خود در ربود و شرار ناتوانی راہمت برق آسمان سیر کرامت نمود- رجب روز دوشنبہ ۱۱۵۰ھ خمسین و مائۃ والف مطابق عدد سفر خیر

پیاده تنها از بلگرام رخت سفر بستم و احبا و اقربا را طورے غافل ساختم که اگر اینها سراغے می یافتند سدِ راهِ مقصود می شدند۔ راقم الحروف در واقعات این سفر مثنوی پرداخته و طلسم اعظم۔ که هم تاریخ افتتاح است نام مقرر ساخته۔ آغاز مطلب باین عنوان می کند ؎

دمِ صبحی که مهرِ عالم تاب — سر بر آورد از نشیمنِ خواب
جلوه گر شد بکرسیِ مینا — با دلِ گرم و دیدهٔ بینا
داد رنگِ صفا به چهرهٔ زرد — که وضوے ز آبِ شبنم کرد
بسکه در سجده سود پیشانی — کرد سیماے خویش نورانی
گرم شد در رهِ خدا طلبی — بست احرام جانبِ غربی
شد جلوریز سوے بیت الله — به سر و دیده زد قدم در راه
طرفه بانگے بگوشِ ما آمد — از پسِ پرده این ندا آمد
کاے میان بسته در مقامِ ادب — آتشِ تازهٔ نسیمِ طلب
گوهرت شبنمی است قابلِ دید — خیز از جا که خواندت خورشید
گر ترا نیست طاقتِ پاے — روز بخشد ترا توانائے
بال بر هم زن از طپیدنِ دل — رشته بر پا اگر بود بگسل
گرچه باشد ترا بپا زنجیر — قطره زن همچو آب با زنجیر
این صدا شورِ عشق در جان ریخت — صد گلِ داغ در گریبان ریخت

دامن همتی زدم به کمر	جستم از قید سنگ همچو شرر

اهلبیت فقیر بعد سه روز آگاه شدند وانگشت تحیر بدندان گزیدند - سید غلام حسن غفران پناه برادر اعیانی فقیر تا سه منزل تعاقب کرد - آخر وحشی از دام جسته را بدست آوردن دشوار دیده برگشت - چه از راه دوربینی نعل واژون زدم وراهے که غیر متعارف بود پیش گرفتم - کلک سخن ریز در صعوبت راه زبان می کشاید ہ

داغ این راه مرغ وهم وخیال	زخم مقراض هیچ در پر و بال
رهزنان صف کشیده چون صف خار	همه مضراب تشنهٔ رگ تار
برنه خیزد ز پا فتادهٔ او	مار خوابیده است جادهٔ او
پیک این راه تیر ناوک وار	جامه از تن کند دم رفتار
رهزنش کاسه از گدا گیرد	خار او دامن هوا گیرد

القصه تا حدود سرونج از توابع مالوا پیاده راه طے شد از انجا که قدم گاهے به پیاده گردی آشنا نبود آبلها پا را خوشهٔ تاک ساخت - خارها طرح خانهٔ زنبور انداخت ہ

می بریدم رہے بے پائی	بار فیقے که بود تنهائی
صبح تا شام راه می رفتم	خون چکان تر ز آه می رفتم
همه کهسار و دشت ناهموار	قدم مور واین رہ دشوار
هر قدم رودها و جیحونها	چون دم تیغ تشنهٔ خونها
موج خوناب وجوش آبلها	ریخت در راه زنگ سلسلها

فکر ہا دست زدبہ دامنِ دل	گرد شمشیر کلفتم بسمل

اتفاقاً آرایات نواب آصف جاہ طاب ثراہ وران ایام سایہ افگن دیار مالوا شدہ بود قائد قسمت زمام مرا باین لشکر کشید و عنایت تازہ ربانی جلوہ افروز گردید۔ یعنی عزیزے بے سبق آشنائی در مہمان خانہ خود جا داد و مرا اسم نیازمندی فوق الحد بتقدیم رسانده و دت مکلفی برائے سواری تواضع کرد۔ زبان خامہ در تعریف رت می گردد ۵

رتِ رنگین لباسِ خوش الوان	راه رفتے بسانِ تختِ روان
تازہ گردون دو نور پیش نگاه	در چپ و راست چار ہالۂ ماه
این چہ گردون بروے ہامون است	این چہ تدویر ہاے موزون است
رقص تدویر ہا چشمِ خیال	گردشِ نرگسِ رمیدہ غزال
کشتی تازۂ روان در بر	نکند طے راه بے لنگر
مے کشد کوه بار گران	سیر و دورش چہ مایۂ فیض رسان
مختلف کار ہا از و حاصل	مرکب راه و خیمۂ منزل
بالش و فرش و خوش مکان دارد	مجلس ساکن و روان دارد
قدم سالکانہ دارد پیش	ننهد پا برون ز جادۂ خویش
چہ عجب گر زیاده راه رود	ہر قدم بر دو جاده راه رود
حسن خلقی عجب بکار برد	خادمِ خویش را سوار برد
یا درین خانہ بشکن و لشتاب	در سفر لذتِ وطن دریاب

بست و دوم شعبان سال مذکور ملاقات نواب آصف جاه طاب ثراه اتفاق افتاد
واین رباعی نتیجهٔ فکر قاصر برزبان آمد ؎

اے حامی دین محیط جود و احسان	حق داد ترا خطاب آصف شایان
اورنگ تخت بدرگاه سلیمان آورد	توآل نبی را به درِ کعبه رسان

فقیر باوصف موزونی طبع مدة العمر زبان به مدح اغنیانه کشوده ام الا این رباعی
که در استعانت سفر بیت الله سرزد و دو بیت عربی که در دفتر ثانی در ترجمهٔ نواب نظام الدوله
شهید مذکور می شود۔

القصه دران حدود نواب آصف جاه متوجه تنبیه افواج مرہٹه بود تمام رمضان
در سواد شهر بهوپال آتش حرب اشتعال داشت وزلزله ساعت قائم بود۔ درین میدان
کمیتِ قلم جولان می نماید ؎

فوج اسلام و کفر صف آراست	طرفه شور قیامتے برخاست
کرهٔ آتشین توپ و تفنگ	کرهٔ نار ساخت عرصهٔ جنگ
کافران چون سپند در فریاد	رفت از خاک آتشین برباد
چون هما ناوکِ سبک رفتار	زده در مغز استخوان منقار
من هم آن روز در صفِ اسلام	با یکے ذوالفقار خون آشام
قدمِ پُر دلانه افشردم	حمله ها بر مخالفان بردم
تشنگیهاے روزهٔ رمضان	کرده از کام تا جگر بریان

سفر کعبہ و صیام و جہاد	این سہ دولت بہم مرا رو داد

آخر رمضان صلح واقع شد و بہ اعانت نواب زاد و راحلہ خاطر خواہ دست بہم داد
در اوائل شوال آن سال از شہر بھوپال بر آمدم و بست و یکم منہ بہ گلگشت دار السرور
برہانپور سرور گردیدم و ہم ذی القعدہ سال مذکور وصول سورت صورت بست۔ بست
و چہارم منہ در جہاز نشستم۔ و از کرۂ خاکی بہ کرۂ آبی در آمدم ہلال اول ۱۱۵۱ احدی و خمسین
و مائۃ والف در عین دریا گوشہ ابرو انمود۔ شہر دہم محرم کشتی بکنار جدہ برخورد۔ نوزدہم
منہ در بلدۂ فاخرہ جدہ نازل شدم۔ شیخ محمد فاخر متخلص بہ زائر الہ آبادی کہ ترجمہ اش در
مجلد ثانی می آید۔ در جدہ تشریف داشت خبر قدوم فقیر از مردم جہازی کہ دو روز پیش
از جہاز ما رسیدہ بود یافتہ بر لب دریا انتظارمی کشید ہمین کہ قدم از بحر بہ خشکی گذاشتم
ملاقات شد۔ و سرور عجیبی دست داد۔ و بست و سیوم منہ بوصول اُم القریٰ شرفہا اللہ
تعالیٰ سرمایۂ سعادت اندوختم۔ و جبین نیاز بآستان سائی بیت اللہ برافروختم از آنجا
کہ شوق مدینہ سکینہ جلوریز بود طاقت صبر در خود نیافتہ بست و ششم منہ روز جمعہ بعد ادای
نماز جمعہ رو براہ مدینۂ مقدسہ آوردم۔ بست و پنجم ماہ صفر کہ درین تاریخ از کتم عدم
بہ شہرستان ہستی وارسیدہ ام و قدم در مرحلہ سی و ششم گذاشتم وقت سحر از سواد مدینۂ منورہ
سرمۂ سعادت درچشم کشیدم۔ و دیدۂ آرزومند را بر قبۂ روضۂ اقدس مالیدم۔ و در شہور
اقامت این بلدۂ طیبہ صحیح بخاری را خدمت مولائی و استادی شیخ محمد حیات السندی
المدنی نور اللہ ضریحہ سند کردم و اجازت صحاح ستہ و سائر مفردات مولانا برگرفتم۔ شبہا

در مسجد نبوی مابین بیت و منبر والا می نشستم - و به مطالعہ صحیح بخاری می پرداختم - و این غزل در مدح اقدس بہ زبان نیاز ادا شدہ

نمود جلوہ اعجاز شمع مطلبی ﷺ
نہ ماند شوخی چشم شرار بولہبی

فدائے خاصیت وادی عقیق شوم
کہ گرد ریگ روانش علاج تشنہ لبی

زیارت تو کند آفتاب ہر شب نذر
رود صباح جلوریز جانب غربی

زبسکہ ذوق شکست تو داشت ساغر ماہ
گرفت رنگ نزاکت ز شیشۂ حلبی

خوش است حسن تقاضا ز باغبان کریم
نصیب ذائقہ ام کن حلاوت رطبی

بہ آفتاب نبوت رسانده ایم نسب
توان ز ذرہ ما دید نور خوش نسبی

بملک ہند چو من نیست طوطی آزاد
کہ کرد تربیت من شکر لب عربی

و نیز قصیدۂ عربی در نعت والا بہ سلک نظم رسیدہ و بر روضۂ منورہ معروض گردیدہ در نسخۂ تسلیۃ الفواد فی قصاید آزاد کہ درین ایام بہ عبارت عربی بہ تحریر می آید مندرج می شود ان شاء اللہ تعالیٰ - چہاردہم شوال سال مسطور از بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رخصت ادائے حج گرفتم - و بست و ششم سنہ نزول مکہ معظمہ عروج طالع بخشید - و در ذی الحجہ مناسک حج بہ تقدیم رسید و وقوف عرفات روز پنجشنبہ اتفاق افتاد - عمل اعظم - تاریخ ادائے حج یافتہ شد اللہم اصلح اعمالنا وحققو امالنا بالرکن والمقام و عتبۃ سید الانام علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ الوف الصلوٰۃ والسلام - و در مکہ معظمہ و طائف معدن اللطائف صحبت شیخ عبد الوہاب طنطاوی

قدس سرہٗ دریافتم و فوائد فن حدیث بر گرفتم۔ سال جدید یعنی اثنین وخمسین ومائۃ والف در مکۂ معظمہ چہرہ برافروخت۔ در شہر ربیع الاول این سال سیر خطۂ طائف اتفاق افتاد وبزیارت مرقد مطہر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سرمایۂ سعادت بدست آمد۔ محرر اوراق گوید ؎

اے صبا رو بمزار پسر عمِ نبی		خاک آن روضہ کم از عنبر تر نشناسی	
کردہ ام خوب تماشا چمن طائف را		نرسد ہیچ گلِ او بہ گلِ عباسی	

او اخر شہر ربیع الآخر سنہ مذکور طواف وداع بجا آوردم و بہ بندر جدہ عطف عنان نمودم۔ سیوم جمادی الاولیٰ ہمین سال در جہاز نشستم۔ و در عرض ہشت روز بہ ساحل مخا کہ از مشاہیر بنادر یمن است رسیدم۔ چہار روز محاذی مخا جہاز را لنگر زدند۔ وسیر این مقام فرخندہ انجام میسر شد۔ وزیارت ضریح مبارک شاذلی قدس سرہٗ افادۂ فراوان انوار نمود بست ونہم جمادی الاولیٰ جہاز بہ ساحل سورت برخورد۔ دوم جمادی الاخرہ نزول بندر مبارک دست داد۔ وسفر حجاز فیض طراز بانجام رسید۔ بتاریخ معاودت سفر بخیر یافتہ شد رب اختم سفرنا بالخیر والسلامۃ وارزقنا ثقل الموازین یوم القیامۃ بجاہ فض خاتم جلالہ وخاتم صحیفۃ الرسالۃ علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیمات واین غزل دریاد اُم القریٰ وتذکر عہود حمی سر زد ؎

سن از بوس حجر در کعبۂ دل را شادی کردم		مسی را لیدہ یاقوتِ کسے را یادی کردم	
زیارت می نمودم کعبہ را از گردشِ رنگی		بحکم شوق طوفِ تازہ ایجادی کردم	

درین دار الامان مشتاق تیغ قاتلی بودم	زبیتابی طواف خانۂ صیادے کردم
چو آواز جرس از کاروان ہم پیش می رفتم	بیاد لیلی محمل نشین فریادے کردم
بصحرا با غزالان را سلام از دور می گفتم	بہ گلشنہا زمین بوس گل و شمشادے کردم
زعکس غیر صافی داشتم آئینۂ دل را	بہ صاحبخانہ این خانہ را آبادے کردم
اگر آزاد بادے سعی من از کار واماندی	بہ پائے ہمت والاے خود امداد می کردم

الحال گلی تاریخی کہ از چمن اعجاز چیدہ ام باید دید و عطر اعلاے کہ از عنبر دریاے قدس کشیدہ ام باید شنید ؎

این نامۂ خاص روح پرور	با اطیبہ تمامہ مسک
انجام لعون ایزدی یافت	تاریخ شنو ختامہ مسک
	سنہ ۱۱۶۶ھ

باختتام رسید

خاتمہ۔ در آخر نسخہ مآثر الکرام کہ ازان این نسخہ زیور طبع پوشید این عبارت تحریر است (بتاریخ پانزدہم شہر رمضان المبارک روز چہارشنبہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری باتمام رسید) و پس این نسخہ مکتوبہ زمانہ حیات مصنف رحمۃ اللہ ست چہ وفات مصنف در سنہ ۱۲۰۰ ہجری ست واصل نسخہ منقول عنہا در کتبخانہ آصفیہ سرکار عالی خلد اللہ ملکہ بدوام الایام واللیالی موجود و مخزون ست فقط